غیر مسلموں کی نعت گوئی

راجا رشید محمود

غیر مسلموں کی نعت گوئی

راجا رشید محمود

غیر مسلموں کی نعت گوئی

کتاب	غیر مسلموں کی نعت گوئی
محقق / تذکرہ نویس	راجا رشید محمود
	ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
پروف ریڈر	عمیم اختر۔ کوثر پروین
کمپیوٹر کمپوزنگ	نعت کمپوزنگ سنٹر۔ (پیلو: ۷۴۳۴۳۱۸۴)
ناظمِ طباعت	اظہر محمود
	ایڈیٹر ہفت روزہ "اخبار عام" لاہور
	ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور
اشاعتِ اول	۲۹ مئی ۱۹۹۳
ضخامت	۴۰۰ صفحات
مطبع	جمیم پرنٹرز۔ لاہور
قیمت	۱۲۰ روپے

ناشر

اختر محمود

نعت کدہ

حضورِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے نام

جس کا ایک ایک لمحہ

غیر مسلموں کو نعت گوئی پر اُکساتا رہا،

اُنھیں نعت گوئی پر آمادہ رکھے گا

چھڑ گئی ہے داستان افتخار مصطفیٰ ﷺ
غیر مسلم بھی ہیں اب مدحت نگار مصطفیٰ ﷺ
غیر مسلم اور کریں مدحت رسول اللہ ﷺ کی
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا وقار مصطفیٰ ﷺ

فہرست

سکھوں کی نعت گوئی ۳۳۵

مُقدّمہ

دنیا میں ایک ہی ایسی ہستی ہے جس کی تعریف وثنا میں اس ہستی کو ماننے والے تو رطب اللّساں ہوتے ہی ہیں' اس کو نہ ماننے والے بھی اس کی عظمتوں کو سلام کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔

اللہ کریم جلّ شانہ العظیم نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذکرِ پاک کو بلند کرنے کا اعلان فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ ہم نے آپ کا ذکر آپ کی خاطر بلند کر دیا۔ ہم نے آپ کا ذکر آپ کو خوش کرنے کے لئے بلند فرما دیا۔ ذکر کی یہ بلندی اِن معنوں میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جگہ جگہ اپنے محبوبِ پاک ﷺ کی تعریف و مدحت کی ہے' ان کی عظمت کو بیان فرمایا ہے' ان کی تعظیم و توقیر کا درس دیا ہے' ان کی حیثیت کو تسلیم کرنے اور ان کے حکم کو مان لینے ہی میں عافیت بتائی ہے۔ اس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی محبت کو اساسِ ایمان قرار دے کر ان کا ذکر کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ ذکر کی بلندی کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام اور اپنے ذکر کے ساتھ حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کے ذکرِ خیر کو منسلک کر دیا ہے۔ کلمۂ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ نہیں ہے' بلکہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پر تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ ہر اذان میں اللہ تعالیٰ کے ذکرِ ارفع کے ساتھ حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکرِ خیر کا اعلانِ عام بھی ضروری قرار دیا گیا ہے ----- لیکن رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ تمام ممالک میں رہنے والے' دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والے مسلمان بھی اپنے نبیٔ اکرم رسولِ معظم

ﷺ کی نعتیں لکھیں، پڑھیں، چھاپیں اور گائیں ----- لیکن وہ جو اسلام کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتے، جن کے مذہبی رہنما اور ہیں، جو خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے ہیں، یا خدا کو تو مانتے ہیں، حضور رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نبوت کو نہیں مانتے، بُتوں کو پوجتے ہیں یا تثلیث کے قائل ہیں یا کاذب نبوتوں کے پرچارک ہیں، ------- وہ بھی حضور رسولِ مقبول ﷺ کی محض حیثیت میں آپ کو سب سے بڑا تسلیم کریں، آپ ﷺ کے جمالِ سیرت کی رعنائیوں سے ان کی آنکھیں چکاچوند ہو جائیں، ان کے دل بھی انہیں نعت گوئی پر مجبور کر دیں۔ یعنی، میرے سرکار ﷺ کی نعت و مدحت اُمتیوں کے حلقے سے نکل کر دشمنانِ اسلام کے گروہوں میں بھی داخل ہو جائے۔ وہاں بھی حضور محبوبِ خالق و مطلوبِ خالق ﷺ کا ذکرِ پاک گونج اٹھے گو نجا رہے۔

"اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ"۔ فضیلت اس گواہی کو ہے جو دشمن دیں۔ جب دشمنانِ اسلام بھی حضور ﷺ کو صادق اور امین ماننے پر مجبور تھے، جب وہ بھی پہلی دعوتِ اسلام کے موقع پر حضور ﷺ کی چالیس سالہ حیاتِ طیبہ کے کسی لمحے پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے، جب دشمنی کو قتل پر پہنچانے والے بھی اپنی امانتیں سرکار ﷺ ہی کے پاس رکھنے پر اس لئے مجبور تھے کہ انہیں "امین" کہتے ہی نہیں تھے، مانتے بھی تھے ------- تو گویا کفارِ قریش نے بھی اپنے عمل و کردار کی زبان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی راہ نہ پائی۔

غیر مُسلموں کی نعت گوئی کی تاریخ

غیر مسلموں کی نعت گوئی کی تاریخ پر نگاہ دوڑائیں تو اس کے ڈانڈے بھی سرکارِ ابد قرار ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ملتے ہیں۔ اعشیٰ میمون بن قیس، بنی قیس بن ثعلبہ کے قتیل الجوع قیس بن جندل کا بیٹا تھا۔ اس کی کنیت اَبُو الْبَصِیر تھی، اعشیٰ زمانۂ جاہلیت کے ان سات شاعروں میں سے ایک تھا جن کے قصیدوں کو سُوقِ عکاظ میں سب سے

زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی تھی اور ان میں سے ہر قصیدے کو آبِ زر سے لکھ کر بیت اللہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا تھا۔ یہ "سبعہ معلقہ" کا ایک شاعر ہے۔

اسے حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے اعلانِ نبوت کی خبر ملی تو حضور ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر حجاز کی طرف روانہ ہوا۔ اُدھر ایک روایت کے مطابق ابو سفیان کو یہ معلوم ہوا تو اس نے کہا۔ "بخدا اگر اعشیٰ محمد (ﷺ) کے پاس پہنچ گیا یا کہیں ان کا اتباع کر لیا تو وہ اپنے اشعار سے سارے عرب میں آگ بھڑکا دے گا"۔ چنانچہ قریش نے چندہ کر کے ایک سو اونٹ جمع کئے اور نجد و حجاز کے درمیان ایک مقام "منفحہ" پر اس کی خوشامد کر کے اونٹ اسے دے اور وہ اسلام کی نعمت سے محروم واپس لوٹ گیا۔ قدرتِ خداوندی یہ ہے کہ انہی میں سے ایک اونٹنی نے اسے اپنی پیٹھ سے گرا دیا اور سینے سے زمین پر رگڑ رگڑ کر ہلاک کر دیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ عامر بن طفیل دوسی نے اسے سمجھایا کہ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو شراب کی لذت سے محروم ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ واپس لوٹ گیا۔ وجہ جو بھی ہوئی ہو، حقیقت یہی ہے کہ اعشیٰ میمون بن قیس اسلام کی دولت سے مستفید نہ ہُوا لیکن اس کا قصیدہ نعت تاریخ نے محفوظ رکھا۔ اس قصیدے کے چار اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

"میں نے قسم کھائی ہے کہ (اپنی اونٹنی) کی کمزوری اور اپنی برہنہ پائی کا اُس وقت تک گلہ نہ کروں گا جب تک کہ اُفتاں و خیزاں کسی حال میں وہ مجھے محمد ﷺ تک نہ پہنچا دے۔

وہ ایسے نبی ہیں جو ان چیزوں پر نظر رکھتے ہیں، جن کو تم لوگ نہیں دیکھتے، اور میری قَسم ان کی شہرت ملک ملک پھیل چکی ہے۔

ان کے احسانات مسلسل ہوتے ہیں، جن میں ناغہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے یہاں سے بٹنے والی خیرات کم نہیں ہوتی، کسی عنایت میں کمی اس لئے نہیں ہوتی کہ گزشتہ روز وہ کی جا چکی ہے۔

جب تم اپنی اونٹنی کو ابنِ ہاشم ﷺ کے در پر بٹھاؤ گے تو تمام کلفت بھول

جائے گی، آرام پائے گی اور ان (محمدؐ ﷺ) کے صدقات تم کو سیراب کر دیں گے۔"

ڈاکٹر زکی مبارک "المدائح النبویہ" (عربی) میں اس قصیدے کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ قصیدہ "مدائح النبویہ" میں شامل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الاعشیٰ نے یہ قصیدہ صدقِ دل سے نہیں کہا بلکہ اس کے برعکس وہ اس قصیدے کے ذریعے حضور ﷺ کا تقرّب حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب قریش نے اسے بدلنا چاہا تو وہ واپس ہو گیا۔ اگر وہ سچا ہوتا تو کبھی نہ بدلتا"۔ ارشاد شاکر اعوان نے اپنی کتاب "عہدِ رسالت میں نعت" میں زکی مبارک کی اس رائے کے خلاف لکھا ہے کہ "جب وہ گھر سے قصیدہ کہہ کر چلا تھا تو یقیناً" صادق النیّت تھا۔ ہدایت انسان کے اپنے اختیار میں نہیں، یہ تقدیر کا معاملہ ہے۔ اگر ہم نیتوں کا کھوج لگانا شروع کر دیں تو وہ سارے قصائد خارج از نعت قرار پا جائیں گے جن میں دل اور زبان کی ہم رکابی کا ذکر خود شاعر نے نہیں کیا"۔

ایسی کسی بحث سے قطعِ نظر، واقعہ یہ ہے کہ اعشیٰ میمون بن قیس کا یہ قصیدۂ نعت غیر مسلموں کی نعت گوئی میں اوّلیت کا درجہ رکھتا ہے۔

کعب بن اشرف نے بھی حضور ﷺ کی نعت میں اشعار کہے۔ ایک شعر کا ترجمہ ہے "محمدؐ ﷺ امین اور بندگانِ خدا سے محبّت کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی پشت پر ربِّ قادر و کریم کی مُہر ثبت ہے"۔ اپنی منافقت یا ارتداد کے باعث اس کا خون حضورِ اکرم ﷺ نے حلال کر دیا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ غالباً" اسلام میں یہ پہلا قتل تھا جو بغیر اعلانِ جنگ کے عمل میں آیا اور یہ کعب بن اشرف کی اپنی منافقت کا پھل تھا۔

ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ غیر مسلموں کا حضورِ اکرم ﷺ کی تعریف و ثنا میں تر زباں ہونا بھی "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" کے اُلوہی اعلان کی ایک دلیل ہے اور ہر زمانے میں، ہر ملک میں، ہر زبان بولنے والوں نے حضور ﷺ کی نعت کہی ہے۔ جو شخص جتنا حقیقت پسند ہو گا، راست فکری کی دولت اسے جس حد تک ودیعت کی گئی ہو گی، تعصّب کی عینک کو جتنا وہ اپنی آنکھوں سے دُور رکھے گا، کسی بھی مذہب یا ملّت سے تعلق

رکھتا ہو، سرکارِ والا تبار ﷺ کی عظمتوں کو زبان سے، اور اگر زبان سے نہیں، تو دل سے تو خراجِ تحسین پیش کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پائے گا۔

قاہرہ سے چھپنے والی محمد عبدالغنی حسن کی عربی تالیف **الشعر العربی فی المھجر** میں انہوں نے عیسائی شعرا کے بارے میں لکھا کہ "...... اس وُسعتِ نظر کا نتیجہ یہ ہے کہ شعرائے مہجر کے بہت سے دواوین میں ہم عیسائی شاعروں کو دیکھتے ہیں جو اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ پر پکا یقین رکھتے ہیں جس طرح ہم مسلمان شاعروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر پُختہ یقین رکھتے ہیں اور ان سے اپنی محبّت کا اظہار کرتے ہیں"۔ محمد عبدالغنی حسن نے کئی عیسائی عرب شاعروں کے نعتیہ اشعار بھی کتاب میں نقل کئے ہیں"۔ (ہم ان کا ذکر "عیسائیوں کی نعت گوئی" کے باب میں کریں گے)۔

زیرِ نظر تالیف میں کئی غیر مسلموں کی فارسی نعتیں تو جمع کر دی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ فارسی گو غیر مسلموں نے بھی حضور ﷺ کی تعریف و ثنا کی سعادت حاصل کی ہو گی۔ پاکستان کی علاقائی زبانوں میں بھی ایسا ہی ہُوا ہو گا۔ صرف پنجابی میں بہت سے غیر مسلموں کی نعتیں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان میں سے بیکھی رام کا ذکر تو زیرِ نظر تالیف میں، الگ سے بھی کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے، پنڈت کرتار چند تسمّم، بھائی تارا چند اور دلپذیر بھیروی (یہ مولوی بعد میں میرزائی ہو گیا تھا) کی نعتیں ایک زمانے میں زبان زدِ خاص و عام ہوا کرتی تھیں۔

غیر مسلموں کی نعت گوئی کی وُجُوہ

غیر مسلموں کی نعت گوئی کی بنیادی وجہ میرے سرکار ﷺ کے کردار کی سچائی ہے۔ حضورِ پُرنور ﷺ کے زمانے میں، آپ کو جاننے والے تمام لوگ آپ کو صادق اور امین کہتے ہی نہ تھے، مانتے بھی تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب حضور آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے کوہ صفا پر لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے اپنا صادق ہونا منوایا ---- ۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے دشمن تم پر حملہ آور ہو رہا ہے تو کیا تم مان

لو گے؟ اس سوال کے جواب میں کسی کو کاغذ لے کر حساب کتاب کرنے کی ضرورت نہ تھی' کسی کو زیادہ سوچنے اور غور کرنے کی حاجت بھی نہ تھی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جو اظہر من الشمس تھی' کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی' ------ سب یک زبان ہو کر پکار اٹھے کہ آپ نے تو کبھی جھوٹ نہیں بولا' آپ تو ہمیشہ سچ کہتے رہے ہیں' اگر آپ یہ کہیں گے تو اس کے سچ ہونے میں کسی شک' کسی شُبے کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

یہ دُرست ہے کہ اُس وقت ان لوگوں نے توحید کی بات نہ مانی' حضور ﷺ کی رسالت کو تسلیم نہ کیا' اپنے آباؤ اجداد کی راہ کو نہ چھوڑنے' اور ایک مانوس ڈھرّے پر چلتے رہنے کی خواہش نے انھیں حضورِ اکرم ﷺ کی بات نہ ماننے دی۔ لیکن آپ تجزیہ کر کے دیکھ لیں۔ یہ چند فقرے جو ایک مُسلّم "صادق" کی زبانِ مبارک سے نکلے تھے' وہ اُن لوگوں کے دلوں میں بھی گھر کر گئے تھے جو وہاں حاضر تھے اور جو لوگ وہاں حاضر نہ تھے' ان کے دلوں میں بھی بس گئے کہ ہمیشہ سچ بولنے والا یقیناً" اس دعوت و تذکیر کے حوالے سے بھی سچ ہی بول رہا تھا۔ یہ حقیقت جو حضور ﷺ کے سچ بولنے سے متعلق تھی' ان سب کے قلوب و اذہان پر مرتسم ہو گئی تھی اور بعد میں وقتاً" فوقتاً" ان سب کے اسلام لانے کا باعث بنتی رہی۔ اس لئے میرے خیال میں' آج تک کے غیر مسلموں کی نعت گوئی کی بنیاد حضور ﷺ کا صادق ہونا ہی ہے۔

بہرحال' ہمارے کچھ دوست اس نقطۂ نظر سے غیر مسلموں کی نعت گوئی پر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ اگر واقعی ان شاعروں کے وہی جذبات ہیں' جو ان کی نعتوں میں بیان ہوئے ہیں' تو وہ مسلمان کیوں نہیں ہو گئے۔ اس سلسلے میں ایک سوال تو یہ ہے کہ ہم مسلمان نعتیہ شاعری میں جو مضامین و موضوعات استعمال کرتے ہیں' کیا واقعی ان سب میں ہم سچّے ہوتے ہیں؟ مشہور نعت خواں محمد ثناء اللہ بٹ نے ایک نعت خواں کا قصّہ سنایا جو ایک مشہور پنجابی نعت بہت اچھی پڑھتا تھا۔ اس نعت میں ایک شعر اس مضمون کا ہے کہ میں مر جاؤں تو دوستو! میرا جنازہ مدینۂ طیبّہ کے بازار میں سے گزارنا۔ وہ نعت خواں مدینہ کریمہ گئے تو وہاں مختلف محفلوں میں نعت تو یہی پڑھتے لیکن وہ خاص شعر نہ پڑھتے۔ حاضرین نے اصرار کیا کہ وہ شعر ضرور سنائیں تو انکار کر دیا اور خالص پنجابی

انداز میں کہا "ایہہ حق سچ دا دربار اے۔ ایتھے سُنی جانی ایں"۔ مطلب یہ تھا کہ یہاں اس شعر میں کی گئی خواہش فوری طور پر پوری ہو سکتی ہے' اور میں مر سکتا ہوں' اس لئے یہ شعر پڑھنے کا رِسک نہیں لیتا۔

شاعری میں مدینۂ طیبّہ میں مرنے اور دفن ہونے کی خواہش تو ہر شاعر کے یہاں پائی جاتی ہے لیکن ایسے ایک شاعر قریباً" ایک سال قبل مدینہ شریف میں بیمار ہو گئے اور ہسپتال میں داخل ہوئے تو کسی نے انہیں دُعا دی کہ خدا کرے' آپ کو جنّتُ البقیع کی مٹی نصیب ہو جائے۔ چیخ اٹھے کہ نہیں' مجھے تو گھر واپس جانا ہے۔

جب یہ بات پوری طرح مسلمان نعت گوؤں کے بارے میں بھی نہیں کہی جا سکتی کہ وہ اپنی نعتوں میں بیان کئے گئے خیالات اور موضوعات و مضامین میں سچّے بھی ہیں تو غیر مسلموں کے بارے میں یہ اعتراض کیسے اٹھایا جا سکتا ہے۔

البتہ غیر مسلموں کی نعت گوئی کی وجوہ پر بات ضروری کی جا سکتی ہے تاکہ تصویر واضح ہو کر سامنے آجائے۔ غیر مسلموں کے حوالے سے ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم نے دل سے حضور ﷺ کی مدح و ثنا کی ہو' دل سے اس نے اسلام کو تسلیم بھی کر لیا ہو لیکن اسے مسلمان ہونے کے مواقع نہ ملے ہوں یا ایسا موقع ضائع ہو گیا ہو۔ مثلاً اعشیٰ میمون بن قیس مسلمان ہونے کے لئے قصیدۂ نعت ساتھ لے کر جا رہا تھا کہ بدقسمتی نے گھیر لیا اور خوش قسمتی نے اس سے منہ پھیر لیا۔

حضور رحمتِ عالم ﷺ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور عالمِ انسانیت کا ایک حصّہ غیر مسلم بھی ہیں۔ جو عالم حضور ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوتا ہے' وہ مدحت کناں ہوتا ہے' وہ تعریف میں زبان کھولتا ہے۔ راقم الحروف (راجا رشید محمود) نے ایک کتاب "تسخیرِ عالمین اور رحمتٌ للعالمین ﷺ" لکھی ہے' اس میں مختلف عوالم پر حضور رحمتٌ للعالمین ﷺ کی رحمتٌ للعالمینی کے اثرات اور ان کے زیرِ اثر ان عوالم کے احساسِ نیازمندی کے مظاہر کا ذکر کیا گیا ہے۔

سعودی عرب میں کمپیوٹر کی مدد سے انسانی جسم کی تصویر لی گئی جس کے ذریعے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ ہر انسان کی سانس کی نالی (ٹانسل) پر کلمۂ طیبّہ کا جزوِ اول "لا

الٰہ الا اللہ" لکھا ہوا ہے جبکہ دائیں پھیپھڑے پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" (ﷺ) نقش ہے۔ سب سے پہلے یہ تصویر ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور (ضلع اوکاڑہ) کے مئی ۱۹۹۰ کے شمارے میں چھپی۔ جون ۱۹۹۰ کا ماہنامہ "نعت" لاہور کا شمارہ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ سوم) چھپا تو اس میں میری بیٹی شہناز کوثر (ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور) کا ایک مضمون "نوید مسیحا کی مسیحائی" شائع ہوا جس میں لکھا گیا کہ "یہ سوال اب اپنی جزئیات کے ساتھ حل ہوتا نظر آیا ہے کہ غیر مسلم حضرات ایمان کی لذتوں سے بہرہ یاب نہ ہوتے ہوئے بھی حضور رحمۃٌ للعالمین ﷺ کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج کیوں دکھائی دیتے ہیں۔ جب سانس کی آمد و شد کی راہ ہی کلمۂ طیبہ کی راہ ہے' جب خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کی رسالت انسان کے خمیر میں شامل ہے' جب انسان کی ساخت میں یہ حقیقتِ ثابتہ پوشیدہ ہے۔ اور' ہر انسان کی زندگی سانس ہے' سانس نالی اور پھیپھڑوں سے اور سانس کی نالی اور پھیپھڑے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے عبارت ہے تو انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے توحید و رسالت کا قائل ٹھہرا۔ وہ انسان غیر مسلم بھی ہو تو بھی اندر سے حضور ﷺ کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت و عقیدت کا برملا اظہار کرتا ہے۔ کیوں نہ ہو' اس کی سانس کے آنے جانے کا نظام ہی اسے اس پر مجبور کرتا ہے۔ اس کے سینے میں موجود کلمۂ طیبہ کی تڑپ اسے نعتیں کہنے پر مامور رکھتی ہیں۔

آقا حضور ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کا معنیٰ بھی اسی سے سمجھ میں آیا کہ "ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں (مُسندِ امامِ اعظمؒ۔ باب ۴۔ التوقف فی ذراری المشرکین (اردو ترجمہ از دوست محمد شاکر' ص ۱۰))"۔ فطرت بچے کو سانس لینے پر مجبور کرتی ہے۔ سانس کی نالی اور دایاں پھیپھڑا اپنی ساخت میں کلمۂ طیبہ کا حامل ہے تو ہر بچہ اپنی تخلیق کے اعتبار سے خدا و رسول (جلّ شانہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا معترف ہُوا۔ بعد میں ماں باپ اسے کچھ بھی بنا دیں۔ اور' میرا ایمان ہے کہ زندگی میں جہاں کہیں انسان کو خدا تعالیٰ اور حضور محبوبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کو ماننے کا موقع ملتا ہے' اس کے اظہار کی صورت

بنتی ہے۔ انسان اپنے آپ کو اس پر مجبور پاتا ہے۔ "غیر مسلموں کی نعت" کی بنیادی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے"۔

کمپیوٹر کے ذریعے انسانی جسم کی یہ تصویر بعد میں "میڈیکل نیوز" کراچی کے ۱۵ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ کے شمارے میں' ماہنامہ "اُردو ڈائجسٹ" لاہور کے جون ۱۹۹۱ء کے پرچے میں ------- اور بہت سے رسالوں میں چھپی (حتّیٰ کہ "آستانہ" دہلی کے فروری ۱۹۹۲ کے شمارے میں شہناز کوثر کا یہ مضمون بھی شائع کیا گیا)۔ یہ حقیقتِ ثابتہ غیر مسلموں کی نعت گوئی کی بہت بڑی وجہ ہے۔

غیر مسلموں کی نعت گوئی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ حضرت افضلُ البشر' خیرُ البشر ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مطالعے نے غیر مسلم شاعر کو متاثر کیا' اور اپنے مذہب پر رہتے ہوئے' اپنے مذہب سے محبت رکھتے ہوئے بھی اُس نے اُس ہستی کی تعریف میں زبان کھولی جس کی حیاتِ طیبہ کے فقید المثال واقعات نے اسے متاثر کیا تھا۔

بعض غیر مسلموں کے دل میں تصوّف کے مطالعے کے زیر اثر' یا صوفیہ کی محبت کے باعث اسلام اور پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے جذبات پیدا ہوئے اور ان جذبات کا اظہار شعر کی زبان میں ہوا۔

بعض غیر مسلم حضورِ اکرم ﷺ کی پاک زندگی سے متاثر ہوئے' اور اسلام کی حقّانیت کے قائل ہو گئے لیکن مسلمانوں کی اجتماعی اور مجموعی حالت نے انہیں مسلمان نہ ہونے دیا۔ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے انہیں جتنی محبت اور عقیدت محسوس ہوئی' ہم مسلمانوں کے کردار سے اتنی ہی نفرت کا احساس ہوا' اور انھوں نے ہم میں شامل ہو کر ہم ایسے ہونا پسند نہ کیا۔

بعض غیر مسلم سرکار ﷺ کی شخصیت کے زیرِ اثر اسلام کے قریب ہو گئے' دل سے نعتیں کہتے رہے' لیکن بوجوہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہ کر سکے۔ ہمارے معاشرتی ماحول میں رشتہ داروں' عزیزوں' دوستوں اور اپنوں سے کٹ کر زندگی گزارنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ انہیں بھی ایسی کئی صورتیں درپیش ہوئیں اور وہ چاہنے کے باوجود اپنے ایمان کا اظہار و اعلان نہ کر پائے۔ ان لوگوں میں دیا شنکر نسیمؔ ("مثنوی گلزارِ

ﷺ والے) اور راجا رام شامل ہیں۔

ایسے غیر مسلم بھی ہیں جو دل سے اسلام کو سچا دین سمجھتے اور حضورِ اکرم ﷺ کی عظمت و حیثیت کو تسلیم کرنے کے بعد اپنے مسلمان ہونے کا اعلان تو نہ کر سکے لیکن حضور ﷺ کی حقانیت کا ذکر کرتے اور اس سلسلے میں برادری اور اہلِ خاندان کی دشمنیاں اور دیگر مصائب و شدائد برداشت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں رانا بھگوان داس بھگوآن کا نام لیا جا سکتا ہے۔

ایسے غیر مسلم بھی ہیں جو سب کچھ دیکھتے بھالتے ہوئے، حضور ﷺ کی ہستی، مقدس کی حیاتِ طیبّہ کے مطالعے کے سبب اسلام کے نزدیک ہوئے، نعتیں کہتے رہے اور صرف نعتیں اور منقبتیں ہی کہتے رہے۔ بالآخر اسلام لے آئے، اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا --------- اس تذکرے میں یہ ذکر پڑھ کر ہمارے قارئین کرام بہت خوش ہوئے ہوں گے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جب دِلّو رام کوثری، کوثر علی کوثری ہو گئے تو انہیں عملاً" مسلمانوں نے قبول نہ کیا اور ہندوؤں نے الگ کر دیا۔ ان کی بیٹیاں بیٹے بیاہے نہ جا سکے اور وہ دو سال کی اسلام کی زندگی کسمپرسی میں گزار کر، شدائد و مشکلات کا مقابلہ کرتے کرتے انتقال فرما گئے۔ جب تک ہندو تھے، مسلمان انہیں اپنی محفلوں کی زینت بناتے تھے کہ ہندو دِلّو رام کوثری ہمارے سرکار ﷺ کی تعریف میں تر زبان ہو رہا ہے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ان کا یہ تحفّظ بھی اُن سے چھن گیا اور عبرت ناک بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد ان کی کوئی نعت سامنے نہیں آئی۔

ہمارا مسلمان ہونا تو ایسا ہی ہے جیسے کسی کو بہت بڑی نعمت مفت میں مل جائے۔ مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے میں ہمارا کچھ نہیں لگا۔ جن لوگوں کے آباؤ اجداد اور رشتہ دار کافر تھے، وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کی ظاہری حیاتِ پاک میں بھی اور بعد میں بھی کیسی کیسی مصیبتیں نہ جھیلیں۔ لیکن سرکار ﷺ کے ساتھیوں کو تو انصارِ مدینہ نے سینوں سے لگا لیا تھا، اپنا سب کچھ ان میں آدھا آدھا بانٹ دیا تھا، انہیں سر آنکھوں پر بٹھا لیا تھا، مگر آج ہم صرف باتیں کرتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو انصارِ مدینہ کا مقلد بنا لیں تو بہت سے غیر مسلم نعت گو مسلمان ہو جائیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں اور یہ بات درست بھی ہے کہ مسلمان شخصیتوں، مسلمان استادوں اور مسلمان معاشرے کے زیرِ اثر بھی غیر مسلموں نے نعتیں کہیں۔ جہاں کسی غیر مسلم شاعر نے کسی کہنہ مشق مسلمان شاعر کو اپنا استاد کیا، ان سے اصلاح لی تو ان کا اثر بہرحال، کسی نہ کسی صورت میں قبول کیا۔ اس لئے ممکن ہے کہ پنڈت ہری چند اختؔر نے اپنے استاد حفیظ جالندھری کے زیرِ اثر نعتیں کہی ہوں یا منشی پیارے لال رونؔق دہلوی نے عبدالرحمان راسؔخ یا لطفؔ بریلوی سے شاگردی کی وجہ سے نعت گوئی میں نام پیدا کیا ہو۔ (نظیر لودھیانوی نے پیارے لال رونؔق کو عبدالرحمان راسؔخ کا شاگرد بتایا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ان کے استاد لطفؔ بریلوی تھے)۔ یا دوسری وجوہ کے ساتھ ایک وجہ یہ بھی شامل ہو گئی ہو۔ اسی طرح بعض غیر مسلم شعرا کے مسلمانوں سے قریبی تعلقات اور اس طرح حضور باعثِ فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ کی حیاتِ پاک اور عظمتوں کے بارے میں زیادہ معلومات نے بھی انہیں نعت گوئی پر اُکسایا ہو۔ مثلاً مہاراجا سرکشن پرشاد شاؔد کے صوفیہ و اولیاء اللہ سے بھی نیاز مندانہ تعلقات تھے، وہ حیدر آباد دکن کی ریاست کے مدارُ المہام بھی تھے اور مسلمان دانشوروں کے ساتھ بھی ان کے تعلقات بہت مستحکم تھے۔

لیکن ایسا بھی تو نظر آتا ہے کہ کہیں کوئی مسلمان بااثر شخصیت ایسی نظر نہیں آتی جس کے زیرِ اثر غیر مسلم شاعر نعت گوئی پر مجبور ہوئے ہوں لیکن نعت کے ساتھ ان کا تعلق گہرا نظر آتا ہے۔ اس سلسلے کی مثال کمار پاشی، ڈاکٹر انجنا سندھیر اور ہیرانند سوزؔ ہیں۔ ان کے مجموعہ ہائے کلام اب انڈیا سے چھپے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کا کوئی اثر و رسوخ نہیں، کوئی ایسی تشویق و تحریک نہیں جس کے سبب انہوں نے نعت کہنا پسند کی ہو۔ ان کی غزلوں کے مجموعے نعت سے شروع ہوتے ہیں اور صرف نعت سے۔ کسی رام اور کرشن کی تعریف کی کوئی نظم ان کتابوں میں نہیں ہے۔

جب دیکھنے والے کو دنیا میں اور کوئی شخصیت بے عیب نظر نہیں آتی، اور کوئی ہستی ایسی دکھائی نہیں دیتی جو زندگی کے تمام شعبوں اور کائنات کے تمام حصّوں میں یکساں اور بھرپور رہنمائی دے رہی ہو، تو اس کے دل پر اثر ہوتا ہے۔ اور شاعر کا دل

بہرحال' حساس ہوتا ہے۔ اس پر کسی ہستی کی عظمت مرتسم ہو جائے تو شعر کی زبان میں اس کا اثر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ جب غیر متعصب محقق' دانشور یا شاعر شخصیتوں کے مطالعے کے نتیجے میں اپنے مذہب کے بڑوں میں بھی وہ خوبیاں نہیں پاتے جو انہیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نظر آتی ہیں تو ان کا قلم عقیدت کے موتی لٹانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

بعض غیر مسلموں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے بھی حضور ﷺ کی نعت گوئی کی۔ ان میں اگر کعب بن اشرف کا نام آ سکتا ہے جو مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اور حضور اکرم ﷺ کی نعت کہہ کر اس دھوکے کو مزید مستحکم کرتا رہا۔ ---- تو میرزائیوں کا نام بھی اس پہلو سے لیا جا سکتا ہے۔ وہ حضورِ اکرم ﷺ سے محبت کی بات کر کے مسلمانوں کو بھی دھوکا دیتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جو اسلام کے قریب آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کا واریوں بھی چل جاتا ہے کہ مالک رام ہندو نہیں رہتے' میرزائی ہو جاتے ہیں۔

بہرحال' ہم کسی شخص کے دل میں اتر کر تو نہیں دیکھ سکتے۔ ظاہری صورت میں جن غیر مسلم شاعروں نے میرے سرکار ﷺ کی تعریف و ثنا کو شعر کی زبان دی ہے' ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

غیر مسلموں کی نعتوں کی تدوین

اب تک جن کتابوں میں صرف غیر مسلم نعت گوؤں ہی کی نعتیں جمع کی گئی ہیں' ان میں فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ عارف پبلشنگ ہاؤس' لائل پور (اب فیصل آباد) نے شائع کی۔ "پرنٹ لائن" میں سنِ اشاعت درج نہیں' البتہ "عرضِ مؤلف" کے آخر میں ۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ / ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ کی تاریخ درج ہے۔ نعتیں کسی ترتیب کے بغیر دی گئی ہیں۔ ایک ہی شاعر کی نعتیں کئی کئی جگہوں پر بکھری ہوئی ہیں۔ کتابت کی غلطیاں بھی ہیں اور کاتب کو

اس بات کی بھی کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ جس نعت کو جس ہیئت میں چاہے' لکھ دے۔

عبدالمجید خادم سوہدروی نے بھی اسی نام سے کتاب مرتب کی "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام"۔ سنِ اشاعت درج نہیں۔ مسلمان کمپنی' لاہور نے شائع کی۔ صفحات ۵۰ ہیں۔ سرورق پر لکھا ہے۔ "جس میں ہندوستان کے بیسیوں مشہور شاعروں کی نہایت پُردرد' رقت انگیز اور محبت بھری نعتیں درج ہیں جو عشق و سوز سے لبریز ہیں"۔ اس میں بھی حُسنِ ترتیب عنقا ہے۔ کتابت البتہ فانی مراد آبادی کی کتاب سے بہتر ہے۔

مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب اور شائع کردہ مختصر کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" ہے جو ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

"نورِ سخن" نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ ہے۔ اس میں بھی سنِ اشاعت درج نہیں البتہ ادیب رائے پوری کی تحریر کے بعد ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء اور نور احمد میرٹھی کے دیباچے کے بعد یکم ربیع الاول ۱۴۰۹ھ درج ہے۔ صفحات ۲۴۰ ہیں۔ کتاب حُسنِ طباعت کا نمونہ ہے۔ اس میں بہت سے غیر مسلم شعرا کا اضافہ ہے' ورنہ اس سے پہلے فانی مراد آبادی کی کتاب کو سامنے رکھ کر مضامین لکھے جاتے رہے۔

ناظر کاکوروی کی "اردو کے ہندو ادیب" محمد محفوظ الرحمان کی "ہندو شعرا اور دربار رسول ﷺ" اور محمد الدین فوق کی "اذانِ بتکدہ" میں کئی غیر مسلموں کی نعت گوئی سامنے آئی۔

ماہنامہ "نعت" لاہور کے چار خاص نمبر اب تک "غیر مسلموں کی نعت" کے موضوع پر شائع ہو چکے ہیں (حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸ / حصہ دوم۔ جون ۱۹۸۹ / حصہ سوم۔ جون ۱۹۹۰ / حصہ چہارم۔ جولائی ۱۹۹۲ء۔ ۴۴۸ صفحات)

نعت پر لکھی جانے والی کتابوں میں غیر مسلموں کا ذکر

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں جن غیر مسلم نعت گوؤں کا ذکر کیا ہے' ان میں سے چند کی کوئی نعت مجھے کہیں سے نہیں ملی۔ بہرحال'

انھوں نے رانا بھگوان داس، جگن ناتھ آزاد، پربھو دیال مضطر، رگھوندر راؤ جذب، مہاراجا سرکشن پرشاد اور برجموہن دتاتریہ کیفی کا نمونۂ نعت دیا ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتحپوری نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں دِلّو رام کوثری کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کی کتاب "اردو میں نعتیہ شاعری" میں راجا مکھن لال، شنکر لال ساقی، مہاراجا سرکشن پرشاد شاد اور دِلّو رام کوثری کا تذکرہ ہے۔

پروفیسر سید یونس شاہ کی "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" (دو جلدیں) میں کنور مہندر سنگھ بیدی، بشیشور پرشاد منور، ستیہ پال اختر رضوانی، مہر لال سونی ضیا فتح آبادی، عرش ملسیانی، ہری چند اختر، امرچند قیس جالندھری، پیارے لال رونق، لالہ لچھمی نرائن سخا، ادیب لکھنوی، رام پرتاپ اکمل، رشی پٹیالوی اور رگھستدن کشور شوق کا ذکر ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید کی کتاب "اردو میں نعت گوئی" میں صفحہ ۵۶۷ سے ۵۷۵ تک غیر مسلموں کی نعت گوئی کا ذکر ہے۔

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری کی کتاب "اردو شاعری میں نعت" (دو جلدیں) میں ۳۲ غیر مسلم شعرا کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے بات کی گئی ہے اور ان غیر مسلموں کا نمونۂ نعت دیا گیا ہے۔

سید افضال حسین نقوی فضل فتحپوری کی کتاب "اردو نعت: تاریخ و ارتقا" کے صفحہ ۱۴۴ سے ۱۵۲ تک چند غیر مسلم شعرا کا سرسری ذکر اور نمونۂ نعت ہے۔

منتخباتِ نعت میں غیر مسلموں کی نمائندگی

شفیق بریلوی کی مرتبہ کتاب "ارمغانِ نعت" کے پہلے ایڈیشن میں صفحہ ۳۵۱ سے ۳۶۰ تک دس غیر مسلم شعرا کی نعتیں دی گئیں۔ تیسرے ایڈیشن میں ۱۳ نعتیں ہیں۔

"خیرالبشر ﷺ کے حضور میں" مرتبہ ممتاز حسن میں ۲۲ غیر مسلم شعرا کی نعتیں منتخب کی گئیں۔

پروفیسر محمد اقبال جاوید کی مرتب کردہ کتاب "مخزنِ نعت" میں صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۳ (چار صفحات) میں کچھ غیر مسلموں کے اِکّا دُکّا اشعار نقل کیے گئے ہیں۔

ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی کی مرتبہ کتاب "گلدستۂ نعت" میں پنڈت ہری چند اختر، چندر پرکاش جوہر، دِلّو رام کوثری، سندر لال حمید تلہری، سرکشن پرشاد شاد، دتاتریہ کیفی، لال چند فلک اور جگن ناتھ آزاد کی نعتیں ہیں۔

راجا رشید محمود (راقم) کے ایک انتخابِ نعت "مدحِ رسول ﷺ" میں سرداری لعل نشتر، ہری چند اختر، جگن ناتھ آزاد اور سردار بشن سنگھ بیکل کی نعتیں ہیں۔

جنگ پبلشرز، لاہور کی طرف سے شائع ہونے والے میرے ضخیم انتخابِ نعت "نعت کائنات" میں ۳۹ نعتیں غیر مسلموں کی ہیں۔

غیر مسلموں کی نعت گوئی پر لکھے جانے والے مضامین

پروفیسر خالد بزمی کا مضمون "اعترافِ عظمت" ماہنامہ "شام و سحر" لاہور کے نعت نمبر(۱) میں صفحہ ۲۳۹ تا ۲۸۰ پر چھپا۔ پروفیسر آفتاب احمد نقوی (اب ڈاکٹر) کا مضمون "غیر مسلم شعرا کی اردو نعت" ماہنامہ "سلسبیل" لاہور کے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ نمبر (۱۹۸۸) میں صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۸ پر چھپا۔ پھر صفحہ ۲۲۳ تک غیر مسلم شعرا کی نعتوں کے اشعار ہیں۔ اس سے چند ماہ پہلے ماہنامہ "محفل" لاہور کے "خیرالبشر ﷺ نمبر" میں آفتاب احمد نقوی کا یہی مضمون صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۵ پر شائع ہوا تھا۔

مجلہ "مہک" گورنمنٹ ڈگری کالج گوجرانوالہ کی اشاعتِ خصوصی "نذرِ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ" میں پروفیسر اظہر قادری (شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی) کا ایک مضمون "ہندو شعرا بارگاہِ رسول ﷺ میں" شامل ہے۔

ہفت روزہ "الہام" بہاولپور کے نعت نمبر ۱۹۸۲ میں اسد نظامی کا مضمون "حضور ﷺ کی بارگاہ میں غیر مسلم شعرا کا نذرانۂ عقیدت" چھپا۔ اسی طرح روزنامہ "جنگ" کوئٹہ میں معین الحق کا مضمون "ہندو نعت گو شعرا" شائع ہوا (۸-

اگست ۱۹۸۱)

محولہ بالا سب مضامین کا بیشتر مواد فائق مراد آبادی کی کتاب کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے۔ کسی نے تحقیق و تفحص کی راہ اختیار نہیں کی۔ یہ سب مضامین ایسے ہی ہیں جس طرح "اخباری مضامین" ہوتے ہیں۔

"محفل" کے خیر البشر ﷺ نمبر میں پروفیسر سید معراج نیر کا مضمون "ایک ہندو عاشق رسول ﷺ رانا بھگوان داس بھگوان" بھی شائع ہوا، اس میں دی گئی معلومات مفید ہیں۔

مسلمانوں کو غیر مسلموں میں شامل کرنے کی کوشش

اسد نظامی کے مضمون میں مشہور نعت گو شاعر غریب سہارنپوری کو "فقیر سہارنپوری" کہہ کر اور انہیں ہندو قرار دے کر ان کے دو شعر دیئے گئے۔ نور احمد میرٹھی نے بھی یہی کیا۔ پروفیسر سید یونس شاہ کی کتاب "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" میں "شریف غیر مسلم دربارِ رسول ﷺ میں" کا باب (ششم) باندھ کر اس میں بہزاد لکھنوی کا ذکر کر دیا گیا۔ اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے "اوج" (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ) لاہور کے نعت نمبر میں سید غلام بھیک نیرنگ کو "غلام بھیک نیرنگ" کہہ کر ان کے اشعار غیر مسلموں کے ضمن میں دے دیئے ہیں۔

اسی طرح غیر مسلموں کی نعت گوئی کے موضوع پر مضامین لکھنے والوں میں سے کئی حضرات نے چودھری دلّو رام کوثری کے اسلام لانے کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے یہ تفصیلی ذکر، حوالوں کے ساتھ، ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں شامل اپنے مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" میں کیا ہے۔

غیر مسلموں کی نعت گوئی کی خصوصیات

غیر مسلم عام طور سے اسلامی شعائر و روایات اور دینی اصطلاحات سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے، اس لئے انہیں بیان کرنے میں غلطی کر جاتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ نعت میں بعض اوقات اسلامی تاریخی تلمیحات اور قرآن و احادیث کے مضامین پر مشتمل موضوعات کو برتنا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کا اس امتحان میں کامیابی کے ساتھ گزرنا ممکن نہیں ہوتا، یا کم از کم مشکل ضرور ہوتا ہے۔

معیاری نعت گوئی مسلمان بھی وہی کر سکتا ہے جو تعلیماتِ قرآن و احادیث سے پوری طرح واقف ہو لیکن آج کل ایسے مسلمان بھی نعت کہہ رہے ہیں جن کا دینی تعلیمات سے برائے نام بھی واسطہ نہیں ہے یا جو کل تک دینی شعائر کا مذاق اڑاتے تھے۔

آج ذرائعِ ابلاغ پر قابض ہونے کی وجہ سے انہیں نعت بھی کہنا پڑے تو کہہ لیتے ہیں۔ اس طرح وہ ایسی ہی نعت کہتے ہیں جو دینی پس منظر سے ناواقف آدمی یا کوئی غیر مسلم کہہ سکتا ہے۔ اسی طرح علم سے کورے حضرات جو محض ترنّم کے زور پر نعت خوانی میں مصروف ہیں، نعت کہہ رہے ہیں۔ ان کی نعت مترنم بحروں میں تو ہوتی ہے تاکہ گائی جا سکے لیکن عام طور پر ایسی نعتوں میں حدودِ نعت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

ایسے میں ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کی نعت کو معیاری نعت کی کسوٹی پر نہیں پرکھا جا سکتا۔ ان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں اور ہوتی ہیں۔ یوں، کہا جا سکتا ہے کہ کوئی غیر مسلم معنوی لحاظ سے معیاری نعت نہیں کہہ سکتا، اگر وہ قرآن و احادیث کی تعلیمات اور تاریخِ اسلام سے اچھی طرح واقف نہ ہو۔

کسی غیر مسلم کا نعت کہنا ہی مسلمانوں کے لئے خوشگوار حیرت کا باعث ہوتا ہے، اس لئے وہ اس کے معانی و مفاہیم پر زیادہ توجّہ نہیں دیتے اور اسے داد دیتے ہیں، اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تاکہ وہ آئندہ بھی اس راہ پر چلتا رہے ------- اس لئے اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اصلاح تو تنقید سے ہو سکتی ہے اور نعت پر تنقید کا ابھی رواج ہی نہیں ہُوا۔

غیر مسلموں کی بیشتر نعتیں نعتیہ مشاعروں یا مسلمانوں کی محافل میں پڑھی گئیں۔

عامۃ الناس محبت و ارادت کے شدید جذبات کے لحاظ سے ایسی محافل میں شریک ہوتے ہیں۔ اس لئے حدودِ نعت کا لحاظ شاعر کے پیشِ نظر نہیں ہوتا' محض یہ نقطۂ نظر ہوتا ہے کہ عوام النّاس کلام کو زیادہ سے زیادہ پسند کریں اور زیادہ سے زیادہ داد دیں۔ اس رُجحان کی وجہ سے ہماری نعت خوانی کی محافل میں بھی معیار مجروح ہو رہا ہے۔ غیر مسلم نعت گوؤں سے بھی اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ عوامی رُجحان کو پیشِ نظر رکھنے کے علاوہ بھی کوئی بات مدِ نظر رکھیں گے۔

چنانچہ کئی غیر مسلموں کی نعتوں میں بھی ایسے مضامین پائے جاتے ہیں جن میں حمد اور نعت کے فرق کو اور ان کے آپس میں تعلق کی نزاکت کو پیشِ نظر نہیں رکھا جاتا اور مسلمان عوام (بلکہ خواص بھی) کی حوصلہ افزائی سے یہی راہ مستقل ہو جاتی ہے۔

کچھ غیر مسلموں نے چند نعتیں کہی ہیں لیکن بعض نے ساری عمر یہی شغل اختیار کئے رکھا اور نعت کے علاوہ اپنے لئے کسی تخصص کی ضرورت محسوس نہ کی۔

اس صورتِ حال میں' غیر مسلموں کی نعتوں کو پڑھتے ہوئے قارئینِ کرام کے ذہن میں یہ بات راسخ ہونی چاہئے کہ غیر مسلموں کے جذباتِ استحسان کے اظہار میں' ایمان کی مبادیات کا کوئی تعلق نہیں ہوتا' اس لئے ان کے لئے نعت کے معاملے میں کچھ حدود و قیود نہیں ہیں' ہمارے لئے ہیں۔

جو موضوعات و مضامین غیر مسلموں نے نظم کئے ہیں' وہ "عموماً" وہی ہیں جو مسلمان بیان کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کے ہاں جو احتیاط' حد بندی اور رکھ رکھاؤ ضروری ہے' وہ غیر مسلموں کے ہاں نہیں ہو سکتی' اور شاید ضروری بھی نہ ہو۔

ہندوؤں کی نعت گوئی

اُردو پورے ہندوستان کی زبان تھی اور کسی حد تک اب بھی ہے۔ میں ۱۹۹۲ کے آغاز میں دہلی گیا تو دیکھا کہ وہاں رسم الخط تو ہندی ہی چلتا ہے' بولی البتہ اردو ہی جاتی ہے۔ بس' اس میں چند الفاظ ہندی کے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اردو کی ترقی میں اہم کردار مسلمانوں نے ادا کیا اور اس پر زیادہ اثر مسلمانوں ہی کا رہا۔ اردو کا مزاج بھی اسلامی ہے' اس لئے بھی اردو بولنے اور اردو میں لکھنے والے غیر مسلم' نعت کی طرف نسبتاً" زیادہ راغب رہے۔

دوسری باتیں وہی ہیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے کہ لوگوں کو حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی نے بھی متاثر کیا' حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی پاکیزگی اور سچائی نے بھی مثبت اثر ڈالا' ہندوؤں نے دیکھا کہ ان کے اپنے مذہب کے بڑے' تمام تر جذباتی اور عقیدت مندانہ نگاہ ڈالنے کے باوجود حضورِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی اچھائیوں کا پاسنگ بھی نہیں ہیں' حضور ﷺ جیسی بے عیب ہستی ان کے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب میں بھی نظر نہیں آتی' پھر سرکارِ ابد قرار ﷺ کے نام لیوا آپ ﷺ کی تعریف کرنے والوں کو بھی سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں' چنانچہ انہوں نے

حضور سیدِ عالم و عالمیاں ﷺ کی تعریف و ثنا میں تر زبانی کی۔

ہندو دھرم میں بتوں کا راج ہے۔ وہاں توحید کا یا رسالت کا تصوّر کہاں ہو سکتا ہے۔ اُن کے مقابلے میں سکھ مذہب توحید کا قائل ہے' ان کے بابا گورونانک اس لئے مسلمانوں کے لئے بھی محترم ہیں کہ وہ ہمارے سرکار ﷺ کی تعریف و ثنا کرتے ہیں اور ان کی بنیادی تعلیمات بھی بڑی حد تک اسلام کے قریب ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جتنے زیادہ نعت گو ہندوؤں میں ہوئے' اتنے سکھوں میں نہیں ہیں۔ حضور اکرم ﷺ سے عقیدت و ارادت کے ذکر نے' یا آپ کی تعلیمات کی ہمہ گیری نے' یا آپ ﷺ کی شخصیت نے' ہندو شاعروں کے دلوں کو یوں گرفت میں لیا کہ انہوں نے توحید کے گُن بھی گانے شروع کر دیے۔ پروفیسر شفقت رضوی نے بہت سے ہندو شاعروں کے حمدیہ اشعار ایک مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کا اثرات" میں جمع کر دیے ہیں۔ اس طرح جن ہندو شعرا کے حمدیہ شعر سامنے آئے ہیں' ان کے نام بترتیبِ حروفِ تہجی درج ذیل ہیں:

آزاد (گور سرن بیلی)۔ آرام (رائے بہادر شیو نرائن۔ م ۱۸۹۸)۔ آشفتہ (پنڈت امرناتھ۔ م ۱۸۸۵)۔ ابر (ایش نرائن در۔ پ ۱۸۶۳)۔ افق (منشی دوارکا پرشاد۔ پ ۱۸۶۳)۔ اکبر (ایشن نرائن)۔ اکبری (پنڈت امرناتھ۔ ۱۸۲۴۔ ۱۸۶۸) انور (پنڈت بشیشر ناتھ۔ ۱۸۷۸ میں زندہ تھے)۔ ایمن (پنڈت سروپ نرائن۔ امرتسر۔ پ ۱۸۷۸۔ م ۱۹۲۸) باقی (گردھاری پرشاد۔ حیدر آباد دکن۔ شاگرد فیض۔ م ۱۹۰۰)۔ برق (منشی مہاراج بہادر۔ دہلی۔ پ ۱۸۸۴)۔ برہمن (چندر بھان۔ م ۱۰۷۳)۔ بشاش (لالہ دیبی پرشاد۔ ۱۹۰۸ میں زندہ تھے)۔ بہادر (رائے ٹیک چند۔ معاصرِ آرزو)۔ بے تاب (لالہ شنکر لال)۔ بے تاب (نتھو سکھ رائے۔ شاہجہان آباد)۔ بھبھوتی (بھبھوتی لال)۔ بے جان (پنڈت جانکی پرشاد۔ دہلی۔ م ۱۹۰۷)۔ بے جان (لالہ جے کشن۔ شاگرد سراج)۔ تسکین (پنڈت گنگا داس)۔ جذب (راگھویندر راؤ۔ حیدر آباد دکن)۔ جوش ملسیانی (پنڈت لبھو رام۔ شاگرد داغ)۔ جوہر (لالہ مادھو رام۔ فرخ آباد۔ ۱۸۸۹)۔ جوہر (منشی دوارکا پرشاد)۔ جوہر (حکیم بھی نرائن۔ شاگردِ برق۔ بدایوں)۔ چکبست (پنڈت برج نرائن۔ فیض آباد)۔

حسرت (دوتی رام۔ شاہجہان آباد)۔ حضور (لالہ بالمکند۔ شاگردِ درد)۔ دیا رام (پنڈت۔ دہلی)۔ ذرہ (بالاجی ترمبک ناتک۔ حیدر آباد دکن)۔ ذکا (دوارکا پرشاد۔ فتحپور)۔ راحت (بھگونت رائے کاکوروی)۔ راز (منشی مینڈو لال۔ لکھنؤ۔ م ۱۸۵۸)۔ رام چندر (پروفیسر دہلی کالج۔ ۱۸۲۷ ـ ۱۸۸۰)۔ رنجور (بالا پرشاد)۔ رسا (امبا پرشاد۔ شاگرد ہوس)۔ رسوا (آفتاب رائے جوہری۔ م ۱۷۵۴)۔ رمز (سدانند سرسوتی جوگی بہاری لال۔ حیدر آباد دکن)۔ رند (گنگا پرشاد۔ م ۱۸۵۴)۔ رواں (جگت موہن لال)۔ رونق (پیارے لال)۔ ریحان (دیا شنکر۔ لکھنؤ۔ م ۱۸۸۵)۔ زاہد (شیو رام سندھی)۔ ساحر (پنڈت امرناتھ۔ دہلی۔ ۱۸۶۳۔ ۱۹۲۲)۔ سخن (لالہ رام دیال۔ شاگرد ناسخ)۔ شاد (للتا پرشاد۔ میرٹھ)۔ شاد (مہاراجا سرکشن پرشاد۔ شاگردِ داغ۔ حیدر آباد دکن)۔ شاداں (چندو لال)۔ شایاں (رائے طوطا رام۔ لکھنؤ۔ م ۱۸۸۰)۔ شعلہ (منشی بنواری لال حصار۔ شاگردِ بے صبر۔ پ ۱۸۲۷)۔ شفیق (لچھمی نرائن۔ اورنگ آباد۔ معاصرِ سراج۔ ۱۱۵۷ھ۔ ۱۲۱۵ھ)۔ عابد (منشی دیبی دیال)۔ عاصی (منشی سروپ نرائن۔ پ ۱۸۵۰)۔ عالی (راجا نرسنگھ راج۔ فرزندِ گردھاری پرشاد باقی۔ پ ۱۳۰۴ھ)۔ عمدہ (سیتا رام۔ شاگردِ انعام اللہ خاں یقین)۔ غمگین (منشی بنارسی داس۔ شاگردِ قربان علی سالک)۔ فراق (رگھوپتی سہائے گورکھپوری۔ م ۱۹۸۲)۔ کبیر (م ۹۲۳)۔ کیفی (پنڈت برجموہن دتاتریہ۔ دہلی۔ پ ۱۸۶۶۔ م یکم نومبر ۱۹۵۵)۔ گل (سری رام۔ سندھ)۔ محب (منشی برج بھوکن۔ نوبت رائے نظر کے شاگرد۔ بارہ بنکی۔ پ ۱۸۷۳)۔ محروم (تلوک چند۔ پ ۱۸۸۷)۔ مست (منشی رتن لال۔ شاگردِ فیض حیدر آبادی)۔ مکھن (بہاری لال۔ حیدر آباد دکن)۔ ملا (پنڈت آنند نرائن۔ پ ۱۹۰۱)۔ منور (بشیشور پرشاد۔ پ ۱۸۹۸)۔ موتی چند (شاگردِ شاہ نصیر۔ م ۱۸۳۲)۔ مول چند (سندھ)۔ مہر (منشی سورج نرائن۔ دہلی۔ م ۱۹۳۲)۔ ناداں (منشی کامتا پرشاد۔ پ ۱۸۵۳)۔ نانک (لالہ نانک چند۔ لکھنؤ۔ پ ۱۸۹۳)۔ نسیم (دیا شنکر)۔ نظر (نوبت رائے۔ ۱۸۶۶ ـ ۱۹۲۳)۔ نہال چند لاہوری۔ نہال (کشور چند سہائے۔ ۱۷۸۵۔ ۱۸۶۵)۔ نیساں (ماتا پرشاد۔ م ۱۹۴۷)۔ وفا (راجا نول رائے۔ م ۱۷۴۳)۔ وقار (منشی نوند رائے۔ م ۱۸۸۵)۔ وقار (لالہ کشن کمار)۔ ولی (ولی رام ولی۔ معاصرِ ولی دکنی)۔

دہبی (منشی شیو پرشاد۔ لکھنؤ)۔ ہرچند دہلوی۔

متحدہ ہندوستان میں بھی اور اب بھی ہندو نے ہمیشہ مسلمان سے نفرت کی ہے اور اپنے مذہب کی اتنی رکھشا کی ہے کہ اگر مسلمان اس کی رسوئی میں پاؤں رکھ دے تو اس کا سب کچھ بھرشٹ ہو جاتا تھا۔ اب بھی یہی حال ہے۔ پھر غیر مسلم شعرا کا ہمارے سرکار ﷺ کی تعریف و ثنا میں رطبُ اللّساں ہونا چھوٹی بات نہیں۔ خاص طور پر اس صورتِ حال میں کہ مسلمان شعرا نے ہندوؤں کے مذہبی رہنماؤں کی تعریف میں کچھ بھی نہیں کہا۔ یہ صورتِ حال متحدہ ہندوستان میں بھی تھی' اب بھی ہے۔ اور اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ اتنے متعصب' مسلمانوں سے اور اسلام سے اس قدر نفرت کرنے والے ہندو بھی جب سرکارِ والا تبار ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو دیکھتے ہیں تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ۔

آرزو سہارنپوری' سادھو رام

سادھو رام آرزو سہارنپوری پیر و مرشد کا گرویدہ' اولیاء اللہ کا عاشق' تصوّف اور عرفان کا جادہ پیما کیونکر نعت کے میدان میں نہ آتا۔ نعت و منقبت کوئی دشوار راہ ہے۔ شاعر کو اپنے ممدوح کے مرتبے اور مقام کے اعتبار سے زبان استعمال کرنی پڑتی ہے (۱) سرفراز علی رِضوی نے "بنگال میں اردو" (ص ۱۷۱) کے حوالے سے لکھا ہے کہ آرزو سہارنپوری کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا ایک مجموعۂ کلام "الہامِ سحر" کے نام سے شائع ہو چکا ہے (۲) سرفراز علی رضوی نے آرزو کا اصل نام نہیں لکھا۔ کہیں یہ کوئی دوسرے صاحب نہ ہوں۔

فانی مراد آبادی کی کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں آرزو سہارنپوری کا کلام شامل نہیں۔ پہلی بار مجھے ایک مہربان' ملک محمد ریاض حسین رحمانی (کوٹ لاشاری' ضلع اوکاڑہ) نے ان کی دو نعتیں ماہنامہ "نعت" کے اگست ۱۹۸۸ کے خاص نمبر کے لئے بھجوائیں۔ میں نے اپنے مضمون میں دونوں نعتوں کا ایک ایک شعر نقل کیا (۳)۔

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو میں نعت گوئی" میں لکھا۔ "حال ہی میں سادھو رام آرزو سہارنپوری کا نعتیہ مجموعہ شائع ہوا ہے جس کا نام "ظہورِ قدسی" ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے ان کا ایک نعتیہ مطلع نمونے کے طور پر نقل کیا ہے":

نورِ حق جلوۂ ربّ' سرِ اللہ
ہے تو بندہ مگر اللہ اللہ (۴)'

ان کی ایک نعت کے آٹھ اشعار ماہنامہ "نعت" کے جون ۱۹۹۰ کے شمارے میں اور ایک اور نعت مارچ ۱۹۹۲ کے شمارے میں شائع ہوئی۔ خالد بزمی نے ان کی جس نعت کے چار اشعار بطورِ نمونہ اپنے مضمون میں دیئے ہیں' (۵) انھی میں سے دو اشعار نور احمد میرٹھی نے اپنی کتاب میں شامل کئے ہیں (۶)۔

میں ۱۹۹۲ کے آغاز میں دہلی گیا تو جامعہ ملّیہ کی لائبریری سے مجھے سادھو رام آرزوؔ سہارنپوری پر ایک کتاب "حرفِ آرزو" دکھائی دی جس کے صفحہ ۸۷ سے ۹۷ تک ان کی نعت گوئی کا تذکرہ ہے اور ان کی نعتوں کے اشعار بھی دیئے گئے ہیں۔ صفحہ ۹۸، ۹۹ پر ایک مسدس "بارگاہِ پنجتن" ہے۔

ان کی چند نعتوں سے منتخب اشعار نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں:

اُسی کے دم سے ہوئی بزمِ قدس کی تخلیق
اُسی کی ذات سے قائم حقیقتوں کا وجود
وہی نذیر و بشیر و محمدؐ و احمد ﷺ
وہی ہے طٰہٰ و یٰسٓ و حامد و محمود

نبوّت کیا، ولایت کیا، امامت کیا، شہادت کیا
ہزار عنوان ہیں اور ایک افسانہ محمد ﷺ کا
ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گردِ منزل سے
نہ جانے کس بلندی پر ہے کاشانہ محمد ﷺ کا
بدل جائے نظامِ بزمِ گیتی آنِ واحد میں
کوئی ضد پر اگر آ جائے دیوانہ محمد ﷺ کا

عیاں ہو کر بھی نظروں سے رہا پنہاں مدینے میں
محمد ﷺ آج تک اک راز ہے فطرت کے سینے میں
مکاں کیا، لامکاں بھی آج تک جس سے معطّر ہے
وہ خوشبوئے زلفِ وحدت تھی محمد ﷺ کے پسینے میں
جن و انس و ملائک کا تو آخر پوچھنا کیا ہے
ہوائیں بھی ادب کے ساتھ چلتی ہیں مدینے میں

مجھے کاش سر تا بہ پا جذب کر لیں
الٰہی! یہ نقش و نگارِ مدینہ
مری خاک کو بھی اُڑا کر لئے جا

ٹھہر جا ٹھہر جا غبارِ مدینہ

جب شاہِ دو عالم ہوئے سلطانِ مدینہ ﷺ
خود بڑھ کے مشیّت ہوئی قربانِ مد
اے اہلِ حقیقت مجھے آنکھوں پہ بٹھ
آیا ہوں میں طے کر کے بیابانِ مد

ازل ہی سے محمد ﷺ کی ثنا خواں ہے زباں میری
بیاضِ صبحِ ہستی پر لکھی ہے داستاں میری
ترے محبوب ﷺ کی مدح و ثنا مقصود ہے مجھ کو
دُھلا دے آبِ کوثر سے کوئی یا رب! زباں میری
مرے ہر لفظ سے ٹپکے گی بُو عشقِ محمد ﷺ کی
فرشتے حشر میں دہرائیں گے جب داستاں میری

ہے صبحِ ازل صورتِ خندانِ محمد ﷺ
اور شامِ ابد زلفِ پریشانِ محمد ﷺ
اے آرزوؔ بخشے گا خدا حشر میں مجھ
ہندو ہوں مگر ہوں میں ثنا خوانِ محمد ﷺ

اسرارِ حرفِ کُن کی حقیقت ہیں مصطفیٰ ﷺ
مسند نشینِ عرشِ نبوّت ہیں مصطفیٰ ﷺ
سوزِ لطیفِ سینۂ وحدت ہیں مصطفیٰ ﷺ
حُسنِ تمامِ معنیٰ و صورت ہیں مصطفیٰ ﷺ

جن کی زمیں پہ، نہ فلک پہ کوئی مث
ہے ختم جن کی ذات پہ فطرت کا ہر کم

۳۹۔ اشعار کی ایک نعتیہ مثنوی بھی "حرفِ آرزو" میں شامل ہے (۷)۔

حواشی

(۱) قربان، ڈی اے ہیر مَین (مرتّب) حرفِ آرزو۔ مطبوعہ سہارنپور۔ ۱۹۸۵۔ ص ۸۸

(۲) سرفراز علی رضوی (مؤلف) ماخذات : احوالِ شعراء و مشاہیر۔ جلد اول۔ انجمن ترقی اردو پاکستان' کراچی۔ ۷۸۔ ۱۹۷۷ء۔ ص ۸۳

(۳) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ جلد ۱۔ شمارہ ۸۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ اول۔ ص ۳۸

(۴) ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ اقبال اکادمی پاکستان' لاہور۔ ۱۹۹۰ء۔ ص ۵۷۳

(۵) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱) ص ۲۷۳ (مضمون "اعترافِ عظمت" از خالد بزمی)

(۶) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۳۷

(۷) حرفِ آرزو۔ ص ۸۸ تا ۹۹

آزاد' پنڈت جگن ناتھ

اقبالیات کے ماہر جگن ناتھ آزاد عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ۷ دسمبر ۱۹۱۸ کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے آٹھویں کا امتحان کلور کوٹ سے' میٹرک کا میانوالی سے' بی اے کا راولپنڈی سے اور ایم اے کا لاہور سے پاس کیا۔ قیامِ پاکستان کے وقت ترکِ وطن کر کے دہلی پہنچے اور رسالہ "آج کل" کے نائب مدیر بن گئے۔ پھر انفرمیشن آفیسر ہو گئے۔ آج کل جموں یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے صدر ہیں (۱)۔

عام طور سے کتابوں اور رسالوں میں آزاد کے سلام کو نمونہ کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ قانی مراد آبادی نے اس سلام کے بارہ (ص ۲۷) اور طفیل احمد بدر امروہوی کی مرتبہ کتاب "سلامِ قدس" میں بھی یہی ۱۲۔اشعار نقل کئے گئے ہیں (ص ۸۲ تا ۸۳) عبدالمجید خادم سوہدروی کی کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں یہ سلام نہیں ہے۔ مکتبۂ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتبہ کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" کے صفحہ ۱۳ پر اس سلام کے ۷' اور صفحہ ۱۴ پر چار اشعار دیے گئے ہیں۔ مطلع اور مقطع دونوں جگہ موجود ہیں۔ "نورِ سخن" میں دس (ص ۳۸' ۳۹) گلدستۂ نعت مرتبہ ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی میں آٹھ (ص ۲۱' ۲۲) ارمغانِ نعت مرتبہ شفیق بریلوی میں آٹھ (ص ۳۸۲) اور مدحِ رسول ﷺ مرتبہ راجا رشید محمود میں بھی آٹھ اشعار ہیں (ص ۱۰۲)۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" کے حصۂ انتخاب میں اس سلام کے

سات اشعار دیے ہیں (ص ۱۳۵) اور "الرشید" کے نعت نمبر ۱۳۹۱ھ میں بھی اور "اوج" کے نعت نمبر میں بھی آٹھ آٹھ اشعار شامل ہیں (ص ۱۳۵۶۔ ص ۱۹۸' جلد دوم)

خالد بزمی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں جگن ناتھ آزاد کے ذکر میں ان کے سلام ہی کے نو شعر دیے ہیں (ص ۲۵۶) ماہنامہ "نعت" کے اگست ۱۹۸۸ کے شمارے میں بھی نو اشعار ہیں (ص ۳۳) ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں اس سلام کے تین اشعار درج کیے ہیں۔

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے البتہ ان کے ایک ترجیع بند بعنوان "مطلعِ انوار" کا ایک بند نقل کیا ہے:

تیرہ و تار فضاؤں میں تجلّی چمکی
کس کا اعجاز تھا یہ' ایک بشر کا اعجاز
ہاں' یہ اعجاز اُسی صاحبِ اعجاز ﷺ کا تھا
آج بھی محفلِ گیتی کا جو ہے چہرہ طراز
ہر زمانے میں وہ انساں کو جگاتی ہی گئی
کبھی گونجی تھی جو صحرائے عرب میں آواز
تو نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا
اے ترے نام سے پیدا رہے سینے میں گداز
"جوہرِ طبعِ من از وصفِ کمالت روشن
گوہرِ نظمِ من از نسبتِ ذاتت ممتاز" عرفیؔ (۲)

مؤرخِ لاہور' محمد دین کلیمؔ نے اس کے دو مزید بندوں کے کچھ اشعار اپنے مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا" (قسط دوم) میں نقل کیے ہیں:

آج کا دن تھا کہ جب نورِ معانی کے طفیل
تیرہ و تار زمیں مطلعِ انوار ہوئی
آج کا دن تھا کہ ظلمات سے ہو کر بیدار
زندگی جلوۂ پنہاں کی طلب گار ہوئی

آج کا دن تھا کہ جب بادِ بہاری کے طفیل
خس و خاشاک کی دنیا گُل و گلزار ہوئی

رُوئے گیتی سے رہی کہتر و مہتر کی تمیز
ایک پیغامِ مُساوات ملا آج کے دن
عالمِ قُدس سے مہکی ہوئی آئی جو نسیم
غنچۂ انساں کے مقدر کا کِھلا آج کے دن (۳)

ممتاز حسن نے اپنے انتخابِ نعت "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" میں جگن ناتھ آزاد کی ایک طویل میلادیہ نعت شائع کی ہے جس کے پہلے چند اشعار یہ ہیں:

مجھے لکھنا ہے اک انسانیت کا بابِ تابندہ
منوّر جس کے ہوں الفاظ، مصرعے جس کے رخشندہ
مجھے اک محسنِ انسانیت ﷺ کا ذکر کرنا ہے
مجھے رنگِ عقیدت فکر کے خاکے میں بھرنا ہے
بشارت جس کی دی تھی ابنِ مریمؑ نے زمانے کو
وہ ہستی کون تھی، کب آئی تھی محفل سجانے کو
وہ کیا ساماں تھے، جب اتری تھی رحمت دو جہانوں کی
بلندی مل گئی کیوں کر زمیں کو آسمانوں کی

اس کے بعد انھوں نے نظم کے مختلف حصوں میں عرب، ایران، یونان، چین وغیرہ ممالک کی حالتِ زار بیان کی اور آخر میں حضورِ اکرم ﷺ کی اس دُنیائے آب و گِل میں تشریف آوری کا ذکر کیا۔

غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گُم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے اُفق پر دفعتاً سیلابِ نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا، نذیر آیا

شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے، وہ فقیر آیا
---------------------------- (۴)

جگن ناتھ آزاد کے مشہورِ زمانہ سلام کے چند اشعار بھی دیکھ لیں:

سلام اُس ذاتِ اقدس پر، سلام اُس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جو حامی بن کے آیا غم نصیبوں کا
رہا جو بیکسوں کا آسرا، مشفق غریبوں کا
سلام اس پر، جو آیا رحمۃٌ للعالمیں ﷺ بن کر
پیامِ دوست لے کر، صادق الوعدو امیں بن کر
سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پر ناصیہ فرسا

پنڈت جگن ناتھ آزاد کی حضرت شیخ کلیم اللہ ولی علیہ الرحمہ کی ایک منقبت بھی میری نظر سے گزری ہے جس میں حضرت شیخ کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہی تعلیم تھی دراصل کالی کملی والے ﷺ کی
کہ جس کے فیض سے دنیا نے دیکھی شکل اجالے کی (۵)

حواشی

(۱) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالیؔ سے حال تک) مطبوعہ لکھنؤ۔ بار اول ۱۹۹۲۔ ص ۲۷۵ / سرفراز علی رضوی (مولف) ماخذات: احوالِ شعراء و مشاہیر۔ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی۔ ۷۸۔۱۹۷۷۔ ص ۱۰۰

(۲) طلحہ رضوی برقؔ، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی، آرہ (بہار) بار اول۔ جنوری ۱۹۷۴۔ ص ۸۶،۸۵ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۳۸

(۳) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۱۱ تا ۱۷ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۶،۲۵

(۴) ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ادارۂ فروغِ اردو، لاہور۔ بار اول۔ جنوری ۱۹۷۵۔ ص ۶۵ تا ۷۰ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۹۰۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ سوم) ص ۴۲ تا ۴۴

(۵) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ نومبر ۱۹۹۰۔ ص ۴۵

آفتاب، حکیم سرون ناتھ

محمد الدین فوق نے "تاریخ اقوام پونچھ" میں لکھا ہے کہ حکیم سرون ناتھ آفتاب، لالہ میا داس کے چھوٹے بیٹے ہیں جنھوں نے ۱۹۲۸ء میں طبیہ کالج دہلی سے امتحان کامل طب و جراحت پاس کیا۔ کچھ عرصہ سٹیٹ یونانی ڈسپنسری، جموں کے انچارج رہے، پھر پونچھ آ گئے۔ یہاں دور و نزدیک ان کی حذاقت کا چرچا ہے۔ طبیب ہونے کے علاوہ اچھے ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ پونچھ کے اخبار "آفتاب" کے ایڈیٹر و مالک ہیں۔ ۱۹۹۰ - ب میں معراج النبی ﷺ کمیٹی پونچھ کی طرف سے بہترین نعت لکھنے کے صلے میں انھیں ایک تمغہ بھی مل چکا ہے۔

فوق نے لکھا ہے کہ ان کے بزرگ لالہ ندھومل چنڈھوک میانی ضلع شاہ پور (۱) کی مشہور شخصیت تھے۔ ان کا تعمیر کردہ مندر دھرم شالہ اب بھی وہاں موجود ہے۔ ان کی ذریات سے لالہ شنکر داس بھیرہ (۲) آئے اور وہیں آباد ہو گئے۔ ان کے فرزند لالہ کرم چند، حکیم سرون ناتھ آفتاب کے دادا تھے۔ فوق نے ان کا نمونۂ نعت نہیں دیا، اور کسی اور جگہ سے ان کے بارے میں معلومات بھی دستیاب نہیں ہوئیں (۳)۔

حواشی

(۱) ضلع کا صدر پہلے مقام شاہ پور ہوتا تھا، بعد میں سرگودھا بنا۔ میانی کا قصبہ، بھیرہ اور ملک وال کے درمیان واقع ہے اور عام طور سے نمک میانی کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ کھیوڑہ سے نکلنے والا نمک پہلے یہاں لایا جاتا تھا اور پھر یہاں سے پورے ملک میں بھیجا جاتا تھا۔ راقم الحروف (راجا رشید محمود) کے والدین ۱۹۳۹ میں یہاں آئے۔ راقم نے تیسری سے آٹھویں تک مڈل سکول، میانی میں تعلیم حاصل کی۔ یہیں سے ۱۹۵۶ میں پرائیویٹ طور پر میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۵۹ میں ہم میانی چھوڑ کر لاہور آ گئے۔

اخلاق عاطف نے اپنے انتخابِ نعت "جانِ رحمت" کے دیباچے میں سرگودھا کے نعت گوؤں میں میرا ذکر بھی کیا ہے۔ (ص ۲۶) لیکن جب یہ دیباچہ "سرگودھا میں نعتیہ شاعری" کے نام سے مجلّہ "اوج" (گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور) کے نعت نمبر کی زینت بنا تو میرا نام حذف ہو گیا (جلد اول۔ ص ۲۸۳)

(۲) بھیرہ پہلے میرزا غلام احمد قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین بھیروی کی وجہ سے یا مولوی دلپذیر بھیروی کے نام سے مشہور تھا، اب پیر محمد کرم شاہ الازہری کی شہرت سے منسوب ہے۔

آنند، پنڈت جگناتھ پرشاد

فانی مراد آبادی نے نام "جگناتھ پرشاد لکھا ہے" (۱) نور احمد میرٹھی نے بھی یہی دُہرایا ہے (۲) جبکہ عبدالجید خادم سوہدروی (۳) اور خالد بزمی (۴) نے "جگن ناتھ" لکھا ہے۔ ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم) میں بھی "جگن ناتھ" چھپا (۵) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جگن ناتھ کو جگناتھ بھی لکھا جاتا ہو۔ کیونکہ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری نے جگن ناتھ آزاد کو "جگناتھ آزاد" لکھا ہے (۶)

فانی نے ان کے چھ اشعار اپنی کتاب میں درج کیے تھے۔ یہی چھ اشعار خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں، "نورِ سخن" میں اور ماہنامہ "نعت" کے محولہ بالا نمبر میں چھپے۔ پروفیسر خالد بزمی نے البتہ ان میں سے دو اشعار نقل کیے ہیں۔

پنڈت آنند کے حالاتِ زندگی یا مزید کلام دستیاب نہیں ہوا۔ ان کی اس اکلوتی نعت کے چار اشعار ملاحظہ فرمایئے:

دل سُلگتا ہی رہا فرقت میں ان کی عمر بھر
گنبدِ خضرا تک لیکن دُھواں پہنچا نہیں

مدحِ حُسنِ مصطفیٰ ﷺ ہے ایک بحرِ بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں

نیک و بد کی ہے خبر، تُو واقفِ کونین ہے
ہے پہنچ تیری، جہاں وہم و گماں پہنچا نہیں

کیا خطا ایسی ہوئی، آنند جو محروم ہے
اب تک ان کے گوش تک شورِ فغاں پہنچا نہیں (۷)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۶۳

۲) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ص ۳۰
۳) خادم سوہدروی، عبد المجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۳
۴) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۹
۵) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم) ص ۹
۶) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۷۳
۷) عبد المجید خادم سوہدروی نے یہ مصرع از خود تبدیل کر دیا۔ "یہ فریبِ نفس ہے آنرز' الفت تو نہیں" اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے "اوج" میں یہی تبدیل شدہ مصرع استعمال کیا ہے (اوج۔ مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۸۹)

احقرؔ، بابو طوطا رام

نورؔ احمد میرٹھی نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں ان کی ایک نعت کے یہ تین اشعار دیئے ہیں:

مدت سے یہ دل اپنا ہے شیدائے مدینہ
کب مجھ کو خدا دیکھئے، دکھلائے مدینہ

مجنوں ہوں میں ہندی، وہ لیلائے مدینہ
لازم ہے مرا نجد ہو صحرائے مدینہ

اے بادِ صبا! چشمِ کرم کچھ تو ادھر بھی
لا بہرِ خدا بُوئے گُلِ رعنائے مدینہ

حاشیہ

نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۴۱

اخترؔ، پنڈت ہری چند

نظیر لودھیانوی کہتے ہیں کہ ان کا وطن ہوشیار پور تھا۔ اپریل ۱۹۰۱ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم زیادہ تر لاہور ہی میں حاصل کی۔ فارسی میں منشی فاضل اور انگریزی میں ایم اے پاس کیا۔ ابتدا ہی سے زبان اردو اور شعر سے بہت شغف تھا۔ ابتدا میں تین چار سال اخبار نویسی کی۔ پھر پنجاب اسمبلی کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔ بعد ازاں حکومتِ ہند کے

محکمۂ اطلاعات میں ایک اسامی مل گئی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران میں حکومتِ ہند کے جنگی پروپیگنڈا کے محکمے سے وابستہ رہے۔ پھر آل انڈیا ریڈیو میں پہنچ گئے (۱)

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں کہ ہری چند اخترؔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۱ کو صاحب ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ میں شاعری کے شوق نے سر اٹھایا اور حفیظؔ جالندھری سے شرفِ تلمذ حاصل کیا (۲) ۱۹۵۸ میں فوت ہوئے (۳)

ان کی ایک ہی نعت مشہور ہے "کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا" اور یہی نعت مختلف کتابوں میں نقل ہوئی ہے (۴)۔

تین اشعار دیکھئے:

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب ﷺ نے آدمی کا بول بالا کر دیا

پروفیسر خالد بزمیؔ نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں لکھا ہے "مجھے خاص تلاش اور خواہش و کوشش کے باوجود ان (ہری چند اخترؔ) کی صرف ایک اور نعت مل سکی ہے' اس کے تین اشعار یہاں درج کر رہا ہوں (۵) حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلموں کی نعت گوئی کا ذکر کرنے والے دوسرے بیشتر حضرات کی طرح بزمیؔ صاحب کے پیشِ نظر فانیؔ مراد آبادی کی کتاب تھی جس کا ذکر بھی انہوں نے مضمون کے آخر میں کیا ہے ----- اور فانیؔ کی کتاب میں یہ تینوں اشعار موجود ہیں (اور پوری نعت نہیں' صرف وہی تین اشعار ہیں جو بزمی صاحب نے تلاشِ بسیار کے بعد پائے ہیں) (۶) حالانکہ عبد المجید خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں اس نعت کے سات اشعار درج ہیں (۷) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے چھ اشعار نقل کئے ہیں (۸) اور پروفیسر یُونسؔ شاہ نے ایک (۹)

اس نعت کے چند اشعار دیکھئے:

وسعتِ مشرب سے ہیں اک مخزنِ اسرار ہم
کفر ہم، اسلام ہم، تسبیح ہم، زنّار ہم

دولتِ دیدار ہی حاصل نہیں تو حیف ہے
گو کہ ہیں زردار لیکن پھر بھی ہیں نادار ہم (۱۰)

سبز گنبد کے اشارے کھینچ لائے ہیں ہمیں
لیجئے، دربار میں حاضر ہیں اے سرکار ﷺ ہم

یا الٰہی! کس طرف کو ہے ہوا عزمِ سفر
خضر کہتے ہیں کہ ساتھ آئیں ذرا سرکار ہم

نامِ پاکِ احمدِ مرسل ﷺ سے ہم کو پیار ہے
اس لئے لکھتے ہیں اخترؔ نعت میں اشعار ہم

حواشی

(۱) نظیر لودھیانوی۔ تذکرۂ شعرائے اردو۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۵۳ء۔ ص ۲۹۳
(۲) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک) ص ۲۹۲
(۳) نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۷۱۸ / یونس شاہ، پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۸ (مورخ لاہور، محمد دین کلیم نے تاریخ وفات لکھی ہے۔ ۷۷ ۱۳ھ / مطابق یکم جنوری ۱۹۵۸ء۔ (ہفت روزہ "استقلال" لاہور۔ ۱۱ تا ۱۷ مئی ۱۹۸۴ء۔ ص ۲۲) یکم جنوری ۱۹۵۸ کو ۹ جمادی الثانی ۱۳۷۷ تھی (ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۲۰)
(۴) فانی مراد آبادی۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۳۵ / الاعتصام (ہفت روزہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۷۶ / مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۱۳۵ / تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۸ / ضیا محمد ضیاء و طاہر شادانی (مرتبین) گلدستۂ نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۸ء۔ ص ۲۷ / ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۵۳ / نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۷۱۸ / نورِ سخن۔ ص ۴۳ / اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۲۹۱
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر ا۔ ص ۲۵۱
(۶) فانی مراد آبادی۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۸۳
(۷) خادم سہروردی، عبدالمجید۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۳۴، ۳۵
(۸) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۹۳
(۹) تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۹

(۱۰) یہ شعر صرف عبدالمجید خادم سہروردی کی کتاب میں ہے اور مؤرخ لاہور محمد دین کلیم کے مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا" قسط دوم میں (ہفت روزہ "استقلال" لاہور۔ ۱۱ مئی تا ۱۷ مئی ۱۹۸۴ء۔ ص ۲۲)۔

اخترؔ امرتسری، بخشی شوری لال

"مخزنِ نعت" مرتبہ پروفیسر محمد اقبال جاوید میں بخشی شوری لال اخترؔ کی نعت کے دو شعر شائع ہوئے ہیں (۱)۔ "مہک" گوجرانوالہ کے خاص نمبر میں اسی نعت کے چھ اشعار چھاپے گئے (۲)۔ یہ نمبر بھی محمد اقبال جاوید نے مرتب کیا تھا۔۔۔۔ اور یہ پوری نعت (نو اشعار) ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم) میں شامل ہوئی (۳)۔

نعت یہ ہے:

دیکھی ہے کہیں صورتِ زیبائے محمد ﷺ
پھرتا ہے نظر میں قدِ رعنائے محمد ﷺ

قربان تصوّر کے کہ پھرتی ہے شب و روز
آنکھوں میں مری صورتِ زیبائے محمد ﷺ

آنکھوں میں لگا لُوں میں اسے سرمہ سمجھ کر
مل جائے اگر خاکِ کفِ پائے محمد ﷺ

ہیں کون و مکاں جلوۂ پُرنور سے روشن
پھیلی ہوئی ہر سُو ہے تجلّائے محمد ﷺ

پھر بھول کے وہ نام نہ لے حُور و جناں کا
دیکھے جو کوئی صورتِ زیبائے محمد ﷺ

روتا ہُوں بہت سروِ گلستاں سے لپٹ کر
یاد آتا ہے جب وہ قدِ رعنائے محمد ﷺ

لے چل سوئے طیبہ(۴) مجھے اے شوقِ مدینہ
دیکھوں میں وہاں حسنِ دلآرائے محمد ﷺ

کیوں نامِ محمد ﷺ نہ ہو ہر وقت زباں پر
ہے سر میں سمایا ہوا سودائے محمد ﷺ

کیوں کر نہ جہاں میں ہو مرا مرتبہ عالی
میں اخترِ ناچیز ہوں شیدائے محمد ﷺ

اصنافِ سخن کے اعتبار سے نعت کے ضخیم انتخاب (۸۱۶ صفحات۔ چار رنگا طباعت۔ مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ جو اپنی حیثیت میں نعت کے موضوع پر ایک کتاب ہے۔ ناشر جنگ پبلشرز، لاہور) "نعت کائنات" میں اس نعت کے سات اشعار شامل ہیں (۵)۔

حواشی

(۱) اقبال جاوید، محمد (مرتب)۔ مخزنِ نعت۔ مطبوعہ لاہور۔ مارچ ۱۹۷۹ء۔ ص ۲۶۰
(۲) مہک (مجلہ گورنمنٹ ڈگری کالج) گوجرانوالہ۔ اشاعتِ خصوصی نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ۔ ص ۳۰۲
(۳) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۱ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم) ص ۸۱
(۴) یہاں "یثرب" کا لفظ تھا، ہم نے تبدیل کر دیا ہے۔ "یثرب" کا لفظ نادانستگی میں بہت سے مسلمان بھی نعتوں میں استعمال کر رہے ہیں حالانکہ "مسندِ احمد" میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ جو شخص غلطی سے مدینۂ کریمہ کو یثرب کہہ جائے، وہ استغفار کرے (مسندِ احمد۔ جلد چہارم۔ ص ۲۸۵) "جذب القلوب" میں شیخ محقق حضرت عبدالحق دہلویؒ امام بخاریؒ کی تاریخ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جو آدمی یہ حرکت کرے، وہ توبہ کرے اور دس بار طیبہ طیبہ کہے / تاریخ المدینہ (عربی)۔ جلد ۱۔ ص ۲۷۳، ۱۹۵ / مجمع الزوائد (عربی)۔ جلد ۳۔ ص ۳۰۰ / مختصر فضائل المدینہ المنورہ (عربی) از ا۔ د۔ خلیل ابراہیم ملا خاطر۔ ص ۲۰
(۵) راجا رشید محمود (مرتب و مقدمہ نگار)۔ نعت کائنات۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۱۱۷

اختر بھنگالوی، شوچرن داس

ان کی بیس اشعار کی ایک نعتیہ مثنوی جس کا نام فانی مراد آبادی کی کتاب میں

"پیامِ عرفان" لکھا ہے، پہلے یہیں شائع ہوئی (۱) ممتاز حسن نے اٹھارہ اشعار اپنی مرتب کردہ کتاب میں شائع کیے (۲) نور احمد میرٹھی نے صرف تین اشعار منتخب کیے ہیں (۳)

فانی نے شاعر کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا پیشہ تجارت تھا، کتاب کی اشاعت کے وقت عمر ۵۵ سال تھی۔ تصانیف میں میر چوہان (ایک تاریخی ناول) اور تفسیرِ حیات (شعری مجموعہ) ہے۔

مثنوی میں حضورِ اکرم ﷺ کی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے:

دل آویز ہے، قابلِ داد ہے
محمد ﷺ کا کیا خوب ارشاد ہے

اس کے بعد ارشادات و تعلیماتِ قرآن و احادیث جمع کر دی گئی ہیں۔ چند اشعار دیکھیے:

اگر تیرا شیوہ ہے مکر و ریا
پتا چل سکے گا نہ ایمان کا

غریبوں کی خدمت ہو تیرا شعار
اسی میں ہے مستور رازِ وقار

کرے گا اگر حق سے تو اجتناب
رہے گا ہمیشہ شکارِ عذاب

"اوج" کے نعت نمبر میں اس مثنوی کے نو اشعار شائع کیے گئے ہیں لیکن نمبر کے مجموعی رویّے کے مطابق کتابت کی غلطیاں بہت ہیں۔ دلآویز کو "دل آویزاں" لکھا ہے۔ مثال کو "مثل" لکھا ہے۔ قرآں کو "قرآن" کر کے شعر کو وزن سے خارج کر دیا ہے (۴)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۸۹، ۹۰
(۲) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۵۴، ۵۵
(۳) نورِ سخن۔ ص ۴۳
(۴) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور) نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۷

اختر رضوانی، ستیہ پال

فانی مراد آبادی نے لکھا ہے کہ جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ فانی کی کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" ستمبر ۱۹۷۳ کے بعد چھپی تھی' اس میں لکھا ہے کہ ۵۵ سال عمر ہے۔ پیشہ اخبار نویسی' شعرو شاعری اور تالیف و تصنیف' قابلیت میٹرک' منشی فاضل درج ہے۔ تصانیف میں رنگ و سرور' نقشِ مستقل' حدیثِ غم' سنگ و آئینہ' نئے عنوان' عکسِ جمیل' خدوخال اور حاصلِ غم شامل ہیں (۱)۔ خالد بزمی لکھتے ہیں کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے لاہور میں تھے۔ آج کل غالباً" جالندھر میں ہیں (۲)۔

فانی نے ان کی پانچ نعتیہ رباعیات نقل کی ہیں۔ عبدالمجید خادم سوہدروی نے اختر رضوانی کو کتاب میں شامل ہی نہیں کیا جبکہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب کردہ کتاب میں ان کی دو رباعیاں دی گئی ہیں (۳) پروفیسر سیّد یُونس شاہ کی کتاب "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" میں چار رباعیات ہیں (۴) ممتاز حسن نے بھی یہی چار رباعیات نقل کی ہیں (۵) "نورِ سُخن" میں دو رباعیات دی گئی ہیں (۶) محمد دین کلیم نے اپنے مضمون میں چار رباعیات درج کی ہیں۔

جمہور و مساوات کا پیغمبر ﷺ ہے
آئینۂ حالات کا پیغمبر ﷺ ہے
اے خطۂ بطحا و عرب کے باسی
تو کشف و کرامات کا پیغمبر ﷺ ہے

تاریکیوں کا نقش مٹایا تو نے
وحدت کا نیا گیت سُنایا تو نے
صدیوں سے جو روشن تھا چراغِ باطل
تنویرِ صداقت سے بُجھایا تو نے

سچ ہے' ترے اطوار کا ثانی نہ ملا
اِس صدق کا' ایثار کا ثانی نہ ملا
ویسے تو ملے لاکھ نقوشِ تازہ
لیکن ترے کردار کا ثانی نہ ملا

شہکارِ محبت ترا افسانہ تھا
تفریق و تعصّب سے تُو بیگانہ تھا
ہر حال میں تھا ٹھاٹھ شہنشاہوں کا
مانا' ترا انداز فقیرانہ تھا (۸)

"اوج" کے نعت نمبر میں چار رباعیات اس طرح کمپوز ہوئی ہیں کہ رباعیات نہیں لگتیں' نعتیہ غزل معلوم ہوتی ہے۔ اور "ہم دیر نشیں بھی ہیں ترے مدح سرا" میں ترے کو "تیرے" کر دیا گیا ہے (۹)۔

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۷۰
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۷۳
(۳) مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۲۶' ۲۹
(۴) یونس شاہ' پروفیسر سید۔ تذکرہ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ مکہ بکس' لاہور۔ بار اول۔ نومبر ۱۹۸۴۔ ص ۲۷۲' ۲۷۳
(۵) ممتاز حسن (مرتب) خیرالبشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۵۷
(۶) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سُخن۔ ص ۳۲
(۷) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۱۱ مئی تا ۱۷ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۳۹ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا" قسط دوم۔ از محمد دین کلیم)
(۸) یہ رباعی صرف فانی مراد آبادی نے دی ہے (ص ۷۱)
(۹) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ)۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۹

ادیب سیتاپوری

کنور سورج نرائن سنہا نام ہے۔ نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کا ایک قطعہ اور ایک نعت کے دو اشعار شائع کیے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

محمد ﷺ ایک فرقے کے نہیں ہیں
محمد ﷺ سب کے ہیں' اور بالیقیں ہیں

ادیبؔ لائے نہ کیوں ایمان ان پر
محمد ﷺ رحمتہ اللعالمیں ہیں

جس در پہ فرشتوں کی نظر کرتی ہے سجدے
کیا میرے مقدر میں کبھی ہو گا وہ در بھی
جتنی تھی منوّر شبِ معراجِ محمد ﷺ
روشن نہ ہوئی اتنی کبھی کوئی سحر بھی

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۳۵

ادیبؔ لکھنوی، گرسرن لال

ایم اے فارسی۔ غازی آباد (انڈیا) کے مہانند مشن سکول کے پرنسپل رہے۔ فانی مراد آبادی کی کتاب کی اشاعت پر اکسٹھ سال عمر تھی۔ یہ کتاب ستمبر ۱۹۶۲ کے بعد چھپی۔ ایک مجموعۂ رباعیات اور چھوٹے ناٹک کی ایک اردو کتاب شائع ہوئی۔ فانی کی کتاب میں ان کی تین نعتیں (ایک نعتیہ مسدس کے تین بند' ایک نعت کے سات اشعار' اور ایک اور نعت کے دو اشعار) شامل ہیں (۱)۔

فانی کی کتاب کے خوشنویس نے ہر نعت کی کتابت اپنی مرضی سے کی ہے۔ کہیں نعتیہ غزل کو قطعات کی صورت میں لکھ دیا ہے' کہیں مسدس یا مخمس کو نعتیہ غزل کی طرح' کہیں کسی نعتیہ غزل کو مسدس کی صورت میں۔ زیرِ نظر نعتوں میں سے مسدس کو اس نے غزل کی طرح اور نعتیہ غزل کو مسدس کی طرح کتابت کیا ہے۔ اسی لئے پروفیسر خالد بزمی کے مضمون میں (۲) اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتبہ کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں (۳) مسدس کے پہلے بند کے چار مصرعے دو شعروں کے طور پر نقل کئے گئے ہیں۔ "نورِ سخن" میں اس مسدس کا پہلا بند دیا گیا ہے (۴) ممتاز حسن نے پہلے دو بند نقل کئے ہیں (۵)

خالد بزمی نے ادیب کی دوسری نعت کے پانچ شعر بھی اپنے مضمون میں درج کئے ہیں (۶)

جو دو اشعار صرف فانی ہی کی کتاب میں ہیں' یہ ہیں:

قلم کو جب شرف حاصل ہُوا نعتِ پیمبر ﷺ کا
بنا ہر لفظ اک تعویذ خوفِ روزِ محشر کا
کہا خورشید نے' یہ میرا حق ہے' کیوں زمیں پائے
لیا آغوش میں کرنوں نے سایہ جسمِ اطہر کا

مسدس کا آخری بند دیکھئے:

تھی رسولِ پاک ﷺ سے پہلے جہالت ہر طرف
تھا عرب کی سرزمیں پر دورِ ظلمت ہر طرف
بھائی بھائی میں بھی تھی' رسمِ عداوت ہر طرف
معجزہ کس کا تھا جو پھیلی اخوت ہر طرف
آئی بُت خانوں سے بھی اللہُ اکبرُ کی صدا
حمدِ خالق کی صدا' نعتِ پیمبر ﷺ کی صدا

تیرے نقشِ پا کے ذرّے دیکھ کر — ہیں ستارے چرخ پر روشن جبیں
ہے وہ دل آئینۂ صدق و صفا — جس میں ہو تیرا تصوّر جاگزیں

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۸' ۸۰' ۸۸
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۵
(۳) مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۲۹
(۴) نورِ سخن۔ ص ۳۶
(۵) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۹۳
(۶) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۶۵

اکملؔ جالندھری، رام پرتاپ

کمیاوی طور پر ان کا اور ان کی نعت گوئی کا ذکر بھی حافظ محمد ایوب فائقؔ مراد آبادی ہی نے کیا۔ انھوں نے لکھا کہ پنڈت ہیں، تعلیم ایف اے ہے، ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔ کتاب کی اشاعت کے وقت (۱۹۷۳ میں) عمر ۵۵ سال تھی۔ شعری مجموعہ بوئے گل ۱۹۵۷ میں اور نالۂ دل ۱۹۷۳ میں چھپے۔ فائقؔ نے ان کی نعت کے نو اشعار اپنی کتاب میں درج کئے ہیں۔ چند اشعار یہ ہیں:

کیا شان ہے جنابِ رسالتمآب ﷺ کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی

مذہب کو زندگی کے عمل سے ملا دیا
ممنونِ التفات ہے اُمّت جناب ﷺ کی

قرآنِ پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ
تھی کن بلندیوں پہ رسائی جناب ﷺ کی

مرہُونِ لُطف صرف مسلمان ہی نہیں
منّت کشِ کرم ہے خدائی جناب ﷺ کی

میرے بھی حالِ زار پہ ہو اک نگاہِ لطف
بگڑی بنانے والے جہانِ خراب کی (۱)

خادم سوہدروی نے اس نعت کا کوئی شعر شامل نہیں کیا۔ "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں دو اشعار ہیں (۲)۔ ماہنامہ "نعت" لاہور کے ایک خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول) میں چھ اشعار (۳) "مہک" گوجرانوالہ میں چار اشعار (۴) اور "نورِ سُخن" میں چار اشعار ہیں (۵)۔ پنڈت رام پرتاپ اکملؔ کی اس نعت کے اشعار ماہنامہ "اوقاف" اسلام آباد کے سیرت نمبر میں بھی چھپے (۶)۔

ممتاز حسن نے درجِ ذیل دو اشعار چھوڑ کر باقی نعت "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" میں شامل کی ہے:

ہاں چشمۂ مروّت و اَلطاف دیکھنا
جائے نہ آبرو مری چشمِ پُرآب کی

ہو جس کے دستِ شوق میں دامن جناب کا
کیا اس کو فکر پُرسشِ یومُ الحساب کی
(۷)

حواشی

(۱) فائقؔ مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۸۳
(۲) مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۳۹
(۳) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول) ص ۷۸
(۴) مہک (مجلہ گورنمنٹ ڈگری کالج) گوجرانوالہ۔ نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کونین ﷺ۔ ص ۳۰۲ (یہ خاص نمبر پروفیسر محمد اقبال جاوید نے مرتّب کیا تھا۔ ان کی مرتّبہ کتاب "مخزنِ نعت" میں بھی رام پرتاپ اکملؔ کے اشعار موجود ہیں۔ ص ۲۶۱)
(۵) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۴۸
(۶) اوقاف (ماہنامہ) اسلام آباد۔ سیرت نمبر۔ مارچ ۱۹۷۷ (ایڈیٹر: سید فخرالدین بلّے)
(۷) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۵۵

امنؔ، گوپی ناتھ

علی جواد زیدی نے "قصیدہ نگارانِ اُتّر پردیش" میں گوپی ناتھ امنؔ لکھنوی ثم دہلوی کے بارے میں لکھا ہے کہ ولادت ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ عزیزؔ لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ اور اہلِ بیت علیہم السلام کی مدح میں کئی قصیدے لکھے ہیں۔ دلّی کی قصیدہ خوانی کی محفلوں میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ بے حد مقبول قصیدہ گو ہیں۔ تشبیب میں عموماً واقعاتِ حاضرہ پر شاعرانہ یا فلسفیانہ تبصرہ ہوتا ہے۔ قصائد میں نظم کی شان ہے اور مدح متوازن اور انصاف پسندانہ ہوتی ہے۔

حاشیہ

علی جواد زیدی۔ قصیدہ نگارانِ اُتّر پردیش۔ اُتّر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۳۔ ص ۱۱۱

اُمید، رگھوناتھ سہائے

نور احمد میرٹھی کی مرتّبہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے مندرجہ ذیل چار اشعار شائع ہوئے ہیں:

زمانہ ہے زیرِ پناہِ محمد ﷺ
ہے ارض و سما بارگہِ محمد ﷺ
خرد کی ہے معراج راہِ محمد ﷺ
شعورِ بشر جلوہ گاہِ محمد ﷺ
محبت ہے شمشیرِ فتحِ زمانہ
ہے خُلق و مروّت سپاہِ محمد ﷺ
مجازاتِ عالم میں اُمیدؔ رکھو
حقیقت نما ہے نگاہِ محمد ﷺ

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ٣٩

باصرؔ کاشمیری، شیام سندر

بابو شیام سندر باصرؔ کاشمیری کی چار نعتیں (ایک مثنوی، ایک مخمس اور دو غزل کی ہیئت میں) فانی مراد آبادی کی کتاب میں شامل تھیں (١)۔ بعد کے سب کام کرنے والوں نے انہی چاروں نعتوں کے اشعار دیئے ہیں (اور ظاہر ہے کہ حوالے کے بغیر دیئے ہیں) خادم سوہدروی نے چاروں نعتوں کے اشعار (٢) مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی کتاب میں دو نعتوں کے (٣) خالد بزمی کے مضمون میں دو نعتوں کے (٤) ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں تین نعتوں کے (٣) اور "اوج" کے نعت نمبر میں ایک نعت کے اشعار (٦) نقل کیے گئے ہیں۔

ممتاز حسن اور ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے شیام سندر باصرؔ کاشمیری کی کسی نعت کو شامل نہیں کیا۔

شیام سندر، باصرؔ تخلّص کرتے تھے۔ ایک نعت میں انہوں نے پورا نام شیامؔ سندر تخلّص کے طور پر استعمال کیا ہے۔ لیکن خادم سوہدروی نے ایک نعت نقل کرتے ہوئے باصرؔ کی جگہ سندرؔ لکھ دیا ہے۔ "باصرؔ سے کیا رقم ہو، وہ شان ہے تمہاری" کو "سندرؔ کیا رقم ہو" کر دیا ہے (٧) خادم کی کتاب سے نور احمد میرٹھی نے یہ نعت اپنی کتاب کے لئے حاصل کی ہے اور "نورِ سخن" میں اسے "سندرؔ" تخلّص کے تحت شامل کر لیا ہے (٨)۔ اس سے بات گمراہ کن ہو گئی ہے۔ کسی موضوع پر کام کرتے ہوئے باریک بینی اور ژرف نگاہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی ایک جگہ سے کوئی چیز حوالے کے بغیر نقل کر کے مطمئن ہو جانے سے ایسی ہی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

باصرؔ کی چاروں نعتوں کے چند اشعار نذرِ قارئین ہیں:

محمد ﷺ نے فرمائی مکّہ سے ہجرت
نمایاں ہے یہ افتخارِ مدینہ
چلوں سر کے بل میں زہے فخر و عزّت
بُلائے اگر تاجدارِ مدینہ ﷺ
بناؤں ابھی سُرمہ چشم اس کو
اگر ہاتھ آئے غبارِ مدینہ

دنیائے ہفت افلاک پہ
ارضِ حجازِ پاک پہ
نکلی حرا کے غار سے
یا دامنِ کہسار سے
اک روشنی، اک زندگی
مشعل ہدایت کی بنی
اور نور برساتی ہوئی

دنیا کو روشن کر گئی

دنیا کو تم نے آ کر پُرنور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
فاراں کی چوٹیوں پر وہ آفتاب چمکا
چشمِ فلک کو جس نے مسحور کر دیا ہے

اے رہنمائے اعظم ﷺ
پیغمبرِ معظم ﷺ
سب کے دلوں کے محرم
تو خوب جانتا ہے
تیرا ہی آسرا ہے
آفات اور بلائیں
ڈر ہے کہ کھا نہ جائیں
دُکھڑا کے سُنائیں
دل تجھ کو ڈھونڈتا ہے
تیرا ہی آسرا ہے

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۳، ۶۱، ۱۴۴، ۱۵۰
(۲) خادم سوہدروی، عبدالمجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۲، ۱۳
(۳) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۲۴، ۲۶
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۵۹
(۵) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول)۔ ص ۳۵
(۶) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۸۷
(۷) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۵۰ / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۳
(۸) نورِ سخن۔ ص ۱۲۶۔ مقطع میں لفظ "مغفور" کو "مقدور" لکھا گیا ہے)۔

باغ، بال کشن داس گرگ

راجا گردھاری پرشاد، راجا محبوب نواز نت بہادر باقیؔ کے بیٹے راجا نرسنگھ راج بہادر (۱) نے ان کا مجموعۂ کلام "دُرِّ باقی و دُرِّ ساقی" کے نام سے مرتب کیا، جس میں ان کی فارسی نعت اور فارسی نعتیہ رباعیات موجود ہیں۔

نعت کے چند اشعار اور تین رباعیات دیکھیں:

تُرا اوّل بہ راخفا آفریدند
ازاں پس دین و دنیا آفریدند
پس از ذاتِ خدا اوّل خدا را
جمالت اے خود آرا آفریدند
نخستیں شان و قدرت عرصہ دادند
ازاں عرشِ معلّٰی آفریدند
ظہورِ عالمِ بالا ز پس گشت
نخست آں قدرِ بالا آفریدند
زِ عکسِ خندۂ دنداں نمایت
بہم عقدِ ثریا آفریدند
دو رخسارِ ترا گلگونہ دادند
ازاں شمس و قمر را آفریدند
زِ رُویت صبحِ عید خلق کردند
ز مُویت شامِ یلدا آفریدند
برب بر کعبہ ابروئے خوشت را
برائے سجدۂ ما آفریدند
شُدہ از سرمۂ مازاغ محتاج
کہ چشمانِ تو سہلا آفریدند
نہالِ قامتت را سایہ زاں نیست

حکیم ہنومان سہائے کے صاحبزادے، بیکلؔ اکبر آبادی کے شاگرد۔ نہایت غربت میں دن بسر کئے۔ والد کے انتقال کے بعد چچا بنگالی مل نے، جو اپاہج تھے، پالا۔ باغؔ نے خاندانی پیشہ طبابت اختیار کیا۔ نہایت عمدہ نعت شریف کہتے تھے۔ مست طبیعت انسان تھے۔ کبوتر بازی اور پرندوں کا بہت شوق تھا۔ ۱۹۰۶ میں پیدا ہوئے اور ساٹھ سال کی عمر میں دنیائے فانی سے کوچ کیا(۱)۔

مقبول عرشیؔ نے نمونۂ کلام کے طور پر ان کی ایک نعت کے چھ اشعار ہی دیئے ہیں جو ماہنامہ "نعت" میں بھی اشاعت پذیر ہو چکے ہیں (۲)

رہا کرتا ہے اس میں جلوۂ یکتا محمد ﷺ کا
مرا دل ہے ازل سے آئنہ خانہ محمد ﷺ کا

گلہ غم کا نہیں غم دینے والے، یہ شکایت ہے
جو تجھ کو غم ہی دینا تھا تو غم دیتا محمد ﷺ کا

وہاں کی خاک کا ایک ایک ذرہ جگمگاتا ہے
عرب کی وادیوں میں نور جب پھیلا محمد ﷺ کا

اگر تجھ کو محبت ہے جو تیرا عشق صادق ہے
تو آنکھیں بند کر کے کھینچ لے نقشہ محمد ﷺ کا

بہ فیضِ عشق ہر صورت میں اس کو دیکھتا ہوں میں
ہر اک صورت پہ ہوتا ہے مجھے دھوکا محمد ﷺ کا

بلا لیں گے کبھی سرکارِ والا ﷺ باغؔ مجھ کو بھی
مری آنکھیں بھی دیکھیں گی کبھی روضہ محمد ﷺ کا

حواشی

(۱) مقبول عرشی (مقبول احمد انصاری) شعرائے برج پردیش۔ مطبوعہ، آگرہ۔ ۱۹۹۱۔ ص ۷
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۹۲۔ "نعت کے سائے میں"۔ ص ۳۸

باقیؔ، راجا گردھاری پرشاد

ترا بے مثل و ہمتا آفریدند
ز بہرِ امتحانِ بے کس و زار
ترا ملجا و ماوا آفریدند
ترا باقیؔ ز بہرِ وصفِ آں گُل
برنگِ صبحِ گویا آفریدند (۲)

اندر رہِ نعت تو چہ پوید باقیؔ
مضمونِ محامدت چہ جوید باقیؔ
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکْ بس است
زیں بیش چہ یارا کہ بگوید باقیؔ

ظاہر شدہ اعجازِ تو بر ارض و سما
اذعانِ تو کروند بہ پست و بالا
انگشتِ تو شق نمود مہ را بہ فلک
در دستِ تو گویا شدہ سنگِ خارا

تو نورِ حقیقی بہ مجاز آمدہ ای
با زودی از رہِ دراز آمدہ ای
مانندِ نظر بہ چشمِ عالم بودے
گویم جانِ ترا کہ باز آمدہ ای (۳)

پروفیسر شفقت رضوی نے لکھا ہے کہ باقیؔ ۱۹۰۰ میں فوت ہوئے (۴)۔

حواشی

(۱) پروفیسر شفقت رضوی نے اپنے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے اثرات" میں راجا نرسنگھ راج کا تخلص عالیؔ لکھا ہے۔ حیدر آباد دکن میں پیدائش ۱۳۰۲ھ درج کی ہے اور ان کی دو حمدیہ رباعیات نقل کی ہیں۔ سہ ماہی "اردو" انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی جولائی تا ستمبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۷۴، ۹۹، ۱۰۳
(۲) نرسنگھ راج بہادر، راجا (مرتب) دُرِ باقیؔ و دُرِ ساقی۔ مطبوعہ سردار پریس، حیدر آباد۔ ۱۳۳۲ھ۔ ص ۴۳، ۴۴

(۳) ذرہ باقی و ذرہ ساقی۔ ص ۱۳۲
(۴) اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴۔ ص ۴۴

برق، کنج بہاری لعل

پروفیسر سید یونس شاہ کی کتاب "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" کی دوسری جلد نومبر ۱۹۸۴ میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ۲۹۔ اکتوبر ۱۸۶۹ کو آگرہ میں ایک طرحی مشاعرہ اردو اور فارسی میں ہوا۔ اس مشاعرے کے بانی اور محرک منشی نیاز علی پریشان اکبر آبادی تلمیذ مرزا حاتم علی بیگ مہر تھے۔ اردو میں طرح مصرع تھا "تری دیوار کے سائے تلے آکر ہما ٹھہرے"۔ حاتم علی بیگ مہر کے ایک نوجوان ہندو شاگرد کنج بہاری لعل برق نے اس طرح میں نعتیہ غزل لکھی جس کے ساتھ شاعر نے اپنا تعارف یوں پیش کیا ہے:

"کنج بہاری لعل کھتری۔ تخلص برق۔ خلف ہیرا لال۔ تلمیذِ مہر۔ عمر ۲۹ سال۔ مدتِ شاعری ۲ سال۔ ساکن نائی منڈی آگرہ۔ میں نے تحصیلِ علومِ انگریزی و فارسی بمدرسہ مشن کالج و گورنمنٹ کالج ۱۸۵۲ سے ۱۸۶۱ تک کی اور عرصہ نو سال سے سررشتۂ ریل میں بمقام ٹونڈلہ مشاہرہ ۷۵ روپیہ ماہوار نوکر ہوں"۔ غزل کے نعتیہ اشعار یہ ہیں:

جو محبوبِ خدا ﷺ ٹھہرے، جو ختم الانبیا(۱) ٹھہرے
وہ میرے پیشوا ٹھہرے، وہ میرے رہنما ٹھہرے

نہ کیوں لنگر کی پھر دریائے رحمت میں ولا ٹھہرے
جب اپنی کشتیٔ امت کے احمد ﷺ ناخدا ٹھہرے(۲)

مجھے اے برق کیا غم ہے بھلا روزِ قیامت کا
شفاعت کے لئے حامی مرے خیر الوریٰ ﷺ ٹھہرے (۳)

نور احمد میرٹھی نے بھی یہی تین اشعار نقل کئے ہیں(۴)

حواشی

(۱) "تذکرہ نعت گویانِ اردو" میں "خاتم الانبیا" لکھا ہے اور نور احمد میرٹھی نے بھی اسی طرح نقل

کر دیا ہے لیکن حاتم علی بیگ مہر کے شاگرد سے ایسی غلطی کا ارتکاب مشکل لگتا ہے، اس لئے گمان غالب ہے کہ کتابت کی غلطی ہے، چنانچہ میں نے "ختم الانبیا" لکھ دیا ہے۔
(۲) یہاں دو اشعار اور ہیں۔ ایک حضرت علیؓ کی منقبت میں ہے، دوسرا غزل کا ہے۔ پروفیسر سید یونس شاہ نے انہیں حذف نہیں کیا۔
(۳) یونس شاہ، پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۹، ۴۰
(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۵۱

بسمل الہ آبادی، سکھدیو پرشاد

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے "اردو کی نعتیہ شاعری" میں غیر مسلموں کی نعت گوئی کا ذکر کرتے ہوئے جن شاعروں کے نام ناقابلِ فراموش قرار دیے، ان میں منشی سکھدیو پرشاد بسمل الہ آبادی کا نام شامل تھا(۱)۔

نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے نو اشعار شامل کئے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

واہ کیا آن ہے، کیا شان رسولِ عربی ﷺ
تم پہ سو جی سے ہوں قربان رسولِ عربی ﷺ

خانۂ دل مرا جلوے سے منور ہو جائے
دو گھڑی تم جو ہو مہمان رسولِ عربی ﷺ

حشر میں امتِ عاصی نے جو دیکھا تم کو
آ گئی جان میں پھر جان رسولِ عربی ﷺ

میں نہ بھولوں گا، نہ بھولوں گا میں ان کو ہرگز
جو مرے سر پہ ہیں احسان رسولِ عربی ﷺ

لے لیا دل سے اگر نام مصیبت میں کبھی
مشکلیں ہو گئیں آسان رسولِ عربی ﷺ (۲)

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے فہرست میں تو ان کا نام درست لکھا ہے البتہ جہاں

ذکر ہے، وہاں "پرشاد بسمل الٰہ آبادی" لکھا ہے۔ کہتے ہیں "بسمل نے اپنی نعتیہ کاوشات میں معجزاتِ نبوی ﷺ کو بڑی چابکدستی سے نظم کیا ہے اور مضامینِ نعت میں قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے کافی فیض اٹھایا ہے۔ کہیں کہیں پر شاعر کا وفورِ شوق اور اس کا والہانہ انداز قاری و سامع کے لئے روحانی غذا کا کام کرتا ہے۔ آیت کریمہ "وانشق القمر" (۳) اور حدیثِ قدسی "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" (۴) کے استعمال نے کلام میں برجستگی پیدا کر دی ہے۔ تبرکاً" چار اشعار ملاحظہ فرمائیں:

فرشتے بھی، بشر بھی، دونوں ان پر فخر کرتے ہیں
زمیں سے عرشِ اعظم تک رسائی ہے محمد ﷺ کی

جو یہ پیدا نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی بھی پیدا
خدا کی شان ہے گویا خدائی ہے محمد ﷺ کی

ہوئے اک چاند کے دو ٹکڑے اُنگلی کے اشارے سے
منوّر کتنی یہ معجز نمائی ہے محمد ﷺ کی

ہوائے شوق اُڑا کر جلد پہنچا دے مدینے میں
بڑی تکلیف دہ مجھ کو جدائی ہے محمد ﷺ کی (۵)

"الرشید" کے نعت نمبر ۱۴۲۱ھ میں اس نعت کے سات اشعار دیئے گئے ہیں۔ باقی تین اشعار یہ ہیں:

درِ اقدس پہ حسرت کھینچ لائی ہے محمد ﷺ کی
کہ مشہورِ جہاں حاجت روائی ہے محمد ﷺ کی

اُٹھائے حشر بھی مجھ کو تو اب میں اٹھ نہیں سکتا
بڑی مشکل سے ڈیوڑھی ہاتھ آئی ہے محمد ﷺ کی

یہی مصرع پڑھے گا بسمل عاصی قیامت میں
دُہائی ہے محمدؐ کی، دُہائی ہے محمد ﷺ کی (۶)

حواشی

(۱) طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۸

(۲) نورِ سخن۔ ص ۵۲، ۵۳

(۳) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری کی کتاب میں آیۂ کریمہ کے الفاظ میں "ن" کے بجائے "ل" لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے (القمر۔ ۵۴:۱)

(۴) ڈاکٹر صاحب نے حدیثِ لولاک مفتی عنایت احمد کی کتاب "منتخب الانتخاب اہم تاریخی "الکلام المبین فی آیتِ رحمتہؐ للعالمین" کے حوالے سے نقل کی ہے۔۔۔۔۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ الفاظ کسی حدیث سے ثابت نہیں البتہ اس مفہوم کی اور احادیث ضرور ملتی ہیں۔

(۵) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۶۹، ۲۷۰

(۶) الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۲۱ھ۔ ص ۱۳۵۷ (جلد دوم)

بسمؔ حیرتی، خزاں چند

"نورِ سخن" میں ان کے دو نعتیہ اشعار ملتے ہیں:

ہر دل کے ہیں ارمان رسولِ عربی ﷺ
ہر جان کے ہیں جان رسولِ عربی ﷺ

مجھ بندہ و بیکس کے بھی اے کاش بسمؔ
ہو جائیں نگہبان رسولِ عربی ﷺ

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۷

بھگوانؔ، رانا بھگوان داس

۲۹ دسمبر ۱۹۴۲ کو نصیر آباد لاڑکانہ (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ رانا جیال کے بڑے بیٹے اور مشہور صوفی مشرب طبیب رانا پوہو رام کے پوتے ہیں جو ملتان کی سرزمین سے منتقل ہو کر سندھ میں آ بسے تھے۔ سلسلۂ نسب، مہاراجا پرتھوی راج سے ملتا ہے، اسی لئے پرتھیانی راجپوت کہلاتے ہیں۔ ایم اے معارفِ اسلامیہ اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کرنے کے بعد صوبائی ملازمتوں میں عدلیہ کے لئے منتخب ہوئے۔ حیدر آباد

دکن کے ایک صاحبِ علم حضرت قادر علی نے علمی و ادبی آبیاری کی اور عنوری میں رئیس امروہوی سے فیض حاصل کیا۔

پروفیسر سیّد معراج نیّر نے اپنے مضمون میں لکھا ہے، وہ ایک ہندو، ہمارے وطن کا فرزند اور ہمارے رسول ﷺ کا عاشق ہے اور اس نے اپنے عشقِ رسول ﷺ میں ہر وہ صعوبت برداشت کی جو عاشق کی قسمت میں ہوتی ہے۔ برادری نے حُقہ پانی بند کیا، احباب نے نشستیں چھوڑ دیں، اپنوں نے ملنا ترک کیا، وظائف بند ہوئے، مخالفتوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن اس نے میلادُ النبی ﷺ کو جلسۂ عام میں اعلان کیا:

"بلاشبہ میں ہندو راجپوت ہوں لیکن خدا کو وحدہٗ لا شریک اور حضور محمدِ عربی ﷺ کو سیّدُ المرسلین اور خاتم النبیین مانتا ہوں" ---- ایک بار انہوں نے کہا کہ میں سنسکرت میں بھگوان داس ہوں، عربی میں عبداللہ" (۱)۔

فانی مراد آبادی نے لکھا ہے کہ ۱۹۳۳ میں ان کی عمر ۲۳ برس تھی۔ اس وقت بی اے، منشی فاضل، ادیب فاضل تھے اور موروثی زمینداری پیشہ تھا۔ اس وقت تک مقالاتِ رانا بھگوانؔ، تاریخِ تعمیرِ کعبہ، سوانحِ سرمد شہید، حیاتِ خسرو، نظم و نسقِ مغلیہ اور داستانِ سندھی زبان چھپ چکی تھیں (۲)۔

۵- اپریل ۱۹۷۷ کے ہفت روزہ "پاک جمہوریت" لاہور میں ان کی ایک نعت چھپی تو اس کے ساتھ تحریر تھا کہ "آپ دادو میں ایڈیشنل جج ہیں"۔ (۲- الف)

بھگوان داس کہتے ہیں:

سُوئے ارضِ محبوب ﷺ جاؤں گا یارو
میں تقدیر اپنی بناؤں گا یارو
کوئی مجھ کو روکے، مِری جان لے لے
میں جاؤں گا، جاؤں گا، جاؤں گا یارو (۳)

انہوں نے اردو اور فارسی میں بہت سی نعتیں کہی ہیں۔ دستیاب نعتوں کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں:

نبیِ مکرم شہنشاہِ عالی ﷺ
پہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی
خدا کا جو نائب ہُوا ہے یہ انساں
یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خصالی
نگاہِ کرم ہو نواسوںؓ کا صدقہ
ترے در پہ آیا ہوں بن کے سوالی (۴)

عرشِ حق کی طرف جب چلے مجتبیٰ ﷺ
جلوہ آرا تھا ہر سمت نورِ خدا
کہکشاں سے بنا اک نیا راستہ
فرشِ خاکی سے تا سدرۃُ المنتہیٰ (۵)

محمد مصطفیٰ ﷺ ہو، زینتِ کون و مکاں تم ہو
بصد جان و دلم قرباں کہ میری جانِ جاں تم ہو
کہاں انساں، کہاں بھگوانؔ کہ سب ہے جلوۂ جاناں
یہ سب پردے تمہارے ہیں، اسی میں ضَوفشاں تم ہو

السّلام اے رازدارِ ربِّ اکبر السلام
السّلام اے مالکِ تسنیم و کوثر السّلام

بھگوانؔ جمالِ ذات اس کا آئینۂ حُسنِ وحدت ہے
ہے اپنا وظیفہ اے بھگوانؔ سبحان اللہ سبحان اللہ

احمدِ مرسل ﷺ پیارا پیارا — جلوہ اس کا نیارا نیارا
عرشِ بریں کا روشن تارا — کملی والا ﷺ دل کا سہارا
نبی ہمارا، نبی ہمارا ﷺ (۶)

سیّد معراج نیّر نے ان کی دو میلادیہ نعتوں کے کچھ اشعار بھی مضمون میں نقل کئے ہیں:

حق کے جلوے ہر طرف چھانے لگے، چھانے لگے
سرورِ عالم ﷺ جہاں میں جلوہ دکھلانے لگے

وہ ربیع الاول و دوشنبہ و وقتِ سحر
مرحبا اَھْلاً وَ سَھْلاً حضرتِ خیر البشر ﷺ
آدمؑ و نوحؑ و خلیل اللہؑ کا دلبر آ گیا
یونسؑ و اسحاقؑ کا، یحییٰؑ کا رہبر آ گیا
یوسفؑ و یعقوبؑ بھی نازاں ہیں، اسماعیلؑ بھی
عیسیٰؑ و موسیٰؑ ہیں، سب کا پیمبر ﷺ آ گیا (۷)

رانا بھگوان داس بھگوانؔ کی بہت سی فارسی نعتیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً

السلام اے شمعِ انوارِ جہاں
السلام آئینہ دارِ حُسنِ نکاں
السلام اے محسنِ نوعِ بشر
السلام اے نکتہ رسِ محسنِ جہاں (۸)
محسنِ انسانیت ختمِ رسالت السلام
قاطعِ رہبانیت، شاہِ ہدایت السلام
نازِ رحماں، سرِّ بھگوانؔ، سرورِ ہر دو جہاں
رہبرِ دنیا و دیں، میرِ قیادت السلام (۹)

السلام اے شاہِ خوباں السلام
نازشِ و رشکِ حسیناں السلام
روئے تو آئینۂ اسرارِ حق
رازدارِ سرِّ یزداں السلام
محرمِ اسرارِ تخلیقِ جہاں
اے رہنمائے بزمِ امکاں السلام (۱۰)
نازشِ تخلیق، وجہِ نازِ یزداں السلام
زینتِ بزمِ دو عالم، روحِ دوراں السلام
السلام اے جانِ عالم، جانِ جاناں، جانِ جاں

السلام اے نورِ اعظم، روحِ بھگوانؔ السلام (۱۱)
مالکِ عرشِ عظیم و صاحبِ خُلدِ بریں
رحمۃٌ للعالمیں ﷺ محبوبِ ربُّ العالمیں
یا حبیبُ المرسلین و یا نبی الآخریں ﷺ
یا رسول المسلمین المومنین العاشقیں
السلامُ والسلام اے سرورِ دنیا و دیں (۱۲)
توئی جانِ دو عالم، نورِ یزداں یا رسولَ اللہ ﷺ
توئی سرِّ وجودِ بزمِ امکاں یا رسولَ اللہ ﷺ
توئی نازِ جہانی، نازشِ آیاتِ قرآنی
متاعِ فخرِ آدم، نازِ دوراں یا رسولَ اللہ ﷺ (۱۳)
خوشا بختے دو عالم را کہ ختمِ مُرسلاں آمد
حبیبِ کبریا آمد، رسولِ دو جہاں ﷺ آمد
سرورِ جانِ بھگوانؔ است نعتِ خواجۂ عالم ﷺ
جمالِ دوسرا آمد، جمیلِ قُدسیاں آمد (۱۴)
شہنشاہِ دو عالم ﷺ سیّدِ کُلِ انبیا ہستی
بہ ایں دُنیائے امکاں مظہرِ نورِ خدا ہستی
توئی محبوبِ بھگوانؔ و بعالم سرِّ یزدانی
بہ بزمِ عاشقانہ موردِ صلِّ علیٰ ہستی (۱۵)
کلامُ اللہ مدّاح است و محبوبِ خدا ﷺ باشی
محمد مصطفیٰ ﷺ و منزلِ صلِّ علیٰ باشی
عجم نازاں بہ ذاتِ تو، عرب نازاں بہ شانِ تو
امینِ رازِ توحید و حبیبِ کبریا ﷺ باشی (۱۶)
مقصدِ عرفاں شاہِ دو عالم صلی اللہُ علیہ وسلم
ارفع و اعلیٰ خُلقِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم

کعبۂ عرفاں' نورِ دل و جاں' سیّدِ ذی شاں' راحتِ بھگواں
ذاتِ مقدّس زینتِ عالم صلّی اللہُ علیہِ وسلم

رونقِ کعبہ زینتِ منبر اللہُ اکبر' اللہُ اکبر
سرورِ عالم ہادیٔ اکبر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
ہادیٔ اعظم محسنِ اعظم' شاہِ رسولاں خواجۂ بھگواں
ذاتِ مقدّس طیّب و اطہر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

بھگواں ثنا اس کی نہیں حدِّ بشر میں
بھگواں ہے مدّاح و ثنا خوانِ محمد ﷺ

اے کہ ترا وجود ہے شانِ شہودِ کُن فکاں
اے کہ ترا جمالِ حق لُطفِ خدائے دو جہاں

ذکرِ محمد ﷺ کی خاطر ہے
سانس کا میری آنا جانا
آپ ﷺ کے منکر کو بھگواں نے
انساں نہ سمجھا' انساں نہ جانا (۱۷)

حواشی

(۱) محفل (ماہنامہ) لاہور۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ مارچ ۱۹۸۱۔ ص ۲۱۹ (مضمون "ایک ہندو عاشق رسول ﷺ ۔۔۔ رانا بھگوان داس بھگواں" از پروفیسر سید معراج نیّر)
(۲) قانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۱
(۲۔ الف) پاک جمہوریت (ہفت روزہ) لاہور۔ ۵۔ اپریل ۱۹۷۷۔ ص ۲
(۳) محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۸
(۴) شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ اشاعتِ اول مارچ ۱۹۷۵۔ صفحۂ آخر (۳۹۰) / الہام (ہفت روزہ) بہاولپور۔ نعت نمبر۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۲۔ ص ۱۲۱ (مضمون "حضور ﷺ کی بارگاہ میں غیر مسلم شعرا کا نذرانۂ عقیدت" از اسد نظامی) / نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۵۵ / طفل فتحپوری' سید افضال حسین نقوی۔ اردو نعت : تاریخ و ارتقا۔ مطبوعہ کراچی۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۸۹۔ ص ۱۵۲ (نو اشعار کی نعت کے صرف دو شعر دیے ہیں) / محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۹ (سید معراج نیّر نے اپنے مضمون میں اس نعت کا ایک شعر نقل کیا ہے)

(۵) گیارہ اشعار کی یہ معراجیہ نعت قانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں ہے۔ ص ۵۱ / شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۲ (خالد بزمی کے مضمون میں پانچ اشعار ہیں) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۸۱ (پوری نعت) / راجا رشید محمود (مرتب و مقدمہ نگار) نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۳۳۸ (پوری نعت)
(۶) محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۸' ۲۱۷' ۲۱۸' ۲۱۹
(۷) ایضاً۔ ص ۲۱۹
(۸) طلحہ رضوی برقؔ' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی' آرہ' بہار (انڈیا)۔ بار اول ۱۹۷۴۔ ص ۸۵ (چار اشعار دیے ہیں) سیرتِ پاک ("ماہِ نو" کراچی کی خصوصی اشاعتوں کا انتخاب) ۱۹۹۶ (۹۔ اشعار) / آزاد فتحپوری' ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالیؔ سے حال تک)۔ ص ۳۹۸ (سات اشعار) / محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۷ (دو اشعار) / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۳۱۱ھ۔ ص ۱۳۵۶ (نو اشعار)
(۹) محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۷
(۱۰) قانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۶ / آستانہ (دہلی) ستمبر ۱۹۶۰۔ ص ۴۵
(۱۱) محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۷
(۱۲) ممتاز حسن (مرتب) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۵۔ ص ۱۰۵' ۱۰۶ (پانچ بند) / طلحہ رضوی برقؔ' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۵ (دو بند) / سلسبیل (ماہنامہ) لاہور۔ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ نمبر۔ ص ۳۲۲ (تین بند) / راجا رشید محمود (مرتب)۔ نعت کائنات۔ ص ۷۰ (تین بند) / اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۸ (تین بند) آخری بند کے تیسرے مصرع میں "یا" کا لفظ رہ جانے سے مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔
(۱۳) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ مطبوعہ گوجرانوالہ۔ ص ۳۱ (آٹھ اشعار) / ر۔ ق قصوری' محمد منشا۔ انشیٰ یا رسولَ اللہ ﷺ۔ مطبوعہ لاہور۔ بار دوم۔ جنوری ۱۹۸۰۔ ص ۳۵ (آٹھ اشعار) / پاک جمہوریت (ہفت روزہ) لاہور۔ ۵۔ اپریل ۱۹۷۷۔ ص ۲ (سات اشعار)
(۱۴) آئینہ (ماہنامہ) لاہور۔ سیرت نمبر۔ اگست ۱۹۷۳۔ ص ۵۴ (سات اشعار) / محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۹ (دو اشعار)
(۱۵) پاک جمہوریت (ہفت روزہ) لاہور۔ ۵ تا ۱۱ جولائی ۱۹۷۵۔ ص ۲ (دس اشعار) / ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۳ (چھ اشعار)
(۱۶) قانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۰۳ (سات اشعار) / محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۸ (تین اشعار)
(۱۷) محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ص ۲۱۸' ۲۱۹ (مضمون از سید معراج نیّر)

بیدل رامپوری

نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار پائے جاتے ہیں۔ بیدل رامپوری کا اصل نام معلوم نہیں، لیکن نور احمد میرٹھی نے اس یقین کے ساتھ ہی اسے کتاب میں شامل کیا ہوگا کہ یہ غیر مسلم ہیں۔

نعت کے چار اشعار یہ ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی عظمت نہیں دل میں اگر تیرے
یہ تیرا دعویٰ ایماں کبھی مانا نہ جائے گا

اگر طوقِ غلامی تیری گردن میں نہیں ان کا
سمجھ لینا، بھرے محشر میں پہچانا نہ جائے گا

دہل جاتے ہیں دل نامِ علیؓ نامِ عمرؓ سن کر
غلاموں کے نبی ﷺ کا رُعبِ شاہانہ نہ جائے گا

جو کرنا ہے، وہ کر لے، زندگی میں آج اے بیدل
کوئی حیلہ بہانہ حشر میں مانا نہ جائے گا

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۴۰

بیر، پنڈت مہابیر

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

مجھ کو دیدار محمد ﷺ کا جو حاصل ہوتا
پھر جہاں میں نہ کوئی میرے مقابل ہوتا

حوریں خدمت کو نہ ملتیں تو نہ جنت ملتی
میں جو حضرتؐ کی رسالت کا نہ قائل ہوتا

گر مجھے روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
جیتے جی روضۂ فردوس میں داخل ہوتا

خواب ہی میں کبھی شکل اپنی دکھائی ہوتی
یا نبی ﷺ! آپؐ کا دیدار تو حاصل ہوتا

سامنے حق کے قیامت میں نہ عزت ہوتی
بیر اگر اُمتِ احمد ﷺ میں نہ داخل ہوتا

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۳۲۹

بیرنگ

مجلہ "اوج" کے نعت نمبر میں "مدح خواں تیرے اغیار بھی ہیں" کے عنوان سے جن غیر مسلم شعرا کا نعتیہ کلام جمع کیا گیا ہے، ان میں سید غلام بھیک نیرنگ کو "غلام بھیک بیرنگ" لکھ کر شامل کر دیا ہے اور ان کے تین شعر دیے ہیں (۱)۔

اس سے کچھ کم حرکت پروفیسر سید یونس شاہ کی کتاب "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" میں ہوئی تھی کہ اس کی جلد دوم کا باب ششم "شریف غیر مسلم دربارِ رسول ﷺ میں" کے عنوان سے پیش کیا گیا جس کی فہرست میں مہندر سنگھ بیدی سحر، منشی (شیشسور) پرشاد منور لکھنوی، ستیہ پال اختر رضوانی، مہرلال سونی ضیا فتح آبادی، پنڈت عرش ملسیانی، ہری چند اختر، لالہ امرچند قیس، پیارے لال رونق دہلوی اور بہزاد لکھنوی کا ذکر ہے۔ ساتھ میں صفحہ نمبر ۳۳۶ تا ۳۹۱ بھی تحریر ہے۔ البتہ ان کے حق میں یہ بات جاتی ہے کہ متن میں ۳۸۴ تک غیر مسلموں کا ذکر کر کے انہوں نے اسی صفحے سے بہزاد کا ذکر شروع کیا ہے تو متن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہزاد کو خدانخواستہ غیر مسلم نہیں سمجھتے، مسلمان ہی جانتے ہیں (۲) جبکہ "غلام بھیک بیرنگ" کے سلسلے میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

حواشی

(۱) "اوج" (مجلہ گورنمنٹ کالج، شاہدرہ، لاہور)۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۴۰۲ (ایڈیٹر: ڈاکٹر آفتاب

احمد نقوی)

(۲) یونس شاہ، پروفیسر سید- تذکرہ نعت گویان اردو- مطبوعہ لاہور- ص ح، ۳۸۸۔

بیکل امرتسری، بابو برج گوپی ناتھ

عبدالمجید خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتاب میں بیکل امرتسری کے ایک نعتیہ مسدس کے چار بند شامل ہیں (۱)

یا خدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللساں
چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرزِ بیاں
اے زبانِ کلک اب آتا ہے وقتِ امتحاں
آج دکھلانے کو ہے جوہر مری طبع رواں
آج لب پر ذکرِ محبوبِ خدا ﷺ آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بختِ رسا آنے کو ہے

اے رسولِ پاک ﷺ! اے پیغمبرِ عالی وقار
چشمِ باطن بیں نے دیکھی تجھ میں شانِ کردگار
تیرے دم سے گُل نظر آئے رہِ عرفاں کے خار
خوبیوں کا ہو تری کیونکر بھلا ہم سے شمار
نور سے تیرے اندھیرے میں درفشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو گفتار کی پانی ہوئی

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سُو چھائی ہوئی
ہر طرف مخلوقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مُرجھائی ہوئی
لہلہا اٹھی، تری جب جلوہ آرائی ہوئی
تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر

کیوں نہ ہم بھی اِس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا راہنما جانیں تجھے
دیکھنے کو دے خدا آنکھیں تو پہچانیں تجھے
حق کی ہے بیکل صدا، شمس الضحیٰ مانیں تجھے
گو مسلمانوں کا اک پیغمبرِ اعظم ہے تو
اپنی آنکھوں میں بھی اک اوتار سے کب کم ہے تو

قانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب کی کتابت کے بارے میں، حقیقت یہ ہے کہ کاتب کو جو کچھ دیا گیا، اس نے جس طرح چاہا، لکھ دیا اور بعض صورتوں میں نامکمل بھی رہنے دیا تو کسی نے چیک نہیں کیا۔ یہ صورتِ حال بہت سی نعتوں میں پائی جاتی ہے۔ زیرِ نظر نعتیہ مسدس کا بھی یہی حال ہے۔ اس مسدس کو کاتب نے مثنوی کی صورت میں لکھ دیا ہے اور پہلے دو بندوں کے چھ چھ مصرعے تو مکمل لکھے ہیں، تیسرے بند کے پہلے چار مصرعے لکھ دیے ہیں، باقی دو مصرعے کتابت ہی نہیں کیے۔ اس طرح طائرانہ نظر سے دیکھنے پر یہ مثنوی کے آٹھ اشعار نظر آتے ہیں (۲)۔

پروفیسر خالد بزمی اور نُور احمد میرٹھی نے اس پر غور نہیں کیا، اسے مثنوی سمجھے ہیں اور مثنوی کی صورت میں چھ اور پانچ اشعار نقل کرلئے ہیں۔

خالد بزمی نے مسدس کے پہلے بند کے آخری دو مصرعے، تیسرے بند کے چھ مصرعے اور چوتھے بند کے پہلے چار مصرعے جمع کرکے ایک نعت بنائی ہے (۳) اور نور احمد میرٹھی کی کتاب والی نعت یوں وجود میں آئی ہے کہ پہلے بند کے پہلے دو اور آخری دو مصرعے، پھر تیسرے بند کا تیسرا اور چوتھا مصرع، پھر چوتھے بند کے پہلے دو مصرعے اور آخر میں دوسرے بند کے آخری دو مصرعے اکٹھے کیے گئے ہیں (۴)

حواشی

(۱) خادم سوہدروی، عبدالمجید (مرتب)- ہندو شعرا کا نعتیہ کلام- ص ۳۱، ۳۲
(۲) قانی مراد آبادی (مرتب)- ہندو شعرا نعتیہ کلام- ص ۱۱۰
(۳) شام و سحر- نعت نمبر(۱)- جنوری فروری ۱۹۸۷- ص ۲۷۲
(۴) نورِ سخن- مطبوعہ کراچی- ص ۶۱

بنی نرائن

"نورِ سخن" میں ان کی ایک مثنوی کے چند اشعار (چھ) شامل کیے گئے ہیں:

کر آغازِ سخن حمدِ خدا سے
پھر اس کے بعد نعتِ مصطفیٰ ﷺ سے

خدا خالق ہے، ہم ہیں آفریدہ
نبیؐ جتنے ہیں، سب ہیں برگزیدہ

محمد ﷺ پہ ہوئی ختم رسالت
علیؑ ہے مالکِ مُلکِ ولایت

ہمیشہ یاد تو ان کو رکھا کر
انھی کا ساغرِ الفت پیا کر

الٰہی تیرے بندے جتنے ہیں خاص
جناب ان کی میں رکھتا ہوں میں اخلاص

مجھے تو اس وسیلے سے شب و روز
غموں پہ رکھ مظفر اور فیروز

بنی نرائن کون تھے۔ ان کا یہ نعتیہ کلام کہاں سے لیا گیا ہے؟ کچھ پتا نہیں۔

حاشیہ

نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۴۳

پردیسی جی برہمچاری

خادم سوہدروی نے ان کی ہندی نعت کے نو (۱) اور فانی مراد آبادی نے آٹھ اشعار اپنی مرتب کردہ کتاب (۲) میں دیے ہیں۔ خادم کی کتاب میں یہ شعر زائد ہے:

کر دیا رج تم کو ستو پر تنتر کو یک دم منتشر

من میں یہ رسیلا رجھائی سیّدِ ابرار ﷺ نے

"اوج" کے نعت نمبر میں خادم سوہدروی کی کتاب سے نو اشعار نقل کیے گئے ہیں اور کتابت کی جو غلطی خادم کی کتاب میں تھی، اسے بھی اسی طرح چھاپا گیا ہے۔ لفظ "را کشس" کو خادم نے "را کھش" لکھا تھا، یہاں بھی یہی لکھ دیا گیا ہے (۳) بلکہ لطیفہ تو یہ ہے کہ خالد بزمی ایسا پڑھا لکھا آدمی بھی یہی غلطی کر بیٹھا ہے (۴)۔ "اوج" میں تو غلطیوں کی تصحیح کا کوئی خاص اہتمام ہی نہیں کیا گیا، اس لئے اس میں تو ہندی کے ایک لفظ کو "آیت کاری" بھی کر دیا گیا ہے۔ نور احمد میرٹھی نے نسبتاً صاف اشعار منتخب کیے ہیں (۵)۔

پریم کی جسی بجائی سیّدِ ابرار ﷺ نے
پاپ کی کایا مٹائی سیّدِ ابرار ﷺ نے

شُدھ ہو کر بن گئے بالکل پوتر
وہ مدُھر جسی بجائی سیّدِ ابرار ﷺ نے

پاپ میں ڈوبے تھے جو، ان کو ڈبویا پریم میں
خوب ہی بگڑی بنائی سیّدِ ابرار ﷺ نے

ہو گیا ہر ہر میں ہر ہر، آ گیا جی دھیان میں (۶)
کچھ عجب شکتی دکھائی سیّدِ ابرار ﷺ نے

اے پیارے دھرم سے سمبندھ پردیسی کرو
ہے یہی شکشا سکھائی سیّدِ ابرار ﷺ نے

حواشی

(۱) خادم سوہدروی، عبدالمجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۳
(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۰۵
(۳) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۵۲۵
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۴۷۹
(۵) نورِ سخن۔ ص ۶۳ (پانچ اشعار)
(۶) نور احمد میرٹھی نے "آ گیا جی دھیان میں" کو "ہو گیا جی دھیان میں" کر دیا ہے۔

پرویزؔ، پرکاش ناتھ

پرکاش ناتھ پرویزؔ کی ایک نعت اور مختصر حالاتِ زندگی فانیؔ مراد آبادی کی مرتّب کردہ کتاب میں ملتے ہیں۔ ۱۹۴۳ میں ان کی عمر تیس سال تھی۔ قابلیت ایم اے۔ پیشہ سرکاری ملازمت۔ تین کتابیں شفیق زار (شاعری) جادۂ منزل (شاعری) اور یادِ ضیا چھپیں (۱)۔ خادم سوہدروی کی کتاب اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی شائع کردہ کتاب میں پرویزؔ کا کوئی نمونۂ نعت نہیں ہے۔ خالد بزمیؔ (۲) اور نور احمد میرٹھی (۳) نے فانیؔ کی کتاب والی نعت ہی کے اشعار اپنے مضمون اور کتاب میں درج کیے ہیں۔

خیال افروز ہے نام محمد ﷺ
بہت افضل ہے پیغام محمد ﷺ
ہُوا عرفانِ ہست و بُود اُس کو
سُنا جس دل نے پیغامِ محمد ﷺ
رہے گا تا ابد سرشار و بے خود
ملا جس رند کو جامِ محمد ﷺ
دل و جاں کیوں نہ ہوں مرہونِ منّت
دل و جاں پر ہے اکرامِ محمد ﷺ
محمد ﷺ روحِ انوارِ دو عالم
محمد ﷺ ہست سردارِ دو عالم

حواشی

(۱) فانیؔ مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۸۳ (سات اشعار)
(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۵ (چار اشعار)
(۳) نور احمد میرٹھی۔ نورِ سخن۔ ص ۶۵ (پانچ اشعار)

پیمؔ چند

نام اور تخلّص پیم چند، قوم کے کائستھ تھے۔ نواب نظام علی خاں آصف جاہِ ثانی (۱۱۷۵ھ سے ۱۲۱۸ھ) کے عہد کے غیر معروف شاعر تھے۔ حالاتِ زندگی پر کسی تذکرہ نویس نے روشنی نہیں ڈالی۔ ان کی ایک مثنوی کے مطالعے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دیوگڑھ کے قلعہ دار برہان شاہ کے متوسلین میں سے تھے۔ جب مثنوی (ربیع الثانی ۱۲۱۳ھ میں) مکمل ہوئی تو اس وقت یہ ناگپور میں تھے۔ یہ مثنوی شاہنامہ کا ترجمہ ہے اور اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن اور ایک سالار جنگ میوزیم میں موجود ہے (۱) اس مثنوی کی ابتدا قدیم رنگ کی مثنویوں کی طرح حمد و نعت سے ہوتی ہے۔

کندن لال کندنؔ لکھتے ہیں کہ "ایک ہندو شاعر کا حمد و نعت لکھنا حیران کُن بات نہیں۔ اس سے پہلے اور بعد میں بھی ہندو شاعر حسبِ روایت حمد و نعت لکھتے رہے ہیں"۔ (۲)۔

نمونۂ نعت دستیاب نہیں ہوا۔

حواشی

(۱) کتب خانۂ آصفیہ کے اردو مخطوطات۔ جلد اول۔ ص ۴۷۰
(۲) کندن لال کندن۔ جنوبی و شمالی ہند کی تاریخی مثنویاں (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)۔ ناشر مؤلف، نئی دہلی۔ ۱۹۹۱۔ ص ۱۰۱

تاراؔ لاہوری، تارا چند

ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی کے مقالے کے حوالے سے ڈاکٹر گوہرؔ نوشاہی نے لکھا ہے کہ تارا چند تاراؔ لاہوری علامہ اقبالؒ کے احباب میں سے تھے۔ دہلی دروازہ لاہور میں سوہن حلوہ والے کے لقب سے معروف تھے۔ ڈاکٹر اقبال انہیں اپنے دوسرے احباب کی طرف خطوں میں سلام بھیجتے (۱)۔

مؤرخِ لاہور محمد دین کلیم لکھتے ہیں کہ لالہ تارا چند تاراؔ دہلی دروازہ کے اندر سوہن حلوہ کی دکان کرتے تھے۔ ان کا مشہور مصرع اس بات کا مظہر ہے

تارا نہ ہو تو حلوائے سوہن رکھلائے کون

الٰہی بخش رفیق کے شاگرد تھے۔ "دیوانِ رفیق و تارا" اکٹھا شائع ہوا تھا۔ الٰہی بخش رفیق مولانا محمد حسین آزاد کا شاگرد تھا۔ سید نذیر نیازی لکھتے ہیں کہ تارا لاہوری نواب میرزا خاں داغ دہلوی کا شاگرد تھا۔ یہ شخص حلوہ بیچا کرتا تھا اور وہ حلوہ اس قدر لذیذ بناتا تھا کہ ترجمانِ حقیقت علامہ سر محمد اقبال بھی مع اپنے دوستوں کے، اس کے پاس حلوہ کھانے کے لئے جایا کرتے تھے اور بہت پسند فرماتے تھے۔ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ میں لاہور میں ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا (۲)۔

تارا چند تارا لاہوری بہت اچھی نعت کہتے تھے۔ ان کی دستیاب نعتوں کے چیدہ اشعار پیشِ خدمت ہیں:

نہیں تھا جز خدا کچھ پہلے اے تارا محمد ﷺ سے
ہُوا ہے انتظامِ دو جہاں سارا محمد ﷺ سے
مسیحا سے بھی جو ممکن نہ ہو گا روزِ محشر تک
ہمارے دردِ دل کا ہو گا وہ چارہ محمد ﷺ سے
ملک ہے تاب مجھ کو دیکھ کر کہتے ہیں فرقت میں
محبت کتنی رکھتا ہے یہ بے چارہ محمد ﷺ سے
خدا کرتا ہے لعنت اور فرشتے کرتے ہیں لعنت
جو کوئی دشمنی رکھتا ہے اے تارا محمد ﷺ سے (۳)

جو رکھتا دل میں اپنے نورِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہو گا
تو قندیلِ فلک کی طرح سینہ پُر ضیا ہو گا
اثر اک اک سخن میں اس کے ہو گا اسمِ اعظم کا
وظیفہ جس کا روز و شب درودِ مصطفیٰ ﷺ ہو گا
غبار اُس روضۂ اقدس کا ماتھے پر لگاؤں گا
گزر اپنا مدینہ میں اگر مثلِ صبا ہو گا

کوئی اس روضۂ اقدس کا بتلا دے اگر رستہ
بھلا ہو گا، بھلا ہو گا، بھلا ہو گا، بھلا ہو گا
مَیں مدّاحِ محمد ﷺ ہوں، مَیں مداحِ محمد ﷺ ہوں
عدُو میرا جو ہو گا، وہ عدوئے مصطفیٰ ﷺ ہو گا (۴)

ہیں جہاں میں گو بظاہر مائلِ زُنّار ہم
دل سے ہیں مفتونِ حُسنِ احمدِ مختار ﷺ ہم
لکھ رہے ہیں ہم دُرِ دندانِ احمد ﷺ کی ثنا
ڈھیر گوہر کا لگاتے ہیں سرِ بازار ہم
اس تمنّا میں درِ دیدہ سدا رہتے ہیں وا
شاہدِ مقصود کا دیکھیں کہیں دیدار ہم
گر مدینہ کی طرف جائے تو لکھ بھیجیں وہاں
دامنِ بادِ صبا پر اپنا حالِ زار ہم (۵)

خالی رہے نہ جامِ عنایت سے یہ غلام
ہے التجا عرض مالکِ کوثر ﷺ کے سامنے
یہ وصفِ مصطفیٰ ﷺ کبھی خالی نہ جائے گا
مل جائے گا صلہ مجھے داور کے سامنے
پرواز مُرغِ روح کرے میری یا خدا
جا کر نبی ﷺ کے روضۂ اطہر کے سامنے (۶)

"ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" اور "نورِ سخن" میں تارا چند تارا لاہوری کو نمائندگی نہیں دی گئی۔

حواشی

(۱) گوہر نوشاہی، ڈاکٹر۔ لاہور میں اردو شاعری کی روایت۔ مکتبۂ عالیہ، لاہور۔ بار اول ۱۹۹۱ء۔ ص ۵۴ (بحوالہ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، ۱۹۵۴ / امروز (روزنامہ) لاہور۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۵۴)

(۲) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۴ تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲ء۔ ص ۲۹، ۳۰ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا" از محمد دین کلیم)

(۳) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۰۳ (۹ ۔ اشعار) مقطع میں "دشمنی" کے بجائے دشمن لکھا ہوا ہے' جس سے شعر بے وزن بھی ہو گیا ہے' بے معنیٰ بھی / خادم سوہدروی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۹ (۹ ۔ اشعار) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۶۷ (دو اشعار نقل کئے گئے ہیں)

(۴) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۳۳ (گیارہ اشعار) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اپریل ۱۹۹۰ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ سوم۔ ص ۹۰ (گیارہ اشعار) / خادم سوہدروی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۹ (بارہ اشعار۔ ایک شعر کا اضافہ ہے جو نعت میں نہیں' حضرت علیؓ کی منقبت میں ہے)

(۵) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۳ (سات اشعار) / شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۶۹ (چار اشعار) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ ص ۶۷ (چار اشعار) / خادم سوہدروی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۸ (آٹھ اشعار۔ ایک شعر کا اضافہ ہے جو نعت میں نہیں' حضرت علیؓ کی منقبت میں ہے)

(۶) خادم سوہدروی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۸' ۳۹ (سات اشعار) / فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۸ (سات اشعار۔ مطلع نہیں ہے) / شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۶۹ (دو اشعار) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ ص ۶۷ (دو اشعار)

تُفتہ' ہرگوپال

منشی ہرگوپال تفتہ سکندر آبادی' غالبؔ کے شاگرد تھے۔ ۱۲۱۴ھ / ۱۸۰۰ - ۱۷۹۹ء میں پیدا ہوئے' وفات ۲ ستمبر ۱۸۷۹ء / ۱۵ رمضان ۱۲۹۶ھ کو ہوئی۔ نادر نے انھیں صاحبِ دواوین و مثنویات و قصائد لکھا ہے اور نصراللہ خاں خویشگی نے اردو اور فارسی' دونوں زبانوں میں نکات موزوں کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن مالک رام کا قول ہے کہ انھوں نے ساری عمر فارسی میں بسر کردی اور اردو میں صرف ایک قطعے کا پتا چلتا ہے (۱)۔

فانی مراد آبادی کی کتاب میں ان کا ایک فارسی نعتیہ شعر درج ہے

چوں سرِ محشر زِ محشر عرصہ برخود تنگ دید
تفتہ گریاں آمد و دامانِ پیغمبر ﷺ گرفت (۲)

حواشی

(۱) علی جواد زیدی۔ قصیدہ نگارانِ اُتّر پردیش۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۳۰' ۱۳۱

(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ص ۶۷ / فانی کی کتاب۔ ص ۲۳

تُلسی داس

نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب میں تلسی داس کی ایک نعت کا بھاکا زبان میں ترجمہ چھپا ہے۔ یہ ترجمہ بیاس جی نے کیا ہے' اس لئے مرتب نے اس نعت کو بیاس جی کے نام سے شائع کیا ہے۔ ہم اسے تلسی داس کے نام سے نقل کر رہے ہیں۔ ساتھ میں اردو ترجمہ بھی ہے (۱)۔

یہاں نہ میں کچھ بات راکھوں	یہاں میں آپ کی طرفداری میں کچھ نہ کہوں گا
وید پرانت ست مت بھاکوں	جو وید اور پرنت میں لکھا ہے وہ سچ کہوں گا
پرکھ کس دس سندرم ہوئی	برس دس ہزار تک رسالت تمام ہوگی
تہ کے بعد نہ پائے کوئی	بعد کو یہ مرتبہ کوئی پا نہیں سکتا (ختم رسالت)
دیس عرب میں بھرکتا سائی	عرب دیس میں ایک خوشنما ستارا ہوگا
سوتھل بھرم گت سنو کھک رائی	اور اچھی شان کی زمین ہوگی
سبھو ست ناکر ہوئی	انوکھی باتیں (معجزے) اس سے ظاہر ہوں گی
سندرم اوپدیش تہ سوئی	اللہ کا دوست قاسم کہلائے گا
ست بکرم کی دو چھنگا	ست بکرما جیت کی سمندروں کی تعداد کے مطابق
مہا کوک تس تس چت پر ننگا	(ساتویں صدی میں پیدا ہوگا) کیونکہ سمندر سات ہیں

راج پنت ھنو پربت دکھاوے	یعنی بادشاہی قاعدہ سے خوف دکھا کر خلق و محبت ظاہر کرے گا
اپنی مت سب کو سمجھاوے	محبت ظاہر کرے گا اور اپنا مذہب سب کو سمجھاوے گا
چترم سندرم مت چاری	اس کے چار خلیفہ ہوں گے
نگی بنس ہوئی ھنو بھاری	اس سے بہت بھاری نسل ہوگی
تب لگ جو سندرم چہہ کوئی	اس دین کے رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچتا ہے
بناء محمد ﷺ پار نہ ہوئی	بغیر ذریعۂ محمد ﷺ کے پار نہ ہوگا
تب ہووے سنگ لنگ اوتارا	تک ہووے گا ایک مرد کامل
مہدی کہیں سکل سنسارا	اس کو سب جہان والے مہدی (امام) کہیں گے
پھر سندرم سا نہیں ہوئی	پھر ان کے بعد سندرم (ولایت) نہیں ہو گی
تلسی بچن ست مت گوئی	تلسی داس یہ بات سچی کہتا ہے

"نورِ سخن" میں تلسی داس کا ایک اور شعر بھی دیا گیا ہے:

کاشی پربت یادھن تیرتھ سبھی تمام
بیکنٹھ باس نپائی بنا محمد ﷺ نام (۲)

حواشی

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۸، ۵۹
(۲) ایضاً۔ ص ۶۹

تمنا، کاشی رام سہائے

لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام منشی پورن چند تھا۔ کاشی رام کے دادا

ایشری پرشاد بھی شاعر تھے جن کا تخلص سعادت تھا۔ تمنا کی ایک تاریخی مثنوی "یادگارِ بھوپال" نومبر ۱۸۷۷ / ۱۲۹۴ھ میں تصنیف ہوئی۔ یہ مختصر مثنوی صرف چودہ صفحات پر مشتمل ہے۔ تمنا نے یہ مثنوی ۱۸۷۷ء میں عید کے دن نواب شاہجہان بیگم والیٔ بھوپال کی خدمت میں پیش کی۔ کندن لال کندن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مثنوی کی ابتدا حمد و نعت سے ہوتی ہے (۱)۔

کندن لال کندن نے حمد یا نعت کا کوئی شعر کتاب میں درج نہیں کیا، لیکن یہ ان کا موضوع بھی نہیں تھا۔ اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔ "ایک ہندو شاعر کا حمد و نعت لکھنا حیران کن نہیں، ہندو شاعر حسبِ روایت حمد و نعت لکھتے رہے ہیں" (۲)۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ روایت یہی رہی ہے کہ مثنوی کا اصل موضوع شروع کرنے سے پہلے حمد اور نعت کے اشعار لکھے جائیں، اس لئے ہندو بھی اس روایت کو نبھاتے رہے ہیں۔ راقم السطور کے علم میں نہیں کہ کسی مسلمان شاعر نے کسی ایسی ہندوانہ رسم کو نبھانے کی کوشش کی ہو۔ بہرحال واقعہ یہ ہے کہ کاشی رام سہائے تمنا نے نعت کے اور حمد کے اشعار کہے۔

حواشی

(۱) کندن لال کندن۔ جنوبی و شمالی ہند کی تاریخی مثنویاں (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)۔ ناشر مؤلف۔ نئی دہلی۔ ۱۹۹۰۔ ص ۲۲۲
(۲) ایضاً۔ ص ۱۰۱

تمیز لکھنوی، گنگا سہائے

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار درج کئے گئے ہیں۔

ہر دم تصورِ شہِ والا جناب ﷺ ہو
لب پر ہمیشہ ذکرِ رسالت مآب ﷺ ہو
ثانی تمہارا دونوں جہاں میں نہیں کوئی
یا رب حصول عشقِ رسالت مآب ﷺ ہو

فضل و کرم سے آپ کے یا شاہِ دوسرا ﷺ
مضمونِ نعت عمدہ ہو اور لاجواب ہو

مطلع غزل کا مطلعِ انوارِ حق ہے
ہر بیت اس کی بہترِ خدا کا جواب ہو

حامی ہو جس کا روزِ ازل سے حبیبِ حق ﷺ
کیا خوف پھر تیرے اسے روزِ حساب ہو

نور احمد میرٹھی نے کہیں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے کوئی نعت کہاں سے لی ہے۔

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ٧٥

جذب' پنڈت راگھوندر راؤ

فانی مراد آبادی نے ان کے چھ اشعار (١) اور خادم سوہدروی نے سات اشعار (٢) درج کئے ہیں۔ دونوں نے ان کے نام کے ساتھ لکھا ہے "وکیل رائچور (دکن)"۔ خالد بزمی نے پانچ اشعار نقل کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "ان کی نعتیہ شاعری مشق و مہارت کی آئینہ دار ہے" (٣) میں نے ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول) میں اس نعت کے چار اشعار شامل کئے تھے (٤)۔ یہی چار اشعار نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں نقل کئے (٥)

نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

لکھتا ہوں ثنائے رُخِ نیکوئے محمد ﷺ
ہے رُو کش خورشیدِ فلک رُوئے محمد ﷺ

اوصاف محمد ﷺ کے ہوں ظاہر' نہیں ممکن
ہے غیرتِ خورشیدِ فلک رُوئے محمد ﷺ

کے سے' مدینے سے ہی پہنچی سرِ افلاک (٦)
بُوئے گلِ رخسارہ و گیسوئے محمد ﷺ

حورانِ جناں سب ہوئیں قرباں شبِ معراج
دیکھا جو نہالِ قدِ دلجوئے محمد ﷺ

اس جذبِ دلِ افگار کو رویا میں کسی شب
یا رب تو دکھا دے رُخِ نیکوئے محمد ﷺ

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے ایک مصرع "معراج میں سب حوریں انہیں دیکھ رہی تھیں" کو "انھیں دیکھتی تھیں" لکھ کر بے وزن کر دیا ہے (٦ - الف)

خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں جو ایک شعر زائد ہے' اس کے پہلے مصرعے میں "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" استعمال کیا گیا ہے جس سے وزن میں گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اسی لئے فانی نے یہ شعر درج نہیں کیا۔ خادم سوہدروی نے اس لئے اسے درج کرنا ضروری سمجھا ہے کہ انہوں نے تمہیدی کلمات میں لکھا تھا۔ "لولاک لما خلقت الافلاک" والی حدیث جو یقینا" صحیح نہیں ہے' اس قدر زبان زد ہو چکی ہے کہ اب اس کا انکار بھی عوام کو ناگوار گزرتا ہے (٧) اس سلسلے میں کسی بحث کی یہاں گنجائش نہیں اور یہ بات بھی کہیں لکھی جا چکی ہے کہ یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں ملتے' البتہ اس میں شک نہیں کہ اس موضوع و مفہوم کی احادیث ملتی ہیں۔ بہرحال' ایک موقف نیک نصر اللہ خاں عزیز نے اختیار کیا ہے' اور وہ چونکہ شعر میں ہے' اس لئے اسے نقل کرنے کی گنجائش موجود ہے:

کہتے ہیں کہ تو صاحبِ لَوْلَاکَ لَمَا ہے
یہ عالمِ کُن تیرے لئے پیدا ہوا ہے

اور یہ بھی تو کہتے ہیں کہ یہ قول ہے وضعی
مقطوع سند اس کی ہے پیشِ علما ہے

لیکن مجھے کچھ بحث روایت سے نہیں ہے
میں کہتا ہوں' یہ قول حقیقت ہے' بجا ہے

اربابِ نظر سے کوئی پوچھے تو بتائیں
ہر حُسن یہاں صاحبِ لولاک' لما ہے

اللہ نے بنا کر تجھے اک پیکرِ خوبی
جو حُسن بچا تجھ سے، وہ دنیا کو دیا ہے

بادل نے لیا تیری سخاوت سے برسنا
گیسو کو ترے سونگھ کے مسرور صبا ہے

دریا کی روانی میں ترا ذوقِ عبادت
اور بحر کی وسعت میں ترا لطف و عطا ہے

ہر خون کے قطرے میں ترا شوقِ شہادت
ہر تیغ کی لرزش میں ترا جوشِ غزا ہے

بلبل کے ترانوں میں ترا سوزِ تلاوت
کوئل کی صداؤں میں ترا درد بھرا ہے

القصّہ زمانے میں نظر آتا ہے جو حُسن
وہ تیری ہی اک شان ہے، تیری ہی ادا ہے

جب عشق کے نزدیک یہی حق ہے تو پیارے
حق یہ ہے کہ تو صاحبِ لَولاکَ لَمَا ہے

اے شافعِ حشر ﷺ! اس کو فراموش نہ کرنا
بے مایہ ہے لیکن یہ عزیزؔ آپ ہی کا ہے (۸)

پروفیسر شفقت رضوی نے اپنے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے اثرات" میں جذب کی ایک حمدیہ رباعی دی ہے:

کر صدق و خلوص سے خدا کو سجدہ
ہے شرک ہوس کو، ہوا کو سجدہ
جذبؔ اس سے زمین کو زلزلہ آتا ہے
کرتا ہے زمیں پہ جو ریا کو سجدہ (۹)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۳۲
(۲) خادم سوہدروی، عبدالمجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۷، ۴۸

(۳) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۵
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول)۔ ص ۷۶
(۵) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۴۲
(۶) "سے ہی" کی جگہ ماہنامہ "نعت" میں "سے ہے" چھپا۔ "نورِ سخن" میں بھی "سے ہے" ہی ہے۔
(۶۔ الف) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالیؔ سے حال تک)۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۲۵۷۔ آزاد فتحپوری نے پتا نہیں کیوں، جذب کے بعد "نظامی" کا اضافہ کر دیا ہے۔
(۷) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۳
(۸) نظام المشائخ (ماہنامہ) دہلی۔ ستمبر ۱۹۳۱ء۔ ص ۸۴، ۸۵ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ ستمبر ۱۹۸۸ء (جلد ۱۔ شمارہ ۹)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف "حصہ اول"۔ ص ۳۲
(۹) اردو (سہ ماہی) کراچی۔ انجمن ترقی اردو، کراچی کا مجلہ۔ جولائی تا ستمبر۔ ص ۴۳

جست سیرامپوری، بولائی جست

نور احمد میرٹھی نے ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار "نورِ سخن" میں شامل کیے ہیں۔ انہوں نے یہ نعت کہاں دیکھی اور وہاں سے نقل کی ہے، اس کا کوئی حوالہ سامنے نہیں ہے۔ ہمارے مہربان عام طور سے یہی انداز اختیار کرتے ہیں حالانکہ ایسی کوئی کتاب مرتب کرتے ہوئے اگر حوالہ سامنے ہو تو مزید کام کرنے والوں کو سہولت ہوتی ہے اور آخر اس میں شرم کی بات بھی کیا ہے کہ جہاں سے کوئی چیز لی جائے، اس کا ذکر کر دیا جائے۔

ہے نورِ خدا آبگینے کے اندر
خدا مل گیا ہے مدینے کے اندر
وہ خوشبو سنو، خلد میں بھی نہیں ہے
جو خوشبو ملی ہے پسینے کے اندر

خدا بھی ملے گا، نبی ﷺ بھی ملیں گے
کمی کچھ نہیں ہے مدینے کے اندر

یہ درست ہے کہ آج کا دور پبلک ریلیشنگ کا دور ہے۔ لیکن یہ بھی سوچنا چاہئے کہ اگر مستقبل کے نقاد کو معلوم ہو گیا کہ ماہنامہ "نعت" انھیں اعزازی طور پر جاتا تھا اور اگر کبھی ڈاک کے "حُسنِ انتظام" کے سبب پرچہ انھیں نہیں ملتا تھا تو دوبارہ پیش کر دیا جاتا تھا۔ "نعت" کا پورا فائل ان کے پاس ہے اور ۱۹۹۲ کے شماروں میں "۹۲" کے حضور ﷺ کے اسم گرامی "محمد" (ﷺ) کا عدد ہونے کا احساس ایڈیٹر نعت کو ہُوا، اس کا اظہار اس نے ایک اداریے (ستمبر ۱۹۹۲۔ "سیرتِ منظوم ۲") میں بھی کیا اور اس سال کے آخری شمارے میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ "۹۲" حضور ﷺ کے اسم گرامی "محمد" (ﷺ) کا عدد ہے۔ موجودہ سال ۹۲ ہے۔ اس حوالے سے مصنف نے اس سال جو کام کیا ہے، اس کا اجمالی خاکہ یہ ہے: (۱) ۹۲ (قطعات) (۲) سیرتِ منظوم (۳) تسخیرِ عالمین اور رحمتٌ للعالمین ﷺ (۴) سفرِ سعادت، منزلِ محبّت (۵) قرطاسِ محبّت (۶) نعت کائنات (۷) داعیٔ صلح و امن (۸) درود و سلام (۹) پاکستان میں نعت (۱۰) حمدِ خدا (۱۱) نعتِ مصطفٰی ﷺ" (ص ۲۲۰)

ان میں سے نمبر شمار ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۸، ۹ (آٹھ کتابیں) اب تک شائع ہو چکی ہیں ------ اور نقاد اگر محنت کرے گا تو اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور کے مجلّہ "اوج" کا نعت نمبر ۱۹۹۳ کے آخر میں چھپا تھا --- اور ظاہر ہے کہ اداریہ آخر میں لکھا جاتا ہے۔ پھر اس اداریے پر پرنسپل میاں مقبول احمد کے ان الفاظ کا کیا جواز ہے۔ "برادرِ عزیز رفیقِ محترم جناب ڈاکٹر پروفیسر آفتاب احمد نقوی سے ذکر ہوا کہ ۹۲ کا سال گزر رہا ہے، یقیناً ۲۰۹۲ بھی آئے گا لیکن وہ ۹۲ ہماری زندگی میں اب پھر کبھی نہیں آئے گا......"(۲)۔ یہ قریباً" وہی الفاظ ہیں جو "نعت" کے ستمبر ۱۹۹۲ کے اداریے کے ہیں۔ "یہ حقیقت آج کل ہماری نیندیں اُڑا لے گئی ہے کہ موجودہ سال ۹۲ ہے۔ ۹۲، میرے سرکار ﷺ کے اسم گرامی محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا عدد ہے۔ سن

۹۲ گزر گیا تو ہماری زندگیوں میں دوبارہ کہاں آئے گا۔ اس لئے ہم ۹۲ کی عظمت و اہمیت کے حوالے سے، اس سال کوئی ایسا کام کیوں نہ کر جائیں جو ہمیں آئندہ زندگی میں کام دے۔ سیرت و نعتِ آقا و مولا ﷺ پر تحقیق، درود و سلام کی کثرت، خلقِ خدا کی بہبود کے لئے کوئی کاوش........ اور "توفیقِ خداوندِ کریم (جلّ شانہٗ) اور کرمِ نبیٔ کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) اور درود و سلام کی برکت سے "سیرتِ منظوم" لکھی گئی ہے۔ یہ ۹۲ کا تحفہ ہے، میرے لئے بھی، آپ کے لئے بھی"۔ (اداریہ ماہنامہ "نعت" لاہور) "اوج" والے اگر ان چیزوں کا حوالہ دیتے تو ان کا تحسس کیا بنتا!!!

جوآن سندیلوی، منی لال

ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول) میں میرا ایک مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" شائع ہوا تھا۔ اس میں منی لال جوآن سندیلوی کے ایک مسدّس "شبِ معراج" کا پہلا بند نقل کیا گیا (۱)۔ یہ مسدّس ماہنامہ "جامِ نور" کلکتہ کے "خورشید رسالت ﷺ نمبر" میں تھا (۲) اور اسی حوالے سے شاملِ مضمون کیا گیا۔

"خورشید رسالت ﷺ نمبر" میرے ذاتی ذخیرۂ کتب میں تھا لیکن کسی ادب پرور دوست کے ہتھے چڑھ گیا، اور اب میں اس سے محروم ہوں، ورنہ اس مسدّس کے کچھ اور بند بھی قارئین کے ذوقِ سلیم کی نذر کر سکتا۔ فی الوقت وہی پہلا بند جو میرے مضمون میں تھا، نقل کیا جاتا ہے:

آج کیا ہے جو سجاوٹ ہے سرِ چرخِ بریں
چاندنی رات بھی دلکش ہے، ستارے بھی حسیں
نور ہی نور ہے، ظلمت کا کہیں نام نہیں
قابلِ دید ہے گلزارِ جناں کی تزئیں
جلوۂ خالق ہے، فرشتے بھی ہشیار رہیں

رہے محبوب ﷺ کی تعظیم کو تیار رہیں

حواشی

(۱) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۴۲
(۲) "جامِ نور" (ماہنامہ) کلکتہ۔ خورشیدِ رسالت ﷺ نمبر۔ جون جولائی ۱۹۹۸ء۔ ص ۱۳۶

جوؔش بدایونی، رادھامن

ان کی ایک نعت "مہک" گوجرانوالہ کے خاص نمبر "نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ" میں شائع ہوئی (۱) نعت یہ ہے:

پیامِ سحر شب کے نام اللہ اللہ
نبوت کا ماہِ تمام اللہ اللہ
ہر اک تشنہ لب شاد کام اللہ اللہ
ہے فیضِ نبی ﷺ کتنا عام اللہ اللہ
نظر بھی منوّر، نفس بھی معطّر
یہ فیضِ درود و سلام اللہ اللہ
امیدِ شفاعت سے لبریز ہے دل
پلایا ہے تو نے وہ جام اللہ اللہ
خدائی کو عرفان بخشا خدا کا
یہ فیضانِ خیرُ الانام ﷺ اللہ اللہ
شہِ انس و جاں ﷺ خاتمُ الانبیا ہیں
نبوت کا یہ اختتام اللہ اللہ
زمیں کی پہنچ اور عرشِ بریں پہ

لبِ جوؔش پر تیرا نام اللہ اللہ

"مہک" کے اس خاص نمبر کے مرتب پروفیسر محمد اقبال جاوید تھے۔ ان کے انتخاب "مخزنِ نعت" میں رادھامن جوؔش بدایونی کے دو اشعار ہیں (۲) ایک تو مطلع ہے اور دوسرا شعر یہ ہے ("مہک" میں یہ شعر نہیں ہے)

ترے مصحفِ رُخ پہ گیسوئے مشکیں
یہ صبح اللہ اللہ، یہ شام اللہ اللہ

شمس بدایونی کی کتاب "شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں" میں جوؔش بدایونی کا ذکر نہیں ہے (۳)۔

حواشی

(۱) مہک (مجلہ گورنمنٹ ڈگری کالج) گوجرانوالہ۔ اشاعتِ خصوصی "نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ"۔ ص ۳۰۴، ۳۰۵
(۲) اقبال جاوید، پروفیسر محمد۔ (مرتب) "مخزنِ نعت"۔ مطبوعہ لاہور۔ مارچ ۱۹۷۹ء۔ ص ۲۶۴
(۳) شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بدایوں۔ بار اول۔ ۱۹۸۸

جوؔش ملسیانی، پنڈت لبھو رام

ابوالفصاحت پنڈت لبھو رام جوؔش ملسیانی، مشہور نعت گو شاعر پنڈت بالمکند عرؔش ملسیانی (جن کا مختصر مجموعۂ نعت "آہنگِ حجاز" دہلی سے چھپ چکا ہے) کے والد ہیں۔ ملسیان ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے تھے (۱)۔ انہیں حکومتِ ہندوستان نے "پدم بھوشن" کا خطاب دیا تھا۔ ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ نے غیر مسلم نعت گوؤں کے ذکر میں ان کا ذکر بھی کیا ہے (۲) اگرچہ مجھے عزت سنگھ عیشؔ دہلوی، سندر لال شگفتہؔ لکھنوی، نریش کمار شادؔ اور پنڈت آنند نرائن مُلّا کی طرح جوؔش ملسیانی کی کوئی نعت بھی نہیں ملی۔ لیکن ہو سکتا ہے، ڈاکٹر برقؔ نے ان کی کوئی نعت کہیں دیکھی ہو، یا ہندوستان میں بھی ان سے خود سنی ہو۔ اس لئے اس تذکرے میں ان کا نام شامل کر لیا گیا ہے۔

حواشی

(۱) نظیر لودھیانوی۔ تذکرۂ شعرائے اردو۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۵۳ء۔ ص ۹۲۶
(۲) طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۸

جوہر بجنوری، چندر پرکاش

ان کی ایک نعت کے سات اشعار "گلدستۂ نعت" میں شائع کیے گئے (۱) یہی سات اشعار نور احمد میرٹھی نے "نور سخن" میں نقل کیے ہے (۲) چند اشعار دیکھیے:

اللہ رے بلندیٔ شبستانِ محمد ﷺ
ہے عرشِ بریں زینۂ ایوانِ محمد ﷺ
رکھتے ہیں نہاں دل میں جو ارمانِ محمد ﷺ (۳)
پھر ان پہ نہ ہو کس لیے فیضانِ محمد ﷺ
ہے ذاتِ نبی ﷺ باعثِ تکوینِ دو عالم
کونین کی ہر شے پہ ہے احسانِ محمد ﷺ
ہر ایک کا حصہ نہیں نعتِ نبی ﷺ جوہر
اللہ جسے بخش دے عرفانِ محمد ﷺ (۴)

ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم) میں ان کی ایک اور نعت، اور ایک اور خاص نمبر بعنوان "نعت کے سائے میں" میں ان کی تیسری نعت شائع ہوئی (۵)۔ دونوں نعتوں کے چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

تم جس کی فضیلت پہ دو عالم کی جبیں ہے
سجدہ گہِ کونین وہ طیبہ کی زمیں ہے
دنیا کا عقیدہ بھی ہے، اپنا بھی یقیں ہے
جو شے ہے مدینہ میں، کہیں اور نہیں ہے
یہ ارضِ مقدس ہے، یہ طیبہ کی زمیں ہے
جنت بھی یہیں، ساکنِ جنت بھی یہیں ہے

اے خاکِ مدینہ! ترے اعجاز کے صدقے
ہے عرش نشیں جو بھی یہاں فرش نشیں ہے
اللہ کے دیدار سے محروم رہے گا
دیدارِ نبی ﷺ کا جسے ارمان نہیں ہے
جوہر کوئی عالم ہو، ازل ہو کہ ابد ہو
ہر حال میں دل سرورِ عالم ﷺ کے قریں ہے

تمنا ہے کہ مل جائے سہارا مصطفائی ﷺ کا
وسیلہ چاہتا ہوں باغِ جنت کی رسائی کا
حیات اس کی، ممات اس کی، یہ ساری کائنات اس کی
شرف ہو جائے حاصل جس کو طیبہ کی رسائی کا
میں ہندو ہوں مگر ایمان ہے میرا محمد ﷺ پر
کوئی انداز تو دیکھے مری کافر ادائی کا
ڈبوئے گی بھلا کیا موجِ طوفاں اس سفینے کو
سہارا مل گیا جس کو نبی ﷺ کی ناخدائی کا
اسیرِ کوچۂ سرور ﷺ اگر اک بار ہو جاؤں
نہ لوں پھر زندگی بھر نام طیبہ سے رہائی کا
زہے قسمت، ملی ہے خاکِ پائے مصطفیٰ ﷺ مجھ کو
یہی حاصل ہے جوہر زندگی بھر کی کمائی کا (۶)

فانی مراد آبادی، خادم سوہدروی اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کی مرتب کردہ کتابوں اور خالد بزمی کے مضمون میں چندر پرکاش جوہر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

حواشی

(۱) ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی (مرتبین)۔ گلدستۂ نعت۔ مطبوعہ لاہور ۔۱۹۰۸ء۔ ص ۶۵، ۶۶
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نور سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۷۴، ۷۵
(۳) "اوج" میں یہ پوری نعت نقل کی گئی ہے لیکن اس مصرعے میں "دل" کا لفظ حذف ہو گیا ہے اور یوں مصرع بے وزن اور بے معنی ہو گیا ہے (اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۷)

(۴) "اوج" میں بے احتیاطی کی وجہ سے "نہیں" کو "ہیں" لکھا گیا ہے (ایضاً)

(۵) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم)۔ ص ۹۸ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۹۲ء۔ "نعت کے سائے میں"۔ ص ۳۹ (صفحہ ۲۹ پر بھی ان کا ذکر ہے)

(۶) شفیع احمد خاں قادری (مرتب)۔ گلستانِ محمد ﷺ۔ ناشر مرتب، مالیگاؤں۔ (انڈیا) ۱۹۹۰ء۔ ص ۱۳۳

جوہرؔ دیوبندی، بدھ پرکاش

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار دیے گئے ہیں، جو نذرِ قارئین ہیں۔ (کچھ کہا جا نہیں سکتا کہ انھوں نے یہ نعت کہاں سے لی ہے):

حبیب خدا ہیں، وہ ختم الرسل ہیں
نوائے خدا ہے نوائے محمد ﷺ

محمد ﷺ کے جلووں کا عالم نہ پوچھو
زمیں تا فلک ہے ضیائے محمد ﷺ

کھلے تھے جہاں راز ہائے مشیت
یہی ہے وہ غارِ حرائے محمد ﷺ

جلائے گا کیا مجھ کو خورشیدِ محشر
کہ بیٹھا ہوں زیرِ ردائے محمد ﷺ

لرزنے لگی کفر و باطل کی دنیا
فضا میں جو گونجی صدائے محمد ﷺ

حاشیہ

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۶۷

چمنؔ، چمن لال

فانی مراد آبادی نے "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں ان کے ایک مخمس کے قریباً چھ بند شامل کئے اور ان کا نام یوں لکھا۔ "فدائے سخن مسٹر چمن لال صاحب چمنؔ ایڈیٹر طمانچہ لاہور" (۱)۔

اس بات کو خالد بزمی نے یوں لکھا۔ "کسی زمانے میں لاہور سے "طمانچہ" نام سے ایک رسالہ نکالا کرتے تھے" (۲)۔ بزمی نے "رسالہ" کے لفظ سے کام چلایا لیکن محمد دین کلیم نے جرأت کر کے اسے "ماہنامہ" بنا دیا اور نام بھی غلط لکھ گئے لیکن "کسی زمانے" کے الفاظ سے البتہ جان نہ چھڑا سکے۔ "فدائے سخن چمن لال چمن لاہور "کسی زمانے میں لاہور سے ماہنامہ "چمن" نکالتے تھے (۳)

فانی مراد آبادی کی کتاب میں خوشنویس کے اختیارات بہت زیادہ نظر آتے ہیں۔ مثلاً امرچند قیسؔ جالندھری کے ایک مخمس کو، بجائے مخمس کے اس طرح لکھا ہے کہ پہلے چار مصرعے آمنے سامنے ہیں اور پہلے بند کا پانچواں اور دوسرے بند کا پہلا مصرع آمنے سامنے ہیں۔ اسی طرح پوری نعت لکھی گئی ہے (۴)۔ اسی لئے خالد بزمؔی اسے مخمس کے بجائے نعتیہ غزل سمجھے ہیں اور انھوں نے پہلے چار مصرعوں کو دو شعروں کی صورت میں پیش کر دیا ہے (۵)۔

چمن لال چمنؔ کا مخمس بھی کاتب نے اپنی مرضی سے لکھا ہے۔ چوتھے بند میں پانچ کے بجائے سات مصرعے ہیں اور آخری بند میں آٹھ مصرعے ہیں جن میں سے دو مصرعے چوتھے بند کے ہیں۔ خالد بزمی کے مضمون کے کاتب نے بھی فانی کے کاتب کی نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ عبدالمجید خادم سوہدروی نے فانی کی کتاب کے سارے مصرعے اسی ترتیب سے دہرا دیے ہیں البتہ کچھ نئے بیل بوٹے بنانے کی کوشش کی ہے (۶)۔ ممتاز حسن نے مخمس کے صاف ستھرے چھ بند بنانے کی کامیاب سعی کی ہے (۷)۔ نور احمد میرٹھی اس تردّد میں نہیں پڑے اور صرف تین بند پر اکتفا کیا ہے۔ (۸)

اس مخمس کے پہلے دو بند ملاحظہ فرمایئے:

وہ خاتم پیغمبراں ﷺ وہ شاہ، وہ شاہِ شہاں ﷺ

وہ غم گسارِ بے کساں(۹) روح و روانِ عاشقاں(۱۰)
محبوبِ ربِّ دو جہاں ﷺ
وہ جس کے آنے سے کھلی دل کے گلستاں کی کلی
پھر پھولنے پھلنے لگی جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی، پھوٹی ہوئی

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۳۹
(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۹۷ (مضمون "اعترافِ عظمت")
(۳) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۲ تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۹ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا" از محمد دین کلیم)
(۴) فانی مراد آبادی۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۱۔ ۱۵۳
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۵۳
(۶) خادم سہروردی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۰، ۳۱
(۷) ممتاز حسن (مرتب)۔ خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۱۲۱، ۱۲۲
(۸) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۷۷
(۹) فانی کی کتاب میں کاتب کی مہربانی سے "بیکراں" لکھا گیا ہے، نور احمد میرٹھی نے بھی یہی چلا دیا ہے۔
(۱۰) فانی کی کتاب میں، اور پھر ان سے نقل کرتے ہوئے خادم سہروردی اور نور احمد میرٹھی کی کتابوں میں "روح رواں" لکھا ہے، البتہ خالد بزمی نے احتیاط کی ہے۔

حالیؔ بریلوی، پنڈت بشن نرائن

ان کے حالات کہیں سے نہیں ملے۔ فانی مراد آبادی اور خادم سہروردی کی مرتب کردہ کتابوں میں ان کی ایک نعت کے نو اشعار ملتے ہیں۔ چند اشعار دیکھئے:

ہو کس سے بیاں منزلت و شانِ محمد ﷺ
ہے آپ خداوند ثنا خوانِ محمد ﷺ
ہو کیوں نہ بشر تابعِ فرمانِ محمد ﷺ

فردوس میں جائیں گے غلامانِ محمد ﷺ
عاصی تپشِ مہرِ قیامت سے ڈریں کیوں
کافی ہے انھیں سایۂ دامانِ محمد ﷺ
از بسکہ گنہگار ہوں، محشر میں الٰہی
چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامانِ محمد ﷺ
بخشیں مجھے توفیق اگر نعت کی حالیؔ
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسانِ محمد ﷺ

حاشیہ

فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۷۶ (۹۔ اشعار) / خادم سہروردی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۷-۳۴ (۹۔ اشعار) / نورِ سخن۔ ص ۷۸ (پانچ اشعار)

حضرتؔ، پنڈت دھرم نرائن

شمس بدایونی نے "شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں" کے صفحہ ۳۸ پر پنڈت دھرم نرائن حضرتؔ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بدایوں کے ایک باکمال شاعر تھے۔ مولوی عبدالحمید تحسینؔ بدایونی کے شاگرد تھے۔ ایک دیوان "دیوانِ حضرتؔ" (بدایوں۔ ۱۹۰۰) یادگار ہے جو صرف غزلیات پر مشتمل ہے۔ نعت کی طرف خصوصی رُجحان تھا اور بہت عمدہ نعتیں کہتے تھے۔ مزید حالات و کلام دستیاب نہ ہوا۔ صرف دو شعر دستیاب ہوئے جو بطورِ نمونہ درج کیے جاتے ہیں۔

حمدِ خدا کے بعد ہی نعتِ حضور ﷺ ہو
ایسا ضرور چاہیے، ایسا ضرور ہو
تمہیں ہم کیا کہیں، تم ہی بتاؤ اپنے رتبے کو
تمہارا چھوٹا بھائی جب نصیریؔ کا خدا ٹھہرا

حاشیہ

شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربار رسول ﷺ میں۔ اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، سوتھا، بدایوں۔ بار اول۔ ۱۹۸۸۔ ص ۴۸

حمیدؔ تلہری، سندر لال

ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں ان کے نام کے ساتھ "بی اے ایل ایل بی، وکیل" لکھا ہے (۱) ان کی ایک ہی نعت جو ہندی زبان میں ہے، اب تک نقل ہوتی آ رہی ہے۔ بہر حال ان کی نعت کوئی شک اور شبے سے بالا ہے۔ ماہنامہ "آستانہ" کے رسول ﷺ نمبر میں اس نعت کے آٹھ شعر چھپے۔ یہی آٹھ شعر فانی مراد آبادی کی مرتّب کردہ کتاب میں ہیں (۲) یہی اشعار ماہنامہ "آئینہ" لاہور میں بھی شائع ہوئے (۳) "گلدستۂ نعت" میں بھی یہی، آٹھ اشعار چھپے (۴) عبدالمجید خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں سندر لال حمیدؔ کی یہ نعت نہیں ہے۔

ممتاز حسن نے اپنے انتخاب میں ان کی نعت کے سات اشعار دئے ہیں (۵) ان میں سے پانچ اشعار تو وہی ہیں جو درج کردہ آٹھ اشعار میں سے ہیں لیکن دو اشعار مزید ہیں جن میں مقطع بھی ہے۔ نور احمد میرٹھی نے اس نعت کے گیارہ اشعار اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں جن میں سے پہلے آٹھ اشعار تو وہی ہیں، آخری تین اشعار اور ہیں (۶) یہ تین اشعار مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی شائع کردہ کتاب میں ہیں۔ (۷)

"نورِ سخن" میں تیسرے شعر کے دوسرے مصرعے "توحید کی مایا ہاتھوں میں، یوں کتنا تھا ناداروں میں" میں "یوں" کا لفظ نہیں ہے۔ اسی طرح چوتھے شعر کے پہلے مصرعے "کیوں لوبھ کی مایا نے یارو! جی ہائے تمھارا موہ لیا" میں "یارو" کا لفظ نہیں ہے اور دوسرے مصرعے "تم باغِ ارم کو چھوڑ یہاں پر، پھرتے ہو کیوں خاروں میں" میں "پر" کا لفظ نہیں ہے۔

آٹھویں شعر کا دوسرا مصرع کسی نے "شُودر ویش کیے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں" لکھا ہے، کسی نے "شُدّر اور ویش" کیا ہے لیکن نور احمد میرٹھی نے

"شُدّر او ویش" کر دیا ہے۔ اسی طرح مقطعے کے آخری مصرعے میں بھی "ہے" کا لفظ غائب ہے۔ اس طرح نور احمد میرٹھی نے شعر تو گیارہ دیے ہیں لیکن ان میں سے کئی شعروں کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

ویسے، اس نعت کے کئی الفاظ فانی مراد آبادی کی کتاب میں بھی غلط چھپے ہیں۔ لیکن ان کی کتاب کے بارے میں پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ اس میں تو کاتب کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا کہ جو چاہے لکھتا رہے اور جس صنف کو جس ہیئت میں چاہے، لکھ دے۔

چند اشعار قارئین کے ذوق کی نذر ہیں:

اک رام سینی گیانی گرو کل مجھ کو ملا تھا یاروں میں
وہ نین رسیلے پریم بھرے، دلدار تھا وہ دلداروں میں
وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف مہر کے رازوں سے
گن گیان کو لے کر آیا تھا وہ غفلت کے بیماروں میں
میں سیس نواؤں، چرنن لاگوں، نام محمد ﷺ جس کا ہے
شودر، ویش کیے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں
ہم داس رہیں گے مرتے دم تک یارو اس گرُ گیانی کے
ہیں روپ سروپ محمد ﷺ کے، یاں قدرت کے آکاروں میں
یہ سورج جیسی غارِ حرا سے آیا اُتّم نگری میں
تھی کرپا اب نارائن جی کی بھگتی کے اظہاروں میں
تم لے کے اس کا نام حمیدؔ اُپدیش کرو اس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں ہے، جا کر چھُپنا غاروں میں

حواشی

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ رسول ﷺ نمبر۔ دسمبر ۱۹۵۳۔ ص ۱۲۵
(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۷
(۳) آئینہ (ماہنامہ) لاہور۔ یکم اکتوبر ۱۹۵۹۔ ص ۴۴
(۴) ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی (مرتبین)۔ گلدستۂ نعت۔ ص ۸۹
(۵) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص:

(٦) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۷۹، ۸۰
(۷) ہندو شعرا کا نذرانہ عقیدت۔ ص ۱۱ (کل چھ اشعار شامل کیے ہیں)

خارؔ امرتسری، جگن ناتھ

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت شامل ہے، ملاحظہ فرمائیں:

نہیں یہ بے سبب غرقِ ضیا معلوم ہوتے ہیں
ترے جلوں سے ذرّے آشنا معلوم ہوتے ہیں
محمد مصطفیٰ ﷺ واقف ہیں انوارِ الٰہی سے
ارے توبہ، کہیں بُت بھی خدا معلوم ہوتے ہیں
جنہیں جبرئیلؑ و رضوانِ درِ فردوس کہتے ہیں
یہ سب کوئے محمد ﷺ کے گدا معلوم ہوتے ہیں
مریضِ عشقِ احمد ﷺ ہوں، خدا را جلد پہنچا دو
بیابانِ عرب دارالشفا معلوم ہوتے ہیں
محمد ﷺ کو بشر کہتے ہیں جو، نقصِ بصیرت ہے
دہری آنکھوں سے دیکھیں آ کے، کیا معلوم ہوتے ہیں
نہیں کچھ ایک خارِؔ خستہ ہی پر منحصر کوئی
ترے عاشق زمانے سے جُدا معلوم ہوتے ہیں

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۸۱ (وہاں ایک شعر اور بھی ہے، جو میں نے چھوڑ دیا ہے)

خستہؔ دہلوی، گنیشی لال

پنڈت گنیشی لال خستہؔ دہلوی کی ایک نعتیہ نظم بصورتِ مثنوی ملتی ہے جس کے بیس اشعار خادم سوہدروی نے (۱) اور اٹھارہ اشعار فانی مراد آبادی نے (۲) شائع کیے

ہیں۔ پروفیسر خالد بزمی نے ان میں سے پانچ اشعار منتخب کیے ہیں۔ (۳) ماہنامہ "نعت" لاہور میں اس نظم میں سے دو اشعار شامل کیے گئے (۴) یہی دو اشعار نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں دیے ہیں (۵) ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری کی "اردو شاعری میں نعت" میں گیارہ اشعار ہیں (۶)

"اوج" کے نعت نمبر میں اس نعتیہ نظم کے سات اشعار نقل کیے گئے ہیں لیکن غلطیوں کی وجہ سے یا تو مطلب "خبط" کر دیا ہے یا وزن میں گڑ بڑ کر دی گئی ہے۔ "بادۂ عصیاں" کو "بارِ عصیاں" میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایک مصرع کے شروع میں "ہاں" کا اضافہ کر کے اس کا بوجھ بڑھا دیا ہے۔ ایک جگہ "تری" اور دوسری جگہ "ترا" کو تیری اور تیرا کر دیا ہے (۷)

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے بھی "یا محمد مصطفیٰ" کو "اسرارِ مصطفیٰ" کر کے کمال کیا ہے۔ "رہنمائی" کو راہنمائی اور تیرا کو "تیر" بھی کر دیا گیا ہے (۸)

پتا نہیں، اس قسم کی غلطیوں کے ساتھ جو کتابیں یا نعت نمبر چھاپے جا رہے ہیں، ان سے کس کا بھلا ہو گا۔

بہرحال، خستہؔ کی نعتیہ نظم کے چند اشعار دیکھیے:

کاشفِ اَسرارِ وحدت یا محمد مصطفیٰ ﷺ
آن کر تو نے عرب کا پار بیڑا کر دیا
جاہلوں اور وحشیوں کو لایا راہِ راست پر
آفریں امت پہ تیری یا محمد مصطفیٰ ﷺ
ہادیٔ برحق کہوں یا تجھ کو نورِ معرفت
یا رہِ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچّا رہنما
ناز ہے اہلِ عرب ہی کو نہ تیری ذات پر
حشر تک تجھ پہ کرے گا فخر سارا ایشیا
آج تیری قوم پہ افسوس آتا ہے مجھے
فرقہ بندی نے جسے زنجیر در پا کر دیا

حواشی

(۱) خادم سوہدروی' عبدالمجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۲۴
(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۲۹
(۳) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۶
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ غیر مسلموں کی نعت (حصہ اول)۔ اگست ۱۹۸۸۔ ص ۶۵
(۵) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۸۲
(۶) آزاد فتحپوری' ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک) مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۲۵۵' ۲۵۶
(۷) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۲۸۸
(۸) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۵۶

خطیبؔ سرحدی' رگھو ناتھ

ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برقؔ نے اپنی کتاب میں جن غیر مسلم نعت نگاروں کو ناقابلِ فراموش قرار دیا' ان میں رگھو ناتھ خطیبؔ سرحدی کا نام شامل تھا (۱) لیکن ان کا نمونۂ نعت کہیں سے دستیاب نہ ہوا۔ آخر ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری کی کتاب میں ان کا مختصر ذکر اور چند اشعار مل گئے:

ندا دم بہ دم آمد از عرشِ اعظم
سلام' علیکم نبیؐ مکرم ﷺ

غلامانِ حضرتؐ کو کیا تشنہ کامی
وہاں جامِ کوثرؔ یہاں چاہِ زم زم

کلیم و حبیبِ خدا اللہ اللہ
وہاں طُورِ سینا یہاں عرشِ اعظم

محبت ہی لائی ہے اس در پہ ورنہ
رگھو ناتھ اور وصفِ شاہِ دو عالم ﷺ (۲)

نور احمد میرٹھی نے ان چار اشعار کے علاوہ' مطلع بھی لکھا ہے جس کا دوسرا

مصرع وزن میں نہیں ہے (۳)۔ شاید اسی لئے اسماعیل آزاد نے وہ نقل نہیں کیا۔ چونکہ نعت میں شاعر نے اپنا نام تخلّص کے طور پر استعمال کیا ہے' اس لئے نور احمد میرٹھی نے اسے حروفِ تہجی کے اعتبار سے "رگھو ناتھ" میں نقل کیا ہے۔

حواشی

(۱) برقؔ' ڈاکٹر طٰہٰ رضوی۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۸
(۲) آزاد فتح پوری' ڈاکٹر اسمٰعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالیؔ سے حال تک) ص ۲۶۹
(۳) نورِ سخن۔ ص ۱۰۱

دانشؔ' شمبھو دیال

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری نے لکھا ہے کہ بابو شمبھو دیال دانشؔ نے "اخلاقِ محمدی ﷺ" کے نام سے ایک جاندار نعت لکھی ہے جس میں ایک تاریخی واقعے کو نظم کر کے اس کے ذریعے اخلاقِ محمدی ﷺ کو منکشف کیا گیا ہے۔ اس نعت میں ایک خاص بات یہ ہے کہ شاعر نے تاریخی واقعے کو نظم کرنے میں کہیں بھی شعریت کا خون نہیں کیا۔ اس نعت میں منظوم واقعہ مجملاً" اس طرح بیان ہوا ہے کہ ایک دن حضرت صلعم (ﷺ) ایک جھاڑی کے نیچے سو رہے تھے کہ ایک دشمن نے تلوار کھینچ کر آپ ﷺ سے کہا۔

کون اب تجھ کو بچانے آئے گا
لے بتا' وہ ہے محافظ کون سا

جب آپ ﷺ نے فرمایا "میرا حامی ہے وہ ربُّ العالمیں" ---- تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ تب آپ ﷺ نے تلوار ہاتھ میں لے کر اس سے پوچھا کہ اب تجھ کو کون بچائے گا؟ --- اور پھر آپ ﷺ نے اس کو معاف فرما دیا۔ دانشؔ نے اس واقعے کو ۳۵۔ اشعار میں نظم کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

پھینک کر تلوار، فرمایا، یہ لے
اور کہہ اپنے دلِ پُر درد سے
مجھ کو بھی ہے اب اُسی کا آسرا
اب وہی میری مدد کو آئے گا
اس نے جب دیکھی یہ عالی ہمتی
اور یہ تقریرِ آنحضرت ﷺ سنی
ہو گئی اس کی تو کچھ حالت ہی اور
ہو گئی اس کی تو کیفیت ہی اور
کیا کہوں، کیا اس کا حالِ زار تھا
رو رہا تھا ان کے قدموں میں پڑا

حاشیہ

آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک) مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۲۶۱، ۲۶۲

دلؔ، منوہر لال

منوہر لال دلؔ کی ایک نعت کے چند اشعار ملتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

آقا جو محمد ﷺ ہے عرب اور عجم کا
بے مثل نمونہ ہے مروت کا، کرم کا
حاصل ہے جنھیں تیرے غلاموں کی غلامی
لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا
کہتے ہیں جسے اہلِ جہاں احمدِ مرسل ﷺ
دریا ہے وہ الفت کا، وہ منبع ہے کرم کا
جلوے سے ترے تیرگی دہر ہوئی گم

دنیا کا عجب اخترِ تقدیر ہے چمکا
جس قوم کی جانب ہے تری چشمِ عنایت
اس کو نہیں ارماں کوئی دینار و درم کا
فردوسِ نظر ہے ترے مسکن کی زیارت
روضہ ترا دنیا میں بدل باغِ ارم کا
کیا دلؔ سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف
عالم ہوا مداح ترے لطف و کرم کا

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۸۳، ۸۴ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم)۔ ص ۱۹

ذکیؔ ٹھاکور، دامودر

"نورِ سخن" میں دامودر ذکیؔ ٹھاکر کی ایک نعت (آٹھ اشعار) شائع کی گئی (۱) جس کے ماخذ کا کچھ پتا نہیں۔ یہ نعت ماہنامہ "نعت" میں بھی چھپی (۲)۔ نعت یہ ہے:

اپنا سکے نہ گر تو سرکار ﷺ کے قرینے
اے بد نصیب جینے! پھر کیوں چلا ہے جینے
صد شکر، رب نے بخشے کونین کے خزینے
یعنی کھنڈر میں دل کے نعتوں کے ہیں دفینے
سیرت نبی ﷺ کی یعنی جینے کے ہیں قرینے
نقشِ قدم نبی ﷺ کے عرشِ بریں کے زینے
تم صرف یاد آؤ پھر کیا غمِ زمانہ
اک عمر ہی گزاروں، کیا روز کیا مہینے
طوفاں نے راہ دے دی موجوں نے ناؤ کھے دی

نام آپ ﷺ کا لیا تھا جب، چل پڑے سفینے
یاد آ گئے محمد ﷺ دل سُرخرُو ہوا ہے
موتی اُڈ جلتے ہیں آنکھوں کے آبگینے
جب گونج اٹھا عرب میں توحیدِ حق کا نعرہ
کفر اور گمری کو چھُوٹا کے پسینے
یہ سرفرازیاں تھیں ان کی نوازشیں تھیں
لکھی ہے نعت ورنہ کب اپنے بل دَتّی نے

حواشی

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۸۵، ۸۶
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم) ص ۵۰

راجا رام

سید ظہیر الدین مدنی لکھتے ہیں کہ انھیں سورت کے ایک قدیم کتب خانے میں چند اوراقِ پریشاں مل گئے۔ یہ شاعرِ گم نام راجا رام کا مجموعۂ کلام تھا۔ اس میں صرف ۲۵ غزلیں ردیف وار ہیں۔ باب الرائے تک کتاب میں صفحے غائب ہیں۔ درمیان میں سے بھی چند اوراق گم ہیں اور آخر میں بھی نون کی ردیف تک غزلیں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ علاحدہ ایک ترجیع بند ہے جس میں سات بند ہیں۔ یہ مجموعہ اصل کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ عام طور پر شاعر نے اپنا پورا نام تخلص کے طور پر استعمال کیا ہے۔ بزرگوں کی زبانی روایات کے مطابق شاعر کا وطن سورت گجرات تھا۔ اور یہ مخفی طور پر مسلمان ہو گیا تھا۔ راز مخفی نہ رہا اور جب راجا رام کا انتقال ہوا تو اس کے مسلمان دوستوں نے تجہیز و تکفین کے بعد خواجہ سید جمال الدینؒ کی خانقاہ میں دفن کیا۔

راجا رام کی علمی قابلیت کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ زیادہ نہیں تو عربی فارسی کا اسے معمولی علم ضرور تھا۔ انھوں نے ایک جگہ حدیث کا حوالہ بھی دیا ہے۔ شاعر اپنے

کلام میں صہبائے معرفت سے سرشار، رسولِ کریم ﷺ کا عاشقِ زار، آلِ رسول ﷺ پر دل و جاں سے نثار ہونے کا ثبوت دیتا ہے (۱)۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

اگر تجھ کوں ملے مرشد خاص
خدا اور مصطفیٰ ﷺ بس مت جدا کر
اے راجاؔ رام کر ترک دوئی کوں
تو دینِ مصطفیٰ ﷺ کوں رہنما کر
او گُلِ نوبہارِ احمدیت
حسن ترا رنگیں دیکھا مجھ کوں
حسن ہے یار کوں خدا کا فیض
عشق ہے مجھ کو مصطفیٰ ﷺ کا فیض
مجھے کیا خوف راجاؔ عاقبت کا
محمد ﷺ کے وسیلہ کوں لیا ہوں (۲)
حشر کا غم نہ کر توں راجاؔ رام
شافعِ حشر ہے نبی ﷺ کی آلؓ
اے راجاؔ رام! مت کر راز کو فاش
ہے بے شک بہشتی مرد خاموش (۳)

"نورِ سخن" میں دوسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں (پانچ شعر) دیے گئے ہیں (۴)

حواشی

(۱) ظہیر الدین مدنی، سید۔ سخنورانِ گجرات۔ ترقی اردو بیورو، نئی دہلی۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۸۱ء۔ ص ۹۳، ۹۴
(۲) نور احمد میرٹھی نے شعر درست نقل نہیں کیا۔ "محمد ﷺ کا وسیلہ" لکھا ہے جو غلط ہے۔
(۳) سخنورانِ گجرات۔ ص ۹۵۔ نور احمد میرٹھی نے اسے یوں لکھا ہے جو درست نہیں

اے راجا رام! مت کر راز فاش
ہے بے شک وہ بہشتی مرد خاش

(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۸۸

راحتؔ کاکوروی، بھگونت رائے

عبدالغفور نسّاخؔ نے اپنے تذکرے میں ان کا نام "بھگونت رائے" لکھا ہے (۱) اور حکیم نثار احمد علوی نے "عنورانِ کاکوری" میں "بھگونت سہائے" تحریر کیا ہے (۲)۔ "عنورانِ کاکوری" میں ہے کہ شاعری میں سید آغا حسن امانتؔ لکھنوی کے شاگرد تھے۔ واجد علی شاہ کے زمانے میں حیات تھے۔ جنگِ آزادیٔ ہند اول کے بعد سُرگباش ہوئے۔ تاریخ پیدائش اور وفات کا پتا نہیں چلتا۔ ایک مثنوی بہارستانِ کلام عرف قصّہ زہرہ و بہرام ۱۲۷۴ھ میں لکھی۔ ان کے علاوہ تین مثنویاں غنیمتِ اردو، بوستانِ راحت اور سوزِ عاشقانہ بھی لکھی تھیں۔ تعجب ہے کہ حکیم نثار احمد علوی نے "مثنوی نل دمن" کا ذکر نہیں کیا مگر نمونۂ کلام کے طور پر اس کے چھ اشعار درج کیے ہیں۔

نور احمد میرٹھی نے ان کی نعتیہ مثنوی کے جو اشعار دیے ہیں، ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

ہر صفحہ پہ بعدِ حمدِ اکبر — لکھا کرے مدحتِ پیمبر ﷺ
اے ساقیٔ بزمِ حق پرستاں — دے نور افروز شمعِ عرفاں
دے رحم سے وہ شرابِ احمر — کہ جس سے میں ہو لطفِ آبِ کوثر
وہ ﷺ سرورِ خیلِ انبیا ہے — روِ یقیں کا وہ پیشوا ہے
سوا ہے کون اسکے صاحبِ تاج — جسے ہو حاصل فلک پہ معراج
ہر شے سے فزوں ہے اسکی عزت — محبوبِ خدا ہے فی الحقیقت
یاں قول تُرابؔ کا بجا ہے — احمد ﷺ سے خدا نہیں جدا ہے

القصہ نبیؐ ہے فخرِ آدم
ہے جس کی صفت کتابِ عالم (۳)

پروفیسر شفقت رضوی نے اپنے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے

اثرات" میں ان کی ایک حمدیہ مثنوی کے نو اشعار درج کیے ہیں (۴)

حواشی

(۱) نسّاخ، عبدالغفور۔ سخن شعرا۔ اتر پردیش اکادمی، لکھنؤ نے اس کی پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) کی عکسی نقل ۱۹۸۲ء میں شائع کی۔ ص ۱۷۴، ۱۷۵ (لکھا ہے۔ "راحتؔ تخلص، بھگونت رائے ولد دین دیال، باشندۂ کاکوری، شاگردِ امانت۔ ان کی مثنوی زہرہ و بہرام و نل دمن نظر سے گزری۔")
(۲) نثار احمد علوی، حکیم۔ عنورانِ کاکوری۔ مکتبۂ ادب، کراچی۔ ۱۹۷۸ء۔ ص ۵۴۴
(۳) نورِ سخن۔ ص ۸۹، ۹۰
(۴) اردو (سہ ماہی) انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۷۶

رازؔ لائلپوری، دھنپت رائے تھاپر

دھنپت رائے تھاپر، رازؔ لائلپوری کی ایک نعت کے چار اشعار نور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب میں شامل ہیں۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ انھوں نے یہ نعت کہاں سے لی ہے، تو اس پر مزید گفتگو ہو سکتی۔

رازؔ کے نعتیہ اشعار یہ ہیں:

سرورِ کائنات ﷺ ایک نظر
مظہرِ حُسنِ ذات ﷺ ایک نظر
اے مرے خوش صفات، ایک نگاہ
اے مرے پاک ذات ﷺ ایک نظر
ہمہ تن چشمِ انتظار ہوں میں
از رہِ التفات ایک نظر
مُبتلائے عذابِ ہستی ہوں
اے سراپا نجات ایک نظر!

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۹۱

رامؔ پرشاد کائستھ لکھنوی

فانی مراد آبادی نے منشی رامؔ پرشاد کائستھ لکھنوی کے چار شعر اپنی کتاب میں درج کیے ہیں (۱) عبدالمجید خادم سوہدروی نے یہ چاروں اشعار اپنی کتاب میں دیئے ہیں (۲) خالد بزمی نے بھی یہی چار اشعار اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں لیکن "بعض مقطعوں میں تخلص کے طور پر پورا نام "رامؔ پرشاد" ہی استعمال کر لیتے ہیں" (۳) لکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے رام پرشاد کا کچھ اور کلام بھی دیکھا ہے' یا ان کے اصل تخلص سے واقف ہیں۔

ڈاکٹر اسپرنگر (ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر' لکھنؤ) نے شاہانِ اودھ کے کُتب خانے کی فہرست تیار کی تھی جس کی پہلی جلد کلکتے سے ۱۸۵۴ میں شائع ہوئی۔ اردو شعرا سے متعلق حصے کا ترجمہ طفیل احمد نے کیا جسے ۱۹۳۲ میں ہندوستانی اکادمی' الٰہ آباد نے شائع کیا تھا' اس میں کسی منشی رام پرشاد کائستھ کا ذکر ہے جن کا تخلص شادؔ تھا' نصیر کے شاگرد تھے۔ ان کے متعلق اس تذکرے (یادگارِ شعرا) میں لکھا ہے کہ یہ نوجوان ذہین شخص ہیں اور اب دہلی میں رہتے ہیں (۴) ظاہر ہے کہ نام کے التباس کے باوجود زیرِ نظر شاعر اس تذکرے والے شاعر سے مختلف ہیں۔ ایک تو اِن کا لکھنوی اور اُن کا دہلوی ہونا ہے۔ دوسرے' زیرِ نظر رام پرشاد کائستھ کی زبان آج کی ہے جبکہ اسپرنگر کے تذکرے والے شاعر کی زبان آج کی نہیں ہو سکتی۔

رامؔ پرشاد لکھنوی کے چار اشعار یہ ہیں:

ہائے اِس مہماں سرا سے ہاتھ خالی گھر چلے
بارِ عصیاں مفت ہم تو اپنے سر پر دھر چلے

غور سے کیا خوب دیکھا' کوئی بھی اپنا نہیں
خوابِ غفلت میں عبث ہم عمر ضائع کر چلے

گو کہ ہوتا ہے وہی' لکھا ہے جو تقدیر میں

ہر بشر کو چاہیے' کچھ کام اچھے کر چلے

رامؔ پرشاد ان کو جنت میں رملا جامِ طہور
تشنہ لب جویاں سے بحرِ ساقیٔ کوثر ﷺ چلے

اس میں لطیفہ یہ ہے کہ ان چاروں اشعار میں صرف مقطع نعتیہ ہے' باقی اشعار غزل کے ہیں۔ اور' اگر بعض ہندوؤں کی ایسی غزلیں جمع کر لی جائیں جن میں نعت کے شعر بھی آتے ہیں تو منشی پیارے لال رَونق دہلوی اور پنڈت بشمبھر ناتھ ہکو فدا دہلوی کی تو بہت سی منظومات نقل کی جا سکتی ہیں۔

نور احمد میرٹھی نے بھی یہ چاروں اشعار نعت کے نمونے کے طور پر نقل کر دیئے ہیں۔ انہوں نے ان کا نام "رامؔ لکھنوی' رام پرشاد" لکھا ہے (۵)۔

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتّب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۵
(۲) خادم سوہدروی' عبدالمجید (مرتّب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۸
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۷
(۴) اسپرنگر۔ یادگارِ شعرا۔ (ترجمہ طفیل احمد) مطبوعہ لکھنؤ۔ ۱۹۸۵۔ ص ۹۷
(۵) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۹۴

رامؔ پیاری

لکھنؤ سے تعلّق ہے۔ فانی مراد آبادی نے ان کی نظم بصورتِ مثنوی بعنوان "پیغام" درج کی ہے جس میں چار چار اشعار کے پانچ بند ہیں۔ ہر بند کے بعد یہ شعر دُہرایا گیا ہے:

ہندو و مسلم کو یکساں یہ رمزا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں' دانائی اس کا نام ہے (۱)

عبدالمجید خادم سوہدروی نے پوری نظم نقل کی ہے (۲)۔

نور احمد میرٹھی نے تیسرے بند کے پہلے دو اشعار اور مذکورہ بالا ٹیپ کا شعر (تین شعر) نقل

کئے ہیں (٣)

میں نے کتاب "خواتین کی نعت گوئی" میں یہ پوری نظم شامل کی ہے، بس اس میں یہ کیا ہے کہ مذکورہ بالا شعر ہر بند کے بعد نہیں دُہرایا، ایک بار آخر میں لکھ دیا ہے (٤)۔

اس نظم کا دوسرا بند بطورِ نمونہ درج کیا جاتا ہے:

عورتوں پر ظلم کیا کیا کچھ نہ دُنیا میں ہوئے
ہاں مگر ان کو محمد ﷺ نے بچایا ظلم سے
کی حمایت عورتوں کی مرتے دم تک آپ ﷺ نے
تھی وصیت آخری ان کی اعانت کے لئے
عورتوں کو گھر کے کاموں میں مدد دیتے تھے آپ ﷺ
کام عورت سے جہاد و جنگ میں لیتے تھے آپ ﷺ
آپؐ نے تعلیم لینا فرض عورت پر کیا
عورتوں کے سر پہ یہ احساں رہے گا آپ ﷺ کا

حواشی

(١) فانی مراد آبادی (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ مطبوعہ لائل پور (اب فیصل آباد)۔ ص ٥٢، ٥٣
(٢) خادم سوہدروی، عبدالمجید۔ (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ مسلمان کمپنی، لاہور۔ س ن۔ ص ٣٦، ٣٧
(٣) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ٩٣
(٤) دیکھیں، میری زیرِ نظر کتاب پہلے چھپی ہے یا "خواتین کی نعت گوئی"۔

راؔم کشمیری، لالہ بیلی رام

فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی کی کتابوں میں ان کی ایک نعت کے گیارہ اشعار ملتے ہیں۔ فانی کی مرتبہ کتاب کے کاتب نے انھیں اس طرح کتابت کیا ہے کہ دیکھنے والوں کو مسدس دکھائی دے جس کے آخری دو مصرعے غائب ہوں (١) "ہندو شعرا کا

نذرانہ عقیدت" میں تین اشعار ہیں (٢) خالد بزمی کے مضمون میں پانچ اشعار ہیں (٣) "نورِ سخن" میں بھی پانچ اشعار نقل کئے گئے ہیں (٤)۔

پانچ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

آپ وہ ہیں، کبریا کے دل میں ہے گھر آپ ﷺ کا
آپ اس کے پیارے ہیں اور وہ ہے دلبر آپ ﷺ کا
رات ہو، دن ہو، سحر ہو، شام ہو، یا دوپہر
منتظر رہتا ہے سائل کے لئے، در آپ ﷺ کا
کیوں نہ مجھ کو آرزو ہو آپ کے در کی نبی ﷺ!
بڑھ کے ہے خُلدِ بریں سے بھی مجھے در آپ ﷺ کا
جو ہمارے پاس ہے، وہ آپ کا ہے یا نبی ﷺ
جانِ شیریں آپؐ کی، دل آپؐ کا، سر آپ ﷺ کا
شاہِ عالی جاہ سے ہے مرتبہ اس کا سوا
خوبیٔ تقدیر سے جس کو ملا در آپ ﷺ کا
نیّرِ اعظم بنا ہر ذرۂ ریگِ عرب
اے محمد ﷺ! دیکھ کر روئے منور آپؐ کا
راؔم کو چاہے زمانہ چھوڑ دے، پروا نہیں
راؔم سے لیکن نہ چھُوٹے گا نبی ﷺ! در آپؐ کا

ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول) میں اس نعت کے سات اشعار شائع کئے گئے (٦)۔

حواشی

(١) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ٩٣
(٢) ہندو شعرا کا نذرانہ عقیدت۔ ص ٢٥
(٣) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (١)۔ ص ٢٦٠، ٢٦١
(٤) نورِ سخن۔ ص ٩٣
(٥) عام طور سے لفظ "پروا" کو "پرواہ" لکھا جاتا ہے جو درست نہیں۔ خادم سوہدروی نے "پرواہ"

ہی لکھا ہے لیکن فانی مراد آبادی کے کاتب نے کمال کیا ہے۔ اس نے "پردہ" لکھ دیا ہے۔

(۶) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۷۹ (ماہنامہ "نعت" دنیا میں، دنیا کی تمام زبانوں میں واحد ماہنامہ ہے جس کا ہر شمارہ نعت یا سیرت کے کسی موضوع پر خاص نمبر ہوتا ہے۔ ہر شمارہ کم از کم ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ "نعت" جنوری ۱۹۸۸ سے آج تک پوری باقاعدگی سے بروقت شائع ہوتا ہے۔)

رامؔ، ڈاکٹر لالہ بیلی رام

اسد نظامی نے اپنے مضمون "حضور ﷺ کی بارگاہ میں غیر مسلم شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ڈاکٹر لالہ بیلی رام کانپوری ثم لاہوری کی ایک نعت کے تین اشعار دیئے ہیں۔ انہوں نے دوسروں کی طرح ماخذ کا ذکر نہیں کیا، اس لئے اس لحاظ سے تو بات نہیں ہو سکتی۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ لالہ بیلی رامؔ کشمیری کا ڈاکٹر لالہ بیلی رامؔ کانپوری ثم لاہوری سے الگ شخصیت ہونا یوں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک صاحب ڈاکٹر ہیں، کانپوری ثم لاہوری ہیں، دوسرے صاحب کشمیری ہیں۔ پھر بیلی رام کشمیری کی ایک ہی نعت سب کتابوں، رسالوں میں نقل ہوتی آ رہی ہے۔ اسد نظامی نے ڈاکٹر بیلی رام کانپوری کے جو تین اشعار اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں، وہ مختلف ہیں:

اگر مل جائے محبوبِ خدا ﷺ کا آستاں مجھ کو
تو میں سمجھوں گا، گویا مل گیا سارا جہاں مجھ کو

وہ ظلمت ہے غمِ گیسوئے احمد ﷺ میں یہاں مجھ کو
کہ کفرستان سے کچھ کم نہیں ہندوستاں مجھ کو

خدایا! رامؔ کی دائم دعا ہے تیری رحمت سے
کتابِ نعتِ احمد ﷺ روز و شب ہو برزباں مجھ کو

حاشیہ

الہام (ہفت روزہ) بہاولپور۔ نعت نمبر۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ ص ۳۰

رائےؔ، اروڑہ رائے

مؤرخ لاہور محمد دین کلیم (قادری) لکھتے ہیں کہ ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء سے پہلے لاہور میں مشاعروں کا بہت زور تھا جن میں مسلمانوں کے علاوہ اہلِ ہنود (۱) بھی شرکت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے چار مشاعروں میں پڑھے گئے نعتیہ کلام کو منشی محمد دین فوقؔ نے ایک کتابی شکل میں شائع کرایا جس کا نام "دیوانِ نعتیہ لاہور" تھا۔ اس میں لاہور کے چار ہندو شعرا کا کلام درج ہے۔ یعنی لالہ اروڑہ رائے رائےؔ لاہوری، لالہ لال چند فلکؔ لاہوری، مصر رام داس قابلؔ لاہوری اور لالہ تارا چند تاراؔ لاہوری کا۔ یہ کتاب خورشید عالم پریس لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ لاہور میں اروڑہ رائے ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء کے لگ بھگ وفات پا گیا (۲)۔

ان کی تین نعتوں کے کچھ اشعار ملتے ہیں:

ذرّے ہوں جیسے مہرِ منور کے سامنے
یوں انبیا ہیں میرے پیمبر ﷺ کے سامنے

جبریلؑ سا فرشتہ خدا سے پیام لے
آتا تھا روزِ احمدِ سرور ﷺ کے سامنے

حضرت بلالؓ عشقِ نبی ﷺ میں فدا تھے یوں
بلبل ہو جس طرح سے گلِ تر کے سامنے

خالق سے آرزو ہے کہ جلدی سے لے چلے
مجھ کو مزارِ ساقیٔ کوثر ﷺ کے سامنے

جا کر کروں طوافِ مدینہ میں شوق سے
سر کو کروں فدا درِ اطہر کے سامنے

اس رائےؔ کو طفیلِ علیؓ یا رسولِ پاک ﷺ
جلدی بلا لو روضۂ انور کے سامنے (۳)

فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی نے ان کا ایک شعر ایسا بھی نقل کیا ہے جس

کا قافیہ "قاور" ہے۔ اس کو ہندو شاعر نے اپنی لاعلمی سے "قاوَر" باندھا ہے لیکن فانی و خادم کی لاعلمی کو کیا کیا جائے گا جنھوں نے یہ چھاپ دیا ہے۔

دوسری نعت کے پانچ اشعار ملتے ہیں:

جان و دل سے ہیں فدائے احمدِ مختار ﷺ ہم
دیکھئے، دیکھیں گے اس سرور ﷺ کا کب دربار ہم
جلوۂ حُسنِ نبی ﷺ جاری ہے مثلِ بحرِ فیض
یا خدا، پائیں گے کب اس سے دُرِ شہوار ہم
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ رُکنِ دیں
بے شبہ(۴) چاروں سے کر سکتے نہیں انکار ہم (۵)

تیسری نعت کے دو اشعار محمد دین کلیم نے اپنے مضمون میں دیے ہیں۔ یہ اشعار اور کہیں نہیں ملتے، اس لئے نقل کئے جاتے ہیں۔

مجھے باغِ جہاں میں کچھ نہیں پیارا محمد ﷺ سے
خدا نے یہ جہاں پیدا کیا سارا محمد ﷺ سے
عیاں شق القمر کا معجزہ ہے سب خلائق میں
زمیں پر آ پڑا تھا ہو کے دو پارہ محمد ﷺ سے (۶)

حواشی

(۱) "جنور" کافی ہے۔
(۲) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۴ مئی تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۹ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو" از محمد دین کلیم)
(۳) فانی مراد آبادی نے اس نعت کے چھ اشعار دیے ہیں (ص ۲۴) عبدالمجید خادم سوہدروی نے آٹھ (ص ۳۱) پروفیسر خالد بزمی نے دو (شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۸) اور محمد دین کلیم نے چھ اشعار دیے ہیں (استقلال۔ ۴ مئی تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۹)
(۴) "شُبہہ" کو عام طور سے لوگ "شبہ" لکھتے اور بولتے ہیں جو غلط ہے لیکن اس کا جو علاج "اوج" کے نعت نمبر میں کیا گیا ہے، وہ عجیب ہے۔ وہاں اس "مصرعے" میں "بے شبہہ" لکھ دیا گیا ہے جس سے مصرع بے وزن ہو گیا ہے (جلد دوم۔ ص ۱۹۲)
(۵) فانی اور خادم نے ان کے پانچ پانچ اشعار درج کئے ہیں۔ ایک شعر میں نے نقل نہیں کیا، اس میں کئی غلطیاں ہیں۔ خالد بزمی نے اپنے مضمون میں تین اشعار درج کئے ہیں، وہی تین اشعار نور احمد میرٹھی کی کتاب میں ہیں (نورِ سخن۔ ص ۹۵) ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں نعت" (حصہ اول) میں اس نعت کے تین اشعار چھاپے گئے (ص ۸۳)
(۶) استقلال۔ ۴ مئی تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۹ (محمد دین کلیم کے مضمون میں تو "آ کے دو پارہ" ہے)

ربط، بالا پرشاد

پروفیسر شفقت رضوی کے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے اثرات" میں ہے کہ "شعرائے عہدِ متوسطین میں بالا پرشاد ربط بھی تھے جن کے اجداد کا تعلق لکھنؤ سے تھا لیکن وہ حیدر آباد دکن میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور حیدر آباد کے مسلمانوں کی معاشرتی زندگی سے متاثر تھے۔ مؤلفِ گلزارِ آصفیہ (غلام حسین خان) نے ان کے ایک شعر کو نقل کیا ہے:

تصویر اگر شمعِ رسالت کی لکھوں میں
خامہ سے نکل جلوۂ شق القمر آئے

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں کسی حوالے کے بغیر صرف یہ لکھ کر مندرجہ بالا شعر نقل کر دیا ہے کہ "اسی طرح ہندو شاعروں کے ہاں نعت کے شعر مل جاتے ہیں، مثلاً بالا پرشاد ربط کا یہ شعر دیکھئے" (۲)۔

نور احمد میرٹھی نے بھی کسی حوالے کے بغیر یہی شعر نقل کیا ہے (۳)۔

حواشی

(۱) اردو (سہ ماہی) انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴۔ ص ۱۱۰
(۲) ریاض مجید، ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۰ء۔ ص ۵۶۸
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۹۶

رتن پنڈوروی، پنڈت رلارام

• فانی مراد آبادی نے ان کے نام کے ساتھ "متاعِ سخن' ممتاز الشعرا جناب پنڈت رتن پنڈوری (گورداسپور)" کے الفاظ لکھے ہیں۔ قابلیت ادیب فاضل' منشی فاضل' ایس وی رقم ہے۔ انھوں نے عمر ساٹھ سال لکھی ہے (یعنی ۱۹۳۳ میں) پیشہ درس و تدریس ہے۔ تصانیف میں نو رتن' دستور القواعد' معاون الادب' رہنمائے ادب' داستانِ ادب' فرشِ نظر' گردابِ جنوں' پیغامِ عمل اور ہندی کے مسلم شعرا درج ہیں (۱)۔

میرے پاس ان کی کتاب "ہندی کے مسلمان شعرا" ہے۔ اس پر ان کا نام "(ابو البلاغت) رتن پنڈوروی" تحریر ہے۔ کتاب کی ضخامت ۴۹۳ صفحات ہے۔ ناشر ماہنامہ "شانِ ہند' نئی دہلی ہے۔ ۱۹۸۲ میں چھپی۔ کتاب میں تین سو ستر (۳۷۰) مسلمان شعرا کا ذکر ہے اور ان کا نمونۂ کلامِ ہندی بھی دیا ہے۔ شروع میں ہندی زبان کی مختصر تاریخ' ہندی زبان کی خصوصیات' ہندی اور اردو' ہندی اور مسلمان اور ہندی کے مسلمان شعرا کے عنوانات کے تحت بحث کی گئی ہے (۲) اس کتاب کی اشاعت تک رتن پنڈوروی زندہ تھے۔

اس کتاب سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ فانی مراد آبادی کی کتاب میں ان کا نام "رتن پنڈوری" لکھا گیا' تو پروفیسر خالد بزمی (۳) اور نور احمد میرٹھی (۴) نے اپنے مضمون اور کتاب میں یہی نقل کر دیا' جبکہ اصل لفظ "پنڈوروی" ہے۔

فانی نے ان کی ایک نعت کے گیارہ اشعار شاملِ کتاب کیے ہیں۔ خالد بزمی نے ان میں سے سات اور نور احمد میرٹھی نے نو اشعار نقل کیے ہیں۔

فانی کی کتاب میں ایک شعر کے دوسرے مصرعے میں کتابت کی غلطی نے یہ صورت بنا دی تھی:

وحدت کو ناز کیوں نہ ہو احمد ﷺ کی ذات پر
سمجھا جس نے راز الف لام میم کا

نور احمد میرٹھی نے "سمجھا ہے" لکھ کر اسے "باوزن" بنا دیا ہے جبکہ خالد بزمی کے ذوقِ سلیم نے "سمجھایا" لکھا ہے اور یہی درست ہو سکتا ہے۔

فانی کی کتاب کے خوشنویس صاحب نے اگر یہاں وزن کم کر دیا تھا تو مقطع کے

دوسرے مصرعے کے شروع میں "یہ" کا اضافہ بھی کر دیا۔

چند اشعار دیکھیے:

اے اہلِ بزم جانبِ بطحا چلا ہوں میں
پیغام لے کر آیا ہے جھونکا نسیم کا
شافع اگر حضورِ رسالت مآب ﷺ ہوں
پھر کیوں نہ فیض عام ہو ربِّ کریم کا
شاہد نہ ہو سکا کبھی مشہود سے الگ
نورِ خدا ہے نور رسولِ کریم ﷺ کا
کیونکر بیاں ہو مدحتِ خیرُ البشر ﷺ رتن
ہے تنگ قافیہ رہی طبعِ سلیم کا

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۴

(۲) رتن پنڈوروی (ابو البلاغت)۔ ہندی کے مسلمان شعرا۔ ماہنامہ شانِ ہند' نئی دہلی' ۱۹۸۲۔ (فانی نے کتاب کا نام "ہندی کے مسلم شعرا" لکھا ہے جو درست نہیں)

(۳) شام و سحر "ماہنامہ" لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۷

(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۹۷' ۹۸

رشی پٹیالوی

فانی مراد آبادی نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وزیرِ اعلیٰ پنجاب (چنڈی گڑھ) کے پرنسپل سیکرٹری ہیں' عمر ۴۵ سال ہے' تعلیم بی اے ہے۔ تصانیف میں افسانوں کا مجموعہ "افسانہ نگار و دیگر ہندی کہانیاں" اور مضامین کے مجموعہ جات ہیں (۱)۔ فانی نے ان کی ایک نعتیہ نظم بصورتِ قطعات شاملِ کتاب کی ہے جس کے پہلے چار بندوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور آخری تین بندوں میں حضور ﷺ کی مدح و ثنا۔ خالد بزمی نے اپنے مضمون میں دو نعتیہ قطعات نقل کیے ہیں (۲)

نور احمد میرٹھی نے ان کے نو مصرعے نمونے کے طور پر پیش کر دیے ہیں اور انھیں قطعات کی صورت میں پیش بھی نہیں کیا(۳)۔

نظم یہ ہے:

نور جس کا وادیٔ سینا میں ہے
مہر و مہ کی جان ہے جس کا جمال
جس کا چرچا عالمِ بالا میں ہے
جس کی قدرت ہے کمالِ لازوال

جس کے پروردہ ہیں سب چھوٹے بڑے
جس کی رحمت سے ہے دنیا فیض یاب
ایک ہیں جس کے لیے اچھے برے
جس کی بخشش کا نہیں کوئی حساب

جس کو کہتے ہیں فنا ناآشنا
جس کی فطرت میں خلل ممکن نہیں
خالقِ کون و مکاں، ارض و سما
جس کی ہستی کا بدل ممکن نہیں

پاس رہنے پر بھی ہے جو دُور تر
جس کے ہر جلوے میں اک اعجاز ہے
دل میں رہ کر بھی نہیں آتا نظر
جس کا چھپنا بھی مجسم راز ہے

اے محمد ﷺ! اے مکرم! اے کریم
میں نے اس جلوے کو دیکھا آپ میں
اے جمیل و پیکرِ حق، اے رحیم
خلق ہے شانِ معلیٰ آپ میں!

آپ کی تعریف کوئی کیا کرے

آپ کی تعریف ہو سکتی نہیں
مجھ سے بے بس، مجھ سے بے مقدور سے
آپ کی توصیف ہو سکتی نہیں

اے رسول اللہ ﷺ! اے صلِّ علیٰ
آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
ہر طرف ہے آپ سے نور و ضیا
آپ نے دل میں اجالا کر دیا
اے رسول اللہ ﷺ، اے صلِّ علیٰ

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۷
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۶۳ (مضمون "اعترافِ عظمت")
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۹۹

رِضاؔ، کالی داس گپتا

مجھے معروف دانشور سیّد سجاد رضوی نے کالیداس گپتا رضا کی کسی کتاب سے جو مناقبِ اہلِ بیتِ کرامؓ پر مشتمل تھی، ان کی دو نعتوں کی عکسی نقل مہیا فرمائی۔ دونوں نعتیں میلادیہ ہیں۔ ایک میں نے ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں (۱) اور دوسری "میلاد النبی ﷺ" حصہ اول میں (۲) شائع کر دی۔ ان میں سے پہلی نعت کے پانچ اشعار نور احمد میرٹھی نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں نقل کیے (۳)۔

دونوں نعتیں یہ ہیں:

ساقیٔ میخانۂ احمد ﷺ کی ہے کتنی اچھی
جام اچھے ہیں، خم اچھے ہیں، صراحی اچھی
ناخدا جس پہ فدا ہے، وہ محمد ﷺ کا ہے نام

جس پہ دیندار چڑھا ہے' وہی کشتی اچھی
جام و مینا سے نہیں ہم کو سروکار مگر
آپ ﷺ کے نام پہ آ جائے تو مستی اچھی
اُسوۂ شاہِ رُسُل ﷺ کا جو ہُوا دیوانہ
اس نے تعمیر طریقت کی اٹھائی اچھی
واسطے آپ ﷺ کے جھیلوں تو ستم بھی اچھا
عشق میں آپ ﷺ کے آئے تو بلا بھی اچھی
سامنے سیرتِ نبوی ﷺ کے کوئی کیا ٹھہرے
نیک' مقبول' خُوش اُسلوب' انوکھی' اچھی
کَہ گئے راہِ محمد ﷺ سے گزرنے والے
آپ ﷺ ہوں جس کی طرف' بات اُسی کی اچھی
نعت کے بدلے رِضاؔ آج سُنائی جو غزل
واقعی یہ تمہیں "میلاد" میں سُوجھی اچھی

زمیں پہ روشنی نہیں فلک پہ روشنی نہیں
سبب ضرور اس کا ہے' کسی کو آگہی نہیں
محبّتیں کہیں نہیں' عداوتوں کا زور ہے
اذیتوں کا زور ہے' ضلالتوں کا زور ہے
نہ غنچے میں چٹک رہی' نہ پھول عطر بیز ہے
خزاں کے ظلم و جور سے چمن ہی نالہ ریز ہے
اُجڑ چکی ہیں دوستی و آشتی کی محفلیں
معمّہ بن کے رہ گئی ہیں زندگی کی منزلیں
نہ غمکدوں کی ہے کمی' نہ میکدوں کی ہے کمی
مصیبتیں ہزار ہیں' مسرّتوں کی ہے کمی

سب اپنے اپنے تنگ دل قبیلوں میں بٹے ہوئے
ہیں سب کے دل عداوتوں کے زہر سے پھٹے ہوئے
کسی نے اُٹھ کے لذتوں سے دامن اپنا بھر لیا
کسی نے تیرِ عیش سے جگر میں چھید کر لیا
تصوّرِ حیات پل گیا الم کی گود میں
ابد کی نیند سو چلا بشر عدم کی گود میں
ادب کی خامکاریاں' نظر کی خامکاریاں
غرض شمار کیا کریں بشر کی خامکاریاں
زمانہ ہو گیا' اسی ڈگر پہ کائنات ہے
اندھیری رات ہے یہاں' وہاں اندھیری رات ہے

مگر یہ آج کیا ہوا کہ ظلمتیں ہی چھٹ گئیں
بساطِ غم اُلٹ گئی مصیبتیں پلٹ گئیں
مگر یہ آج کیا ہوا' سکوں سا دل کو ہو گیا
کہاں گئیں رعونتیں' کہاں غرور سو گیا
مگر یہ آج کیا ہُوا' ہوا میں گدگدی سی ہے
سموم میں اثر نہیں' فضا میں زندگی سی ہے
مگر یہ آج کیا ہوا کہ سہل ہو گئی حیات
خرد کو راز مل گیا' نظر نے کہ دی دل کی بات
مگر یہ آج کیا ہوا' طبیعتوں میں ڈر نہیں
کسی بھی کاروبار میں جنوں کا گزر نہیں
مگر یہ آج کیا ہوا سرشتِ کائنات کو
کہ اوج بخشنے لگی تصوّرِ حیات کو
مگر یہ آج کیا ہُوا کہ ضو سے زیست بھر گئی
ضیائے مہرِ بندگی ہر اک طرف بکھر گئی

یہ سب کو ایک جان سا بنا لیا گیا ہے کیوں
یہ سب کو ایک تار میں پرو دیا گیا ہے کیوں
رگِ حیات میں یہ کیا قرار سا اتر گیا
چمن کا رنگ رنگیلی فضا میں کیسا بھر گیا
شگفتہ ہے کلی کلی، حسین پھول پھول ہے
یہ روز بے مثال ہے، ولادتِ رسول ﷺ ہے

حواشی

(۱) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ اول)۔ ص ۲۷
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۸۔ "میلاد النبی ﷺ" (حصہ اول)۔ ص ۷۹، ۸۰
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۰۰

رگھوناتھ سرحدی

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق اور ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے ان کا نام رگھو ناتھ خطیب سرحدی لکھا ہے، چنانچہ میں نے ان کا ذکر حروفِ تہجی کے اعتبار سے "خطیب" میں کر دیا ہے۔ البتہ شاعری کی جو نعت ملتی ہے، اس میں انھوں نے "رگھوناتھ" کو تخلص کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اسی لئے نور احمد میرٹھی نے اسے "رگھوناتھ" میں رکھا ہے۔ چنانچہ میں بھی یہاں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ تفصیلات "خطیب، رگھو ناتھ سرحدی" میں دیکھیں (ص ۱۰۸ پر)

رمز، سدانند سرسوتی جوگی، بہاری لال

"نورِ سخن" میں ان کا نام "سدانند بہاری لال رمز" لکھا ہے جبکہ پروفیسر شفقت رضوی نے اپنے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے اثرات" مشمولہ سہ ماہی اردو، کراچی مطبوعہ ۱۹۸۴ میں عام طور سے ان کا نام "سدانند سرسوتی جوگی" لکھا

ہے (ص ۸۰، ۹۰، ۹۱) دو جگہوں پر نام وہ لکھا ہے جو راقم نے طرازِ عنوان بنایا ہے (ص ۸۴، ۸۸) اور ایک جگہ صرف "بہاری لال رمز" لکھا ہے (ص ۸۶)

شفقت رضوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "سدانند سرسوتی جوگی رمز بھی حیدر آباد کے رہنے والے تھے اور مشہور صوفی شاعر حضرتِ فیض سے فیض یافتہ تھے، وہ کہتے ہیں:

بھرتا ہوں دمِ احمد ﷺ و حیدرؓ شہِ تحجر
ہے لب پہ مرے فکرِ تکرر، شہِ تحجر (۱)

اس مضمون میں صفحہ ۸۰، ۸۴، ۸۶، ۸۸ پر رمز کے حمدیہ اشعار درج کیے گئے ہیں۔ نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں ان کے مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار دیے ہیں۔

مرے آقا مرے مولا، مرے اللہ کے ولی ﷺ
ہے تلے آپ کے قدموں ہی کے جنت میری
اہلِ بیت آپ کے ہوں میرے بھی حامی محشر
ہووے مقبول عبادت و اطاعت میری (۲)

یہ "اشعار" مرتب کتاب نے کہاں سے لئے ہیں، کچھ معلوم نہیں۔ شفقت رضوی کے مضمون میں جو چند حمدیہ شعر ہیں اور ایک منقبتیہ شعر ہے، وہ تو ایسے نہیں۔ مثلاً

ہوتی ہے چکا چوند، نہیں آنکھ ٹھہرتی
رکھتا ہے کب اُس مطلعِ انوار کا خاکہ
تو مرے دل ہی میں رہ کر جو نہ پہنچا مجھ سے
کعبہ و دیر کا کیوں مفت میں چکر ہوتا
سو گتھیاں ہوں رشتۂ تدبیر میں تو کیا
ہمت ہمیں تو حضرتِ مشکل کشا کی ہے

بہر حال، رمز کے نام سے نعت کے جیسے بھی دو شعر ملے ہیں، نذرِ قارئین کر دیے گئے ہیں۔

حواشی

(۱) اردو (سہ ماہی) انجمن ترقی اردو پاکستان' کراچی- جولائی تا ستمبر ۱۹۸۳- ص ۱۱۰
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)- نورِ سخن- ص ۱۰۲

رونق دہلوی' منشی پیارے لال

فانی مراد آبادی نے ان کے نام کے ساتھ "ممتاز الشعرا" کا خطاب لکھا ہے (۱)- اصغر حسین خاں نظیر لودھیانوی لکھتے ہیں کہ دہلی کے ایک معزز خاندان کے رکن تھے- مولانا عبدالرحمان راسخ سے تلمذ تھا- ادبی حلقوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے- شاعری کے علاوہ صحافت سے بھی دلچسپی تھی (۲)-

فانی مراد آبادی نے ان کے دیوان کا نام "دیوانِ رونق" لکھا ہے (۳) خادم سوہدروی اور پروفیسر خالد بزمی نے بھی یہی نام نقل کر دیا ہے (۴) حالانکہ ان کے کلام کا مجموعہ "رونقِ سخن" کے نام سے شائع ہوا' دوسرا مجموعہ دہلی کی کاشتہ سبھا نے "کلامِ رونق" کے نام سے چھاپا تھا (۵) راقم الحروف (راجا رشید محمود) نے خود ان کا دیوان "رونقِ سخن" دیکھا ہے جو ۱۳۲۰ھ میں امپیریل بک ڈپو' دہلی سے چھپا-

"نقوش" کے رسول ﷺ نمبر میں رونق کی ایک نعت شامل ہے اور اس کے ساتھ "وفات": اندازاً" ۱۹۱۵" لکھی ہے (۶)-

ممتاز الشعرا پیارے لال رونق دہلوی کے دیوان "رونقِ سخن" میں آٹھ نعتیں ہیں- کچھ ایسی نعتیں بھی ادھر ادھر سے ملی ہیں جو ان کے دیوان میں شامل نہیں' ان سب کے منتخب اشعار قارئین ابھی ملاحظہ فرمائیں گے- لیکن پروفیسر سید یونس شاہ جب یہ لکھتے ہیں کہ "منشی پیارے لال رونق دہلوی نے سینکڑوں نعتیں لکھی ہیں" (۷) تو احساس ہوتا ہے کہ ہمارے محترم مرتبین و محققین' الفاظ کے استعمال میں احتیاط نہیں برتتے- خود پروفیسر یونس شاہ نے اپنی زیرِ نظر کتاب میں رونق کی دو نعتوں کے سات اشعار اور ایک مُسدّس کا ایک بند درج کیا ہے-

"رونقِ سخن" میں رونق دہلوی کی آٹھ نعتیں ہیں جن میں سے چھ نعتوں کے

مطلعے یہ ہیں:

مرحبا' صلِّ علیٰ' وہ رُخِ زیبا دیکھا
جو نہ دیکھا تھا کبھی' آنکھ نے جلوہ دیکھا

مکّہ دیکھا' نہ مدینہ' نہ وہ روضہ دیکھا
چاہنے والے نے دنیا میں رترے کیا دیکھا

نظر آ جائے گر جلوہ مجھے رُوئے پیمبر ﷺ کا
نہ دیکھوں چاند کی صورت' نہ مُنہ مہرِ منوّر کا

دارین میں ہے نورِ سراپائے محمد ﷺ
پھیلی ہے ضیائے رُخِ زیبائے محمد ﷺ

شرمِ عصیاں سے انھیں دیکھ کے غفّار کے پاس
جاؤں گا مُنہ کو چھپائے ہوئے سرکار ﷺ کے پاس

رکھتے ہیں شوق مدحتِ شاہِ زماں ﷺ سے ہم
خامہ کا کام لیتے ہیں اپنی زباں سے ہم

ایک نعت جو "رونقِ سخن" میں بھی ہے اور کئی اور کتابوں' رسالوں میں بھی نقل ہوئی ہے' اس کے چند اشعار یہ ہیں:

تو ہے محبوب ﷺ' خدا چاہنے والا تیرا
مرتبہ سارے رسولوں میں ہے بالا تیرا

عفو ہو جائیں گی محشر میں خطائیں ساری
داورِ حشر کو دوں گا میں حوالہ تیرا

لے اڑی آج صبا سُوئے مدینہ دلِ زار
ناتوانی نے بڑا کام نکالا تیرا

نور سے تیرے منوّر ہوئے دونوں عالم
نظر آتا ہے ہر اک سمت اجالا تیرا

گر یہی شوقِ مدینہ ہے تو ہاں' بسم اللہ

جانِ بے تاب، ہُوا دیس نکالا تیرا
لے خبر جلد مری، ناز سے سونے والے
ہو گیا فرشِ زمیں چاہنے والا تیرا
ہو گیا شوق میں وہ آج نثارِ احمد ﷺ
دل جو رونق تھا بڑے نازوں کا پالا تیرا (۸)

"رونقِ سخن" کی ایک اور نعت بھی کئی مُرتبین نے نقل کی ہے، اس کے چند اشعار دیکھیں:

دل چھین لیا ایک جوانِ عربی ﷺ نے
مختارِ دو عالم، شہِ اُمّی لقبی ﷺ نے
اک شور ملائک میں ہوا صلِّ علیٰ کا
رکھا جو قدم عرشِ معلیٰ پہ نبی ﷺ نے
رہتا ہے مری آنکھوں میں کونین کا جلوہ
بخشا ہے مجھے نور وہ دیدارِ نبی ﷺ نے
دو ٹکڑے قمر کے ہوئے، انگلی جو اٹھائی
اک معجزہ ادنیٰ سا دکھایا یہ نبی ﷺ نے
طیبہ(۹) مجھے جلدی سے بلا لیجے شاہا!
کر رکھا ہے بے چین زیارت طلبی نے
تعظیم مری حشر میں کرتے ہیں ملائک
وہ مرتبہ بخشا ہے مجھے نعتِ نبی ﷺ نے
فریاد کہ مل جاؤں شہیدوں میں الٰہی!
مارا ہے مجھے عشقِ رسولِ عربی ﷺ نے (۱۰)

قارئینِ محترم نے اس نعت کے کچھ اشعار پڑھ لئے ہیں، اب اس نعت کے بارے میں پروفیسر سید یونس شاہ کی یہ "تحقیق" بھی ملاحظہ فرمائیں۔ "مولانا جامی" کی زمین میں رونق دہلوی نے بھی طبع آزمائی کی ہے"۔ (۱۱)

"رونقِ سخن" کی ان نعتوں کے علاوہ بھی ممتاز الشعرا منشی پیارے لال رونق کی کچھ نعتیں ملتی ہیں:

یہ فیض عاصیوں پہ رسالت مآب ﷺ کا
ممنون ہے جہاں کرم بے حساب کا
گوشہ الٹ گیا تھا یہ کس کی نقاب کا
اب تک ہے زرد شرم سے منہ آفتاب کا
پردہ گنہگاروں کا محشر میں ڈھک گیا
سایہ پڑا جو ان پہ رسالت مآب ﷺ کا
شاید پڑا تھا پَرتوِ حُسنِ رُخِ نبی ﷺ
چمکا ہوا فلک پہ ہے بخت آفتاب کا
روشن کیا ہر اک پہ شریعت کا مسئلہ
دے کر سبق زمانے کو اُمُّ الکتاب کا
رونق اُسے سمجھتے ہیں مومن جہاں میں ہم
جو دل سے معتقد ہے رسالت مآب ﷺ کا (۱۲)

چمکا ہے نورِ حُسنِ رسالت مآب ﷺ کا
روشن ہوا چراغ جہانِ خراب کا
عاشق ہوں اس جنابِ رسالت مآب ﷺ کا
کونین ایک ذرہ ہے جس کی جناب کا
دم میں بُراق بر سرِ عرشِ بریں گیا
تھا معجزہ یہ آپ ﷺ کے پائے رکاب کا
لے کر سیاہی نورِ رُخِ آفتاب سے
لکھتا ہے وصف حُسنِ رسالت مآب ﷺ کا
رونق سخن کو میرے نہ حاصل ہو کیوں شرف
مدّاح ہوں جنابِ رسالت مآب ﷺ کا (۱۳)

نظر آئے نہ جلوہ ہر گھڑی کیوں کر محمد ﷺ کا
ازل سے ہے دل و دیدہ میں اپنے، گھر محمد ﷺ کا
نہ ڈر تر دامنی کا ہے، نہ کچھ خوفِ معاصی ہے
بھروسا ہے پئے بخشش بر محشر محمد ﷺ کا
کھنچا آئینۂ دل پر برے اک نقشِ صد حیرت
نظر آیا جو عکسِ عارضِ انور محمد ﷺ کا
نہ پوچھو، یہ سرِ عرشِ بریں کس شان سے پہنچے
شبِ معراج تھا کچھ اور کرّوفر محمد ﷺ کا
نشاں مخلوق کا ہوتا، نہ بنتی یہ کبھی دنیا
نہ آتا صورتِ انساں میں گر پیکر محمد ﷺ کا
یہ وہ ذاتِ مقدّس ہے، رسالت ختم ہے جس پر
ہوا ہے اور نہ ہو گا اب کوئی ہمسر محمد ﷺ کا
نہ ہو کیوں قدر رونق درہم داغِ محبت کی
کہ ہے بیٹھا ہوا سکّہ مرے دل پر محمد ﷺ کا (۱۴)

وہ حسن ہے، ٹھہرنا نظر کا محال ہے
دیکھے رُخِ نبی ﷺ کسے تابِ جمال ہے
میں اور مری زبان پہ توصیفِ شاہِ دیں ﷺ
بخشا ہوا حضور ﷺ کا حسنِ مقال ہے
بے خود بنا دیا ہے تمنائے دید نے
یہ فرطِ محویت، مرا شوقِ وصال ہے
کیا پوچھتے ہو حسرتِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ
کہ دیں گی آرزوئیں جو اس دل کا حال ہے
دل پر کھنچی ہوئی ہے جو تصویرِ مصطفیٰ ﷺ
رونق یہ اک کرشمۂ رنگِ خیال ہے (۱۵)

رونق کے دو نعتیہ مسدّس بھی ملتے ہیں۔ ان کا کلام اتنا معیاری ہے کہ جی تو چاہتا ہے کہ مکمل مسدس قارئینِ کرام تک پہنچائے جائیں لیکن بوجوہ ایسا ممکن نہیں۔

ایک مسدس "شانِ نبوت" کے دو بند دیکھئے:

ستارہ اوج پر کیونکر نہ ہو شانِ نبوّت کا
فلک منظر ہے رُتبہ تیرے احکامِ شریعت کا
کھلا تجھ سے جہاں میں رازِ سربستہ حقیقت کا
دکھایا حسنِ کثرت میں ہے جلوہ تو نے وحدت کا
نہ تجھ سا پیشوائے دیں اگر پیدا یہاں ہوتا
نہ بنیادِ زمیں ہوتی، نہ قائم آسماں ہوتا

جہاں میں تو نے چمکایا ہے وہ آئینہ قرآں کا
کہ جس سے ہر طرف پھیلا ہوا ہے نور ایماں کا
ضیائے دیں ہے بہرِ چشمِ عالم بابِ عرفاں کا
دلوں میں تو نے جلوہ بھر دیا توحیدِ یزداں کا
جلائی بزمِ امکاں میں وہ مشعل حق پرستی کی
ہوئی روشن حقیقت جس سے تیری پاک ہستی کی (۱۶)

ان کے ایک دوسرے مسدّس "نبی ﷺ کی عظمت" کے تین بند ملاحظہ فرمایئے:

تم وہ ہو، حق نے بنایا جن کو شاہِ انبیا ﷺ
تم وہ ہو، بالا ہے سب نبیوں میں جن کا مرتبہ
تم وہ ہو، جن کو شرفِ معراج کا حاصل ہوا
تم وہ ہو، عرشِ بریں زینہ ہے جن کے بام کا
نیّرِ بُرجِ شرف ہو، آسمانِ معرفت
منکشف تم سے ہُوا رازِ نہانِ معرفت

ہادیٔ دینِ متیں ہو تم محمد مصطفیٰ ﷺ
باعثِ صد فخرِ ملّت رہنما و پیشوا

لکھ دیا حق میں تمہارے حق نے لَوْلَاکَ لَمَا
تم نہ ہوتے تو نہ بنتے یہ کبھی ارض و سما
تم سے قائم ہے جہاں میں یہ جہانِ بیکراں
اس سے پہلے نام کو بھی کچھ نہ تھا نام و نشاں

تم وہ ہو چرخِ رسالت کے درخشاں آفتاب
نورِ عالم تاب کا جس کے نہیں کوئی جواب
دیکھ کر بزمِ جہاں میں رنگِ حُسنِ انتخاب
شرم سے خورشیدِ محشر ہے لئے منہ پہ نقاب
تم وہ ہو ظلمت مٹا دی دم میں کفر و شرک کی
مشعلِ توحید کی سب کو دکھا کر روشنی (۱۷)

"مہک" گوجرانوالہ کے خاص نمبر میں پیارے لال رونق کے نام سے جو بظاہر چھ اشعار نعتیہ غزل کے طور پر شائع کئے گئے ہیں، دراصل اسی نعتیہ مسدس کے دو بند ہیں (۱۸)۔

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۲۵، ۵۹
(۲) نظیر لودھیانوی۔ تذکرۂ شعرائے اردو۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۵۳۔ ص ۲۵۸
(۳) فانی مراد آبادی کی مرتبہ محولہ بالا کتاب۔ ص ۱۰۲، ۱۰۸
(۴) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۴۲ / شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۱
(۵) تذکرۂ شعرائے اردو۔ ص ۲۵۸
(۶) نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۶۷۳
(۷) یونس شاہ، پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ نومبر ۱۹۸۴۔ ص ۳۸۱
(۸) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب اور خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں اس نعت کے گیارہ اشعار درج ہیں (ص ۵۲۔ ص ۴۳۔ بالترتیب) / پروفیسر خالد بزمی نے اس نعت کے تین اشعار اپنے مضمون میں نقل کئے ہیں (شام و سحر۔ نعت نمبر۔ ۱۹۸۱ (ص ۲۶۱) / "نقوش" کے رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم میں اس نعت کے دس اشعار ہیں (ص ۶۷۳) / ماہنامہ "نعت" لاہور کے نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول (اگست ۱۹۸۸) میں ۵ شعر ہیں (ص ۸۴)

(۹) میں نے اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کے ارشاد مبارک کے مطابق "یثرب" کے لفظ کو "طیبہ" میں بدل دیا ہے۔ رونق تو ہندو ہیں، ہمارے بہت سے مسلمان شعرا اپنی نعتوں میں مدینۂ کریمہ کے لئے یہ لفظ استعمال کرنے کی غلطی کر جاتے ہیں۔
(۱۰) فانی نے اس نعت کے تیرہ اشعار دیے ہیں (ص ۶۸) اور خالد بزمی نے پانچ اشعار (شام و سحر۔ نعت نمبر۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۱)
(۱۱) تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۸۱
(۱۲) پیشوا (ماہنامہ) دہلی۔ تذکرۂ جمیل۔ جون جولائی ۱۹۳۴۔ ص ۱۳۴۔ (تیرہ اشعار) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ فروری ۱۹۹۰۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ سوم۔ ص ۳۴ (نو اشعار) /
(۱۳) پیشوا (ماہنامہ) دہلی۔ تذکرۂ جمیل۔ جون جولائی ۱۹۳۴۔ ص ۱۳۳ (تیرہ اشعار) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۵۹ (تیرہ اشعار) / ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۲۰ (تین اشعار) / شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۱ (تین اشعار) / نورِ سخن۔ ص ۱۰۳ (سات اشعار) / تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دُوُم۔ ص ۳۸۱ (تین اشعار)
(۱۴) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۰۸ (گیارہ شعر) / شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۶۱ (چھ اشعار)
(۱۵) پیشوا (ماہنامہ) دہلی۔ تذکرۂ جمیل۔ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰۔ ص ۱۱۳ / نعت "ماہنامہ" لاہور۔ جون ۱۹۹۰۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ سوم) ص ۲۰
(۱۶) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۰۲ (چار بند) / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۴۲، ۴۳ (پانچ بند) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۴۴ (مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" از راجا رشید محمود)
(۱۷) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۲۵ (۶ بند) / تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۸۱ (ایک بند) / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۳۴ (چار بند)
(۱۸) مہک (مجلّہ گورنمنٹ ڈگری کالج) گوجرانوالہ۔ نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ۔ ص ۳۰۵

رویندر، رویندر جَین

ان کی ایک نعت کے سات اشعار نُور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب میں شامل ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

آپؐ کی شان عجب شان رسولِ اکرم ﷺ
آپ ﷺ اللہ کے مہمان رسولِ اکرم ﷺ

روزِ اوّل کے ہیں عنوان رسولِ اکرم ﷺ
اور محشر کے ہیں سُلطان رسولِ اکرم ﷺ

آپؐ تکمیلِ مُساوات و امین و صادق
آپؐ ہیں افضلِ الانسان رسولِ اکرم ﷺ

آپؐ کے ماننے والوں میں ضروری تو نہیں
صرف شامل ہوں مسلمان رسولِ اکرم ﷺ

آپؐ ہی کی تو بدولت ہے میسّر ہم کو
وہ جسے کہتے ہیں قرآن رسولِ اکرم ﷺ

آپؐ اکرام ہی اکرام عطائے اوّل
آپؐ احسان ہی احسان رسولِ اکرم ﷺ

آپؐ کا ذکر ہے وہ ذکر کہ جس کو سُن کر
پختہ ہو جاتا ہے ایمان رسولِ اکرم ﷺ

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سُخن۔ ص ۱۰۴، ۱۰۵

زارؔ دہلوی، پنڈت تربھون ناتھ

فانی مراد آبادی کی مرتّب کردہ کتاب میں ان کی نعت کے ۲۰۔ اشعار، اور "نورِ سُخن" میں ۱۲۔ اشعار چھپے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس نعت کے بیشتر اشعار میری سمجھ میں نہیں آئے۔ شعر باوزن ہیں، سوائے اُس ایک آدھ مصرعے کے، جو نقل کرنے میں بے وزن ہو گیا ہو گا۔ اس گمان سے اس "نعت" کے چند اشعار نقل کر رہا ہوں کہ شاید صاحبِ علم قارئینِ محترم کچھ مطلب نکال لیں:

ہوئی خود حقیقتِ منتظَر، تھی جلی لباسِ مجاز میں (۱)

نظر آئی جس کی ضیائے ضَو، جَسدِ قریشِ حجاز میں
ہُوا رُونما ترا جلوہ جو تھا احد سرائے طراز میں

تو چھپائے احمدِ پاک ﷺ کے نہ چُھپا ہے وہ ہیم درواز میں (۲)

وہی ذاتِ بابرکات تھی، بخدا سکونِ حیات تھی
وہ ربوبیت کی شمولیت تھی ادائے حلم طراز میں

وہی آنِ حق وہی شانِ حق، وہی کانِ حق وہی جانِ حق
ہُوئے مومن اس کے ہی کلمہ گو کئے سجدے اس کو نماز میں

وہی چشمِ نور دراصل تھی کہ بصیرتی شبِ وصل تھی
نہ ہُوئے جو آئینہ حیرتی یہ محاذ آئینہ ناز میں

یہ وکالتیں، یہ کفالتیں، یہ شفاعتیں، یہ ہدایتیں
ہیں روایتیں انھیں جو فقط ہیں رسولِ پاک ﷺ کی آڑ میں

ہُوئے خارِ مسلمِ منتشر، ہُوئے زارؔ مومنِ مختصر (۳)
ہیں امید وار کہ پائیں بار حضورِ بندہ نواز میں (۴)

فانی نے شاعر کے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ "پروفیسر اندر پرستھ گرلز کالج، دہلی"۔ پروفیسر خالد بزمی نے آنند موہن گلزار کے آکر میں لکھا ہے کہ وہ زارؔ دہلوی کے فرزند ہیں (۵)

حواشی

(۱) "نورِ سُخن" میں مجاز کی بجائے "محاذ" لکھا ہے۔
(۲) دونوں کتابوں میں "نہ چھپا ہے وہ ہیم درواز میں" لکھا ہے۔
(۳) اغلباً "خوار" کی جگہ "خار" لکھا گیا ہے۔
(۴) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سُخن۔ ص ۱۰۶ - ۱۰۸ / فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ۲۸، ۲۹
(۵) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۸، ۲۷۹

زخمی، راج بہادر

منشی راج بہادر، زخمی تخلص کرتے تھے اور طاہر موہانی کے شاگرد تھے۔ ایک رسالہ "نالۂ زخمی" ۱۸۸۶ میں نکالا تھا جو چند سال بعد بند ہو گیا۔ ان کے بزرگ کاکوری کے قانون گو تھے۔ ۱۸۸۳ سے کانپور میں قیام تھا۔ اکثر نعتیہ کلام بھی کہتے تھے (۱)۔

ان کی ایک ہی نعت ملتی ہے جس کے چھ اشعار حکیم نثار احمد علوی نے دیے ہیں اور آٹھ اشعار نُور احمد میرٹھی نے نقل کیے ہیں (۲)

راہ پر آئے یہ برگشتہ مقدر اپنا
حرمِ پاک کے ہو گرد جو چکّر اپنا

لبِ شیرینِ محمد ﷺ کے جو لکھے اوصاف
شعر ہر ایک ہُوا قندِ مکرر اپنا

کیوں نہ اعجازِ محمد ﷺ کے ہوں قائل اغیار
کر لیا ایک زمانے کو مسخّر اپنا

کیوں نہ مل جائے ہمیں منزلِ مقصد زخمی
خضرِ جادۂ الفت ہے پیمبر ﷺ اپنا

یا نبی ﷺ! سنبلِ گلزارِ جناں کو بھولے
تم سنگھا دو جسے گیسوئے معنبر اپنا

ہم جو آنکھوں سے لگا لیتے ردائے عربی
پھر نہ جامے میں سماتا تنِ لاغر اپنا (۳)

حواشی

(۱) نثار احمد علوی، حکیم۔ سخنورانِ کاکوری۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۸ء۔ صفحہ ۵۳۵
(۲) نورِ سخن۔ ص ۱۰۹، ۱۱۰
(۳) آخری دو اشعار "سخنورانِ کاکوری" میں نہیں ہیں۔

زیب، راجا چھٹومل

راجا چھٹومل زیب کا ایک نعتیہ شعر نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب "نُورِ سخن" میں شامل ہے:

انسان سے کیا طے ہو رہِ نعتِ پیمبر ﷺ
چلنا جہاں مشکل ہو فرشتوں کی زباں کا

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۲

زیب، ڈاکٹر ماتا پرشاد

ان کی ایک نعت کے ۹۔ اشعار "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں شامل تھے (۱)۔ "نورِ سخن" کے مرتب نے اس نعت کے سات اشعار نقل کیے (۲) ماہنامہ "نعت" لاہور کے ایک خاص نمبر (۳) بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصۂ سوم) میں اس نعت کے سات اشعار شائع کیے گئے (۴)۔

چند اشعار دیکھیے:

آرزو گنبدِ خضرا کی ضیا بار تو ہے
زندگی جنتِ طیبہ کی طلب گار تو ہے

دامنِ ہوش و خرد مطلعِ انوار تو ہے
دل مِرا نُورِ محمد ﷺ کا ضیا بار تو ہے

باعثِ فخر ہے عرفانِ عقیدت مندی
جذبۂ دل میں مِرے عظمتِ سرکار ﷺ تو ہے

مِرا نغمہ، مِرا آہنگ، مِرا سازِ ادب
جذبۂ نعتِ محمد ﷺ کا سزاوار تو ہے

میرے جذبات میں ہے نعتِ رسولِ عربی ﷺ
زیب آہنگ نہیں ساز میں، جھنکار تو ہے

حواشی

(۱) مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۵
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۹۱
(۳) ماہنامہ "نعت" لاہور کا ہر شمارہ خاص نمبر ہے جو نعت یا سیرت کے کسی ایک موضوع پر مضامین نظم و نثر کا حامل ہوتا ہے۔ یہ رسالہ جنوری ۱۹۸۸ سے پوری باقاعدگی سے جاری ہے اور ہر شمارہ ۹۲ صفحات پر' بروقت شائع ہوتا ہے۔
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۹۰۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ سوم۔ ص ۴۱

زیبا' پنڈت برجموہن لال

فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی نے ان کی دو دو نعتیں دی ہیں لیکن ایک کے ساتھ "برجموہن لال تلو زیبا - بی اے امرتسر" لکھا ہے (۱) اور دوسری نعت کے ساتھ "پنڈت برجموہن لال زیبا پروفیسر ہندو کالج' امرتسر" کے الفاظ رقم کئے ہیں (۲)۔

اس سے پروفیسر خالد بزمی یہ سمجھے کہ یہ دو شخصیتیں ہیں' اس لئے انہوں نے ایک جگہ "زیبا امرتسری" کے عنوان سے لکھا۔ "برجموہن تلو زیبا امرتسری تعلیم کے اعتبار سے گریجویٹ ہیں۔ انہیں نعت گوئی سے خاص رغبت ہے۔ ان کا اندازِ بیان صاف اور سادہ سا ہے" (۳)۔ دوسرے مقام پر "برجموہن زیبا" کے عنوان سے لکھا "پنڈت زیبا ہندو کالج امرتسر میں پروفیسر رہے ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام سادہ اور دلکش ہے" (۴)۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک ہی شخصیت ہے اور ان کی دو نعتیں ملتی ہے۔ درجِ ذیل نعت جو فانی اور خادم نے شائع کی ہے' پہلے ماہنامہ "پیشوا" میں چھپی تھی (۵) فانی اور خادم نے اس نعت کے نو اشعار نقل کئے ہیں۔ چند اشعار دیکھئے:

گلزارِ وحدت حضرت محمد ﷺ
انوارِ رحمت حضرت محمد ﷺ

اللہ روحِ کون و مکاں ہے
روحِ نبوت حضرت محمد ﷺ

نقشِ دُوئی کو مٹا کر ہی اُٹھے
مشتاقِ وحدت حضرت محمد ﷺ

کہتے تھے' ہمسائے سے کر محبت
تھے نیک نیت حضرت محمد ﷺ

راہِ صداقت پہ قائم رہے وہ
تھے مردِ ہمت حضرت محمد ﷺ

ہے دل میں حسرت زیبا تو یہ ہے
دکھلائیں صورت حضرت محمد ﷺ (۶)

دوسری نعت کے چھ اشعار فانی اور خادم کی کتاب میں ہیں۔ "نورِ سخن" میں پانچ اشعار نقل کئے گئے ہیں (۷)۔

چند شعر یہ ہیں:

سبق دنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمد ﷺ نے
دُوئی کو دور ہر دل سے کیا حضرت محمد ﷺ نے

اٹھا کر پردہ' بے گانگی ہر دل کے چہرے سے
انھیں رنگ آشنائی کا دیا حضرت محمد ﷺ نے

سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو
بڑا احسان دنیا پر کیا حضرت محمد ﷺ نے

شریکِ دردِ مظلوماں' انیسِ حالِ محروماں
دل اک عالم کا ہاتھوں میں لیا حضرت محمد ﷺ نے

کہا ہر اک کو' ہمسائے سے الفت کر' محبت کر
دل آزاری سے بچ' فرما دیا حضرت محمد ﷺ نے

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۳۸ / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۲۵
(۲) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۳۸ / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۴۳
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۳

(۴) ایضاً"۔ ص ۲۶۶
(۵) پیشوا (ماہنامہ) دہلی۔ رسول ﷺ نمبر۔ ۱۳۴۸ھ (صفر ۱/ المظفر) بحوالہ ماہنامہ "نعت" لاہور۔ ستمبر ۱۹۸۸ء۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف"۔ حصہ اول۔ ص ۴۲
(۶) ایک مصرع ہے "تھے رازِ قدرت حضرت محمد ﷺ"۔ یہ خادم کی مرتبہ کتاب میں تو ٹھیک لکھا ہے، فانی کی کتاب میں "تھے رازِ مشیت" لکھا ہے جو وزن میں نہیں رہا۔
(۷) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۶۸

ساحر دہلوی، امرناتھ

ناظر کاکوروی نے لکھا ہے۔ "ولد رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ مدن بے جان۔ ۱۸۶۳ میں بمقام بریلی پیدا ہوئے" (۱)۔ پروفیسر شفقت رضوی نے امرناتھ ساحر کے بارے میں لکھا ہے۔ "دہلی۔ پیدائش ۱۸۶۳ء" (۲)۔ وفات ۱۹۳۲ء (۳)۔

فانی مراد آبادی اور خادم سہروردی کی مرتبہ کتابوں میں پنڈت امرناتھ ساحر کی دو منظومات شامل ہیں۔ پہلی نعت میں ان کے نام کے ساتھ تحریر ہے۔ علامہ۔ بی اے۔ سابق ڈپٹی کلکٹر" (۴)۔

رمرا قلب مطلعِ نور ہے کہ حرم میں جلوۂ یار ہے (۵)
دل و دیدہ محوِ نظارہ ہیں کہ نہ گرد ہے، نہ غبار ہے (۶)
ترے جلووں کا، تری رحمتوں کا حساب ہے نہ شمار ہے
کہ صفات کون و مکان کی تری ذات دارومدار ہے (۷)
تو نہاں ہے قلبِ صفات میں، تو عیاں ہے جلوۂ ذات میں
تو وہ نورِ پاکِ علیم ہے جسے اپنے سایہ سے عار ہے
جو نہ حرف و صَوت میں آ سکے، جو دو کون میں نہ سما سکے
رگِ جانِ ساحرِ خستہ میں وہ مکینِ لیل و نہار ہے (۸)

دوسری نظم میں ۱۳ شعر ہیں (فانی نے گیارہ شعر دیے ہیں) اس میں پہلے نو اشعار حمدیہ ہیں، مقطع سے پہلے کے تین شعر یہ ہیں:

حاصل جنہیں نبوّت و قربت ہے، ان میں ایک
تیرا حبیب ﷺ ہے کہ وہ گودڑ کا لال ہے
بے سایہ نور باعثِ ایجاد و مغفرت
جس کے وجودِ جُود سے رحمت نہال ہے
اُمّت کا اپنی شافعِ روزِ جزا بنا
اب پُرسشِ جواب، نہ رُوئے سوال ہے (۹)

"اردو کے ہندو ادیب" میں امرناتھ ساحر کی حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی ایک منقبت بطورِ نمونہ درج ہے (ص ۸۷)

فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب کے آخری صفحے پر چھ اشعار کی ایک نعت ہے جس کے مقطع میں ساحر تخلّص استعمال ہوا ہے لیکن شاعر کا نام درج نہیں ہے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس ساحر کی نعت ہے۔ دو اشعار دیکھیے:

جبینِ جہاں آستانِ محمد ﷺ
عقیدت کی یہ انتہا ہو رہی ہے
رمرا سر ہے پائے پیمبر ﷺ پہ ساحر
نمازِ ارادت ادا ہو رہی ہے (۱۰)

پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں مدن لال ساحر، ساحر سنائی اور ساحر ہوشیار پوری کا ذکر کیا ہے، پنڈت امرناتھ ساحر کا نہیں کیا (۱۱)

حواشی

(۱) ناظر کاکوروی۔ اردو کے ہندو ادیب۔ ص ۸۷
(۲) اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۷۹، ۹۳، ۱۰۷
(۳) ایضاً"۔ ص ۸۱، ۹۳، ۱۰۷
(۴) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۲۲۹ / خادم سہروردی، عبدالمجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۳
(۵) "رمرا" کو دونوں کتابوں میں "میرا" لکھا گیا ہے۔
(۶) فانی کی کتاب میں "دل و دید" لکھا ہے۔
(۷) دونوں کتابوں میں "مکاں" کے ن کا اعلان نہیں ہوا۔

(۸) پہلے یہ نعت ماہنامہ "پیشوا" دلی کے رسول ﷺ نمبر (جو ۱۹۲۸ میں چھپا) میں شائع ہوئی تھی۔ اس رسول ﷺ نمبر میں ۷۶ مضامین نثر اور ۲۹ منظومات کے علاوہ تیس کے قریب تصاویر ہیں (ماہنامہ "نعت" لاہور۔ ستمبر ۱۹۸۸۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف"۔ حصہ اول۔ ص ۱۹،
۲۲) "نورِ سخن" میں اس کے پانچ اشعار ہیں (ص ۱۱۳)
(۹) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۷۴ (فانی نے آخری دو شعر نہیں دیے۔ یعنی فانی کی کتاب میں جو نظم ہے وہ حمد یہ ہے اور اس میں صرف ایک شعر نعتیہ ہے)
(۱۰) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۹۸ (صفحۂ آخر)
(۱۱) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۹ تا ۲۸۰

ساحرؔ سنامی

فانی مراد آبادی نے ان کا نام یوں لکھا ہے۔ "تیجونت رائے ساحرؔ سنامی۔ بی اے۔ تحصیلدار پٹیالہ" (۱)۔ "شام و سحر" لاہور کے نعت نمبر میں پروفیسر خالد بزمیؔ نے ان کے نعتیہ مخمس کے تین بند نقل کئے ہیں (۲)۔ نور احمد میرٹھی نے ان کے اس مخمس کے ایک بند کا تیسرا مصرع چھوڑ کر باقی چار مصرعے نمونۂ نعت کے طور پر پیش کر دیے ہیں (۳) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب اور "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ساحرؔ سنامی کا ذکر نہیں ہے۔

نعتیہ مخمس کے دو بند ملاحظہ فرمایئے:

اے باعثِ صد فخرِ جہاں، شانِ مدینہ
اے نغمہ سرا بلبلِ بُستانِ مدینہ
اے مُوجبِ صد شانِ وطن، جانِ مدینہ
اے رنگِ وفا، زینتِ ایوانِ مدینہ
کہتے ہیں تجھے اہلِ نظر جانِ مدینہ (۴)

لب پر مرے اب اک یہ دعا صبح و مسا ہے
میرے دلِ مضطر کی فقط اب یہ صدا ہے
کانوں میں گلوں کے بھی یہی کہتی صبا ہے

اب کوئی دعا ہے، تو یہی میری دعا ہے
ہو روح مری بُلبُلِ بُستانِ مدینہ

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۹۱ (مخمس کے چھ بند)
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۷
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۱۳
(۴) خالد بزمیؔ کے مضمون میں "تجھے" کے بجائے "تجھ" لکھا ہوا ہے جس سے مصرع بے وزن اور بے معنیٰ ہو گیا ہے۔

ساحرؔ، مدن لال

فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں ان کی ایک نعت کے چھ اشعار شامل ہیں (۱)۔ پروفیسر خالد بزمیؔ نے اپنے مضمون میں چار شعر نقل کئے ہیں (۲)۔ خادم سوہدروی کی اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب اور شائع کردہ کتاب میں، نیز نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب میں ساحرؔ ہوشیارپوری کی طرح مدن لال ساحرؔ کا ذکر بھی نہیں ہے۔

مدن لال ساحرؔ کی دستیاب نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

بیاں کیا ہو محمد مصطفیٰ ﷺ کا
یہاں دم بند ہے عقلِ رسا کا

نہیں ہے خوف کچھ روزِ جزا کا
وسیلہ ہے مجھے خیرُ الوریٰ ﷺ کا

نظر جب آ گئے گیسُوئے مشکیں
کھنچا آنکھوں میں نقشہ وَالضُّحیٰ کا

ہوئی ہے شان میں وَالّیل نازل
یہ ہے وصف آپ ﷺ کی زلفِ دوتا کا

مدینہ کی زمیں ہو اور ساحر
درِ والا پہ مسکن ہو گدا کا

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۹
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۷، ۲۷۸

ساحر ہوشیار پوری

پروفیسر ساحر ہوشیارپوری (ایم اے۔ دہلی) کے چار اشعار فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں ایک جگہ اور سات اشعار دوسری جگہ چھپے ہیں (۱) دراصل یہ ان کی ایک ہی نعت ہے۔ پروفیسر خالد بزمی نے ان گیارہ میں سے نو اشعار اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں (۲)

چند اشعار یہ ہیں:

ہے زمانے بھر میں شہرہ اب مرے اشعار کا
ذکر ہے ان میں جنابِ احمدِ مختار ﷺ کا
اک زمانہ تک رہا ہے مجھ کو کس تعظیم سے
ہے مری آنکھوں میں جلوہ سیدِ ابرار ﷺ کا
جسمِ خاکی میں نہاں اک مخزنِ تنویر ہے
ہے مرے دل میں تصور احمدِ مختار ﷺ کا
دھوم ہے سارے جہاں میں آپ ﷺ کی گفتار کی
اک زمانہ معتقد ہے آپ ﷺ کے کردار کا
سارا عالم ہے منور آپ ﷺ کے انوار سے
سارا عالم آئنہ ہے آپ ﷺ کے انوار کا (۳)
معجزے سے کم نہیں یہ بھی کہ ساحر ہے غلام
اپنے آقا، اپنے مولا، احمدِ مختار ﷺ کا

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۶، ۱۶۴
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۵۹، ۲۶۰
(۳) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں بھی اور خالد بزمی کے مضمون میں بھی "آئنہ" کے بجائے "آئینہ" لکھا ہے۔

ساقی سہارنپوری، شنکر لال

منشی شنکر لال ساقی قوم کے کائستھ بھٹناگر تھے۔ والد کا نام خوب چند تھا۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۲۰ کو سکندر آباد میں پیدا ہوئے۔ وہ سہارنپور میں پیش کاری کے عہدے پر فائز تھے۔ ۱۸۹۰ میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ غالب اور مومن کے معاصر تھے۔ انھیں بہادر شاہ ظفر کے مشاعروں میں شرکت کا موقع بھی ملا۔ منشی ہرگوپال تفتہ ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ انھوں نے منشی بالمکند بے صبر کے علاوہ غالب اور تفتہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ (۱)
ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری لکھتے ہیں کہ ان کی دو کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ کریما سعدی کا ترجمہ جو بھاشا نظم میں ہے۔ اس منظوم ترجمے کو ساقی کے فرزند منشی کشن سروپ ساغر نے پہلی بار ۱۸۹۳ء میں شائع کیا تھا۔ دوسری مطبوعہ تصنیف "انتخابِ کلیات" ہے جس میں چند نعتیں اور غزلیں شامل ہیں (۲)

ان کی جو نعتیں دستیاب ہیں، ان کے کچھ اشعار نمونے کے طور پر نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔ شاید ان نعتوں کا بنیادی ماخذ محمد الدین فوق کی کتاب "اذانِ بتکدہ" ہے:

جب مئے عشقِ نبی ﷺ سے مجھے مستی ہو گی
بے خودی ہو گی، بلندی نہ یہ پستی ہو گی
جیتے جی روضۂ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا
روح جنت میں بھی ہو گی تو ترستی ہو گی
میں اگر خاک نشینِ درِ احمد ﷺ ہوں گا
رفعتِ عرش کی ہمسر مری پستی ہو گی

سرورِ دیں ﷺ کی ملی دولتِ دیدار جسے
پاس اس کے نہ پھٹکتی تھی دستی ہو گی
نعت لکھتا ہوں مگر شرم مجھے آتی ہے
کیا مری ان کے مدح خوانوں میں ہستی ہو گی
کچھ غرض جنّت و دوزخ سے نہیں ہے ساقی
اُن کے مستوں کے لیے اور ہی بستی ہو گی (۳)

تھی شبِ معراج میں سارے فلک پہ چاندنی
نورِ محبوبِ خدا ﷺ سے تھی منور چاندنی
نور افشاں جب ہُوا وہ آپ ﷺ کا نورِ جمال
ہو گئی تھی چاند سے بھی پھر تو بہتر چاندنی
کیا کہوں جلوہ تھا کیا۔ صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ
رہ گئی تھی دیکھ کر حیران و ششدر چاندنی
ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا بُراق
بن گئے قندیل تارے، فرش چادر چاندنی (۴)

فلک پہ دھوم تھی، وہ شاہِ عالم آنے والا ہے
مدینہ کی زمیں سے عرشِ اعظم تک اجالا ہے
ہجومِ انجم سے تھی صورتِ آرائشِ محفل
ہر اک جا چاندنی کے فرش کا نقشہ نرالا ہے
کھڑے ہیں صف بہ صف قُدسی ادب سے اپنے موقع پر
بہم مل کے تختِ عرش کاندھے پہ سنبھالا ہے
ہوئی کافور نورِ مصطفےٰ ﷺ سے شرک کی ظلمت
سیاہی سے ندامت کی دلِ کفّار کالا ہے
صفاتِ ذاتِ احمد ﷺ لکھ سکوں، کیا میری طاقت ہے
خیالِ اہلِ دانش جب یہاں مکڑی کا جالا ہے (۵)

آنکھ دیکھا، ملک بولے کہ ہاں یہ ہی تو ہیں
احمدِ ﷺ مُرسل شہِ شاہنشاں یہ ہی تو ہیں
ہے نزولِ آیتِ لولاک جن کی شان میں
باعثِ ایجاد وہ جانِ جہاں یہ ہی تو ہیں
معجزہ شق القمر کا دیکھ کر کہتے تھے سب
بالیقیں دانائے اَسرارِ نہاں یہ ہی تو ہیں
آپکے اوصاف سن کر یوں لگے کہنے ملک
حشر میں جو دیں گے اُمّت کو اماں، یہ ہی تو ہیں
تھا شبِ معراج نجموں کی زباں پہ برملا
پیشوا و سرورِ پیغمبراں ﷺ یہ ہی تو ہیں
کر کے سایہ حشر میں امت پہ فرمائیں گے آپ
بخش دے یارب زُمرے وابستگاں یہ ہی تو ہیں (۶)

ڈاکٹر ریاض مجید نے لکھا ہے کہ "انھوں نے جنگِ آزادی سے قبل شاعری کا آغاز کر دیا تھا مگر انھیں شہرت بعد میں نصیب ہوئی۔ انھوں نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں نعتیہ اشعار کہے"۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے پہلی تین نعتوں کے چار اشعار کے ساتھ "اذانِ بتکدہ" مؤلفہ محمد الدین فوق کے حوالے سے یہ شعر بھی درج کیا ہے:

آیتِ لولاک سے ظاہر تھی عظمت آپ ﷺ کی
سب سے پہلا تھا یہی نورِ نہاں قندیل میں (۷)

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد نے ساقی کی فارسی نعت کے یہ تین اشعار بھی نقل کئے ہیں:

ایں بُوئے خوش کہ مشکِ ختن یافت در جہاں
بے شُبہہ از عطیۂ بُوئے محمد ﷺ است (۸)
در دینِ ہم قبول تواں شُد نمازِ من
گر رُوئے دل صدق بسوئے محمد ﷺ است (۹)
ساقی اگر جامۂ ہند است بر تنم (۱۰)

خاکم مگر ز یثرب و کوئے محمد ﷺ است (۱۱)

اس نعت کے پہلے دو شعر "نورِ سخن" میں ہیں:

روشن دلم ز جلوۂ روئے محمد ﷺ است
جانم فدائے نامِ نکوئے محمد ﷺ است
یادِ خدا ست ہمدمِ روحِ لطیفِ من
دل در خیالِ مدحتِ کوئے محمد ﷺ است (۱۲)

حواشی

(۱)۔ رفیع الدین اشفاق' ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ مطبوعہ کراچی۔ اکتوبر ۱۹۷۶۔ ص ۲۷۵

(۲)۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۲۷۵ / آزاد فتحپوری' ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دُوم (حالی سے حالی تک) ص ۲۳۸

(۳)۔ خادم سوہدروی کی مرتّبہ کتاب میں اس نعت کے سولہ اشعار (ص ۳۳) "اردو میں نعتیہ شاعری" میں نو اشعار (ص ۲۷۶۔ ۲۷۸) فانی مراد آبادی کی مرتّبہ کتاب میں چھ اشعار (ص ۷۵) اور "نورِ سخن" میں آٹھ اشعار (ص ۱۱۵' ۱۱۹) ہیں

(۴)۔ خادم سوہدروی کی مرتّبہ کتاب اور فانی مراد آبادی کی مرتّبہ کتاب میں سات اشعار (ص ۳۹' ۱۱) رفیع الدین اشفاق کی "اردو میں نعتیہ شاعری" میں بھی یہی سات اشعار بحوالہ "اذانِ بتکدہ" (ص ۲۷۸' ۲۷۹) دیے گئے ہیں

(۵)۔ خادم اور فانی کی مرتّب کردہ کتابوں میں اس نعت کے دس اشعار ہیں (ص ۳۹' ۴۰۔ ص ۹۶)

(۶)۔ خادم کی کتاب میں اس نعت کے نو اشعار ہیں (ص ۴۰) فانی کی کتاب میں چھ اشعار دیے گئے ہیں (ص ۶۷)۔ دونوں کتابوں میں آخری شعر کے آخری مصرعے میں "تیرے" کو "میرے" لکھا ہے

(۷)۔ ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۵۷۹ (یہی ایک شعر ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے اپنی کتاب "اردو شاعری میں نعت' جلد دوم میں بھی دیا ہے۔ ص ۲۳۹)

(۸)۔ یہاں "شبہہ" درست لکھا گیا ہے' "نورِ سخن" میں "شبہ" ہے جو غلط بھی ہے اور مصرعے کو بے وزن بھی کر دیتا ہے

(۹)۔ یہاں یہ مصرع اسی طرح لکھا گیا ہے۔ "نورِ سخن" میں دُرست ہے "ز صدق" (ص ۱۱۷)

(۱۰)۔ یہاں یہ مصرع بھی اسی طرح لکھا ہے' "نورِ سخن" میں "اگرچہ" ہے' اور ٹھیک ہے

(۱۱)۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دُوم (حالؔی سے حال تک)۔ ص ۲۳۸۔ یہاں تو "یثرب" کا لفظ ٹھکر لال مشتاقؔ نے استعمال کیا ہے' ---- مسلمان شعرا بھی ایسا کر رہے ہیں' حالانکہ حضورِ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے

(۱۲)۔ نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۱۷

ساگر نکوروی' بلونت کمار

کچھ علم نہیں' یہ نکوروی ہیں یا نکودری۔ "نورِ سخن" میں "نکوروی" ہی لکھا ہے' اصل ماخذ کا پتا نہیں۔ ان کی نعت یہ ہے:

رات دن لیتے ہیں وہ نامِ نبی ﷺ
صدقِ دل سے جو ہیں غلامِ نبی ﷺ
کوئی ہم پایہ ہو تو کیونکر وہ ہو(۱)
عرش سے اونچا ہے مقامِ نبی ﷺ
کھل گئے اس پہ رازِ دو عالم
کر لیا نوش جس نے جامِ نبی ﷺ
مثلِ شمس و قمر منوّر ہے
دل میں جب سے ہُوا قیامِ نبی ﷺ
کیوں مسلماں نہ اس پہ ہوں قرباں
شرحِ قرآں جو ہے کلامِ نبی ﷺ
کیوں نہ ہوں بے نیازِ مے خانے(۲)
ہیں جو لطف آشنائے جامِ نبی ﷺ
گو میں ہوں بُت پرست اے ساگرؔ
پھر بھی دل میں ہے احترامِ نبی ﷺ (۳)

حواشی

(۱) "وہ" کا اضافہ کیسے ہوا' کچھ معلوم نہیں۔

(۲) "مے خانہ" ہو گا۔

(۳) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۱۸

سالک گرواری، لالہ سالک رام

فانی مراد آبادی نے ان کا نام "لالہ سالک رام سالک لکھا ہے (۱) باقی ہر جگہ صرف "سالک رام سالک" لکھا ہے لیکن مجھے ماہنامہ "العزیز" بٹالہ میں ان کے نام کے ساتھ "گرواری" کا اضافہ بھی ملا ہے (۲)۔

نمونۂ نعت یہ ہے:

لے لے گی مری جان تمنائے مدینہ
مدت سے ہے اب وردِ زباں "ہائے مدینہ"
کیونکر نہ دل و جاں سے مجھے بھائے مدینہ
آنکھوں میں بسا ہے مرے، مولائے مدینہ
ہر داغِ جگر میں ہے گلِ خلد کی خوشبو
جب سے ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ
کونین کی چیزوں میں مجھے کچھ نہیں بھاتا
جس دن سے مرے سر میں ہے سودائے مدینہ

"پیشوا" دہلی کے رسول ﷺ نمبر ۱۹۳۲ء میں ان کی ایک نعت ہے جس کے ساتھ نام "سالک رام سالک غازی پوری" لکھا ہے۔ ایک شعر دیکھیے:

مدینے کی زمینِ پاک کی جو سیر کرتا ہے
اُسے گلگشتِ گلزارِ جناں کی خاک رغبت ہو(۶)

میں نے شاہد اسد نظامی (جہانیاں ضلع خانیوال) کے ذخیرۂ کتب میں ماہنامہ "العزیز" بٹالہ کا ایک شمارہ دیکھا، اس میں سالک رام سالک گرواری کی نعت پائی اور اس کا مطلع اپنے مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" میں شامل کیا (۴) فی الوقت "العزیز" کا شمارہ میرے سامنے نہیں ہے (۵) صرف مطلع سامنے ہے، سو حاضر ہے:

نہ کیوں مائل ہو دل سوئے محمد ﷺ

کہ دلکش ہے بہت خوئے محمد ﷺ

حواشی

(۱)۔ فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۴۰
(۲)۔ العزیز (ماہنامہ) بٹالہ۔ اگست ۱۹۴۰ء۔ ص ۱۰۰
(۳)۔ فانی کی کتاب میں اس نعت کے آٹھ اشعار ہیں (ص ۱۴۰) خالد بزمی کے مضمون میں سات اشعار (شام و سحر نعت نمبر۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۷۷) نورِ سخن میں گیارہ اشعار (ص ۱۱۹، ۱۲۰) ماہنامہ "نعت" میں دس اشعار (غیر مسلموں کی نعت۔ حصہ دوم۔ جون ۱۹۸۹ء۔ ص ۹۷) اور "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" مرتبہ ممتاز حسن میں چھ اشعار (ص ۱۷۸)
(۴)۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ غیر مسلموں کی نعت۔ حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ ص ۳۵
(۵)۔ العزیز۔ اگست ۱۹۴۰ء۔ ص ۱۰۰ (۶) "النعت"۔ ستمبر ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۶

ساؔمی، مہادیو پرشاد

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری لکھتے ہیں:

ماسٹر مہادیو پرشاد ساؔمی جلپوری کو سرورِ کائنات ﷺ سے مثالی محبت تھی۔ ۸ فروری سن ۱۹۲۷ء مطابق ۶ شعبان المعظم سن ۱۳۴۵ھ کو بوقتِ مغرب ایک روشن ستارہ ٹوٹا۔ ٹوٹے ہوئے ستارے نے حضور صلعم (ﷺ) کے نامِ نامی "محمد ﷺ" کو صفحۂ فلک پر منکشف کیا۔ اس نورانی منظر کو متعدد شعرا نے مختلف طریقوں سے اشعار کا سہارا لے کر بیان کیا ہے۔ اس سلسلہ کی کاوشوں میں ساؔمی کی نعتیں کافی رفعت و اہمیت کی حامل ہیں۔ انھوں نے دو نظموں میں اس روح افزا منظر کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ ایک نظم "جذباتِ سامی" کے عنوان سے ہے جس میں ۳۲۔ ابیات ہیں۔

آسمان پر حضورِ اکرم ﷺ کے اسمِ گرامی کے ظہور کا یہ واقعہ رئیس الدین فریدی امروہوی یوں بیان کرتے ہیں: "یہاں ایک غیر معمولی واقعہ بیان کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ ۶ شعبان ۱۳۴۵ھ مطابق ۸ فروری ۱۹۲۷ء کو مغرب کے وقت اور مغرب کی سمت آسمان پر تیز روشنی ہوئی جیسے ستارہ ٹوٹنے سے ہوتی ہے اور اس کے فوراً" بعد آسمان پر خطِ نورانی سے لفظ "محمد ﷺ" تحریر ہو گیا۔ جس کی شکل ابتدا میں

"محمد ﷺ" جیسی تھی اور آہستہ آہستہ اس کی روشنی کم ہوتی چلی گئی اور صورت بھی بدل گئی اور کوئی آدھ گھنٹے کے اندر وہ محو ہو گیا۔ نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے میں تو اس منظر کو نہ دیکھ سکا مگر دوسرے لوگوں نے بتایا کہ اس تحریر کا خط تین چار انچ موٹا تھا اور لمبائی کوئی چار پانچ فٹ تھی۔ یہ منظر دور دور تک دیکھا گیا۔ چھاؤنی میں انگریزوں نے اس کے فوٹو بھی لئے اور بمبئی کے انگریزی ہفتہ وار "السٹریٹڈ ویکلی" میں شائع بھی ہوئے۔ اس واقعے نے جبلپور میں نعتیہ مشاعروں کا طوفان برپا کر دیا۔ جگہ جگہ مشاعرے ہوئے اور خوب خوب شعر نکالے گئے۔ ایک شعر یاد رہ گیا ہے۔

خدا کا شکر ہے، ہم کو نہیں اب خوفِ تاریکی
نمایاں آسماں پر ہو گیا جلوہ محمد ﷺ کا (۲)

فانی مراد آبادی کی مرتّب کردہ کتاب اور عبدالمجید خادم سوہدروی کی مرتّب کردہ کتاب میں سائی کی ایک ہی نعت شامل ہے۔ خادم کی کتاب میں اس کے ۲۶۔ اشعار ہیں (۳) اور فانی کی کتاب میں ۲۴ (۴)۔ چند اشعار دیکھئے:

عرشِ بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے
جس سے فروغِ شمع سرِ کوہِ طور ہے
تارے سے نامِ نامیٔ حضرت ﷺ عیاں ہوا
یہ معجزہ حضور کرامت ظہور ہے
یہ آنکھیں اور اس کا نظارہ زہے نصیب
دربارِ انبیا میں جو صدر الصدور ہے
ہاں کیوں نہ ہو یہ نور ہے اس شاہ کا کہ جو
محبوبِ حق ﷺ ہے شافعِ یوم النشور ہے
ہو سامنے یہ جلوہ تو تسلیم ہے مجھے
یہ ہند غم کدہ نہیں دارالسرور ہے
حضرت ﷺ کی ہو گئی جو نظر التفات کی
اب عرش پہ دماغِ دلِ ناصبور ہے

جنت کی سمت رُخ نہ کروں آپ ﷺ کے بغیر
حضرت ﷺ کا ہوں گدا تو طبیعت غیور ہے
ممکن ہے مدح کس سے بھلا اُس ذاتِ پاک کی
مدحت طراز جس کا خدائے غفور ہے
کافی ہے یہ نصیحتِ اغیار کے لئے
وہ دُور ہے خدا سے، نبی ﷺ سے جو دور ہے
خادم کا بال بال گنہگار ہے تو ہو
مدّاح ہے حضور ﷺ کا، اتنا ضرور ہے
لاکھوں خطائیں کی ہیں بس اتنی امید پر
حضرت ﷺ بھی ہیں کریم، خدا بھی غفور ہے
محشر میں دیکھ لیں گے جنہیں اشتباہ ہو
ساقی ہے اور جامِ شرابِ طہور ہے
تھی مجھ کو فکرِ سال کہ ہاتف نے دی ندا
لوحِ فلک پہ جلوۂ نامِ حضور ہے (۵)

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری نے ان کی اس نعت کے بھی چند چنیدہ اشعار دئے ہیں۔

حواشی

(۱)۔ آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دُوم (حالؔی سے حال تک)۔ ص ۲۵۷۔ ۲۵۹

(۲)۔ رئیس الدین فریدی امروہوی۔ سبزہ و گل۔ پرنٹ ویل آفسیٹ، کلکتہ۔ ۱۹۸۲۔ ص ۵۴، ۵۵

(۳)۔ خادم سوہدروی، عبدالمجید (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۸، ۳۹

(۴)۔ فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۵، ۳۶

(۵)۔ آخری مصرع "لوحِ فلک پہ جلوۂ نامِ حضور ﷺ ہے" سے ۱۳۲۵ھ تاریخ نکلتی ہے

سخاؔ، لالہ لچھمی نرائن

فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں ان کی پانچ نعتیں ہیں جن میں سے تین نعتوں میں ان کے نام کے ساتھ "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جے پور" اور دو نعتوں کے ساتھ "سٹی مجسٹریٹ جے پور" لکھا ہے (ص ۱۰۰، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۶۱، ۲۳۳) خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتاب میں بھی یہ دونوں باتیں ملتی ہیں (ص ۲۲، ۴۴) "نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے چار شعر دیے گئے ہیں (ص ۱۳۲)

میں جنوری ۱۹۹۲ء میں دہلی گیا تو جامعہ ملیہ کی لائبریری میں لالہ چھمی نرائن سریواستو سخا کی "معراجِ محبت" نظر سے گزری۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۷۷ء میں چھپی۔ مرتب سید احمد علی شاہ جعفری قمر اور ناشر پروفیسر اقبال نارائن سریواستو ہیں۔ سخا کے اس مجموعۂ کلام کے حصۂ نعت میں پچاس نعتیں تھیں۔ اس سے پہلے فانی مراد آبادی کی کتاب میں سخا کی پانچ نعتیں ہمارے سامنے تھیں۔ ایک نعت تو دونوں کتابوں میں ہے۔ "معراجِ محبت" کی نعتوں میں کتابت کی خاصی غلطیاں پائی جاتی ہیں، بعض جگہوں پر طباعت کی خامیوں نے بھی اپنا رنگ دکھایا ہے۔ بہر حال میں نے حتی الوسع احتیاط سے یہ نعتیں ایڈٹ کر کے ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ چہارم (جولائی ۱۹۹۲۔ جلد ۵۔ شمارہ ۷) میں پیش کر دیں۔ یہ پورا خاص نمبر چھمی نرائن سخا کی نعت گوئی پر ہے۔

غیر مسلموں کی اردو نعتوں میں عام طور وہی مضامین پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کی کہی ہوئی نعتوں میں ملتے ہیں۔ کہیں کہیں جہاں شاعر کی ذات نمایاں ہوتی ہے، وہاں انفرادیت بھی جھلکتی ہیں مثلاً دلو رام کوثری عام طور پر اپنے ہندو ہونے کے حوالے سے بات کرتے رہے۔ چھمی نرائن سخا بطورِ خاص اپنے ہندو ہونے کا ذکر نہیں کرتے البتہ کہیں کہیں مسلمانوں سے خطاب ضرور کرتے ہیں، لیکن وہ جو بھی مضمون باندھتے ہیں، وہ رسمی نہیں ہوتا، اس میں ان کی ذات کے حوالے سے ایک مؤثر بے ساختگی پائی جاتی ہے اور یہی سخا کا تخصص ہے۔

مثلاً نعت گوئی کا ذکر کرتے ہیں تو کہیں کہیں نیا مضمون بھی باندھتے ہیں کہ میری نعت گوئی میں حضرت جبریلؑ یہ اصرار کر کر کے مخل ہو رہے ہیں کہ سخا تو مجھے حضور

ﷺ کا روح الامینؑ کہہ کے پکار۔

فکرِ وصفِ مصطفیٰ ﷺ میں ہیں مُخِل رُوح الامینؑ
کہتے ہیں، کہہ دے سخا روحُ الامینِ مصطفیٰ ﷺ

لیکن اس موضوع پر جو دوسرے اشعار کہے ہیں، ان میں بھی ان کے ذاتی حوالے نے بے ساختگی کی عجیب دل خوش کُن فضا پیدا کر دی ہے:

مری پرسش خدا کے سامنے کیا جائے، کیونکر ہو
کہاں ہے نعت گوئے ہند؟ اگر یوں ہو تو بہتر ہے

اے سخا، جان گئے جاننے والے تجھ کو
نعت کہتا ہے، تو فردوس کی تدبیر میں ہے

سخن یہ ہے، لکھوں وصفِ حبیبِ کبریا ﷺ کیا کیا
کلامُ اللہ سے باقی رہی ان کی ثنا کیا کیا

عشقِ سرکارِ دو عالم ﷺ یا اس عشق کا دعویٰ ہی تو نعت گوئی کی بنیاد ہے۔ سخا اس موضوع پر یوں قلم اٹھاتے ہیں:

دل میں گر عشقِ نبی ﷺ ہو تو ہے انساں انساں
ورنہ کیا خاک پھر اس خاک کی تصویر میں ہے

خدا کی بندگی یہ ہے کہ اوّل عشقِ احمد ﷺ ہو
خدا کا عشق کیا کہنا، مگر یوں ہو تو بہتر ہے

کیا کہوں کیفیتیں عشقِ نبی ﷺ کے درد کی
بس فقط اتنا سمجھ لو تم، شفا کچھ بھی نہیں

جب سے ہے عشقِ نبی ﷺ، عشقِ نبیؐ سے پہلے
جو کیا ہم نے، وہ بیکار نظر آتا ہے

حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نگاہِ لطف کی ہمہ گیری کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

زمانے کو ہے کافی اک نگاہِ لُطفِ احمد ﷺ کی
پریشانی مری کیا، اک مرا حالِ پریشاں کیا

سحاؔ کو آقا حضور ﷺ کے کرم پر اتنا بھروسا ہے کہ اگر کوئی دریوزہ گر سرکار ﷺ سے دولتِ دارین بھی مانگ لے تو اس درِ لطف و عطا سے خالی نہ لوٹے گا۔

وہ کرم ہے آپ ﷺ کا' یہ دولتِ دارین اگر
مانگتا ہوں مَیں تو گویا مانگتا کچھ بھی نہیں

وہ رُوئے سرکار ﷺ کی نورانیت کے موضوع کو اپنے ذاتی حوالے سے بے ساختگی کے اُسلوب میں یوں بیان کرتے ہیں:

رُخِ احمد ﷺ نہیں دیکھا' تو پھر کس طرح سمجھو گے
بتا بھی دوں اگر' کیونکر ہُوئے شمس و قمر پیدا

محشر کے مضمون پر تین اشعار ملاحظہ فرمایئے:

سو بار پھنکے صُور کہ سو بار ہو محشر
کیا ہوش میں آئیں گے یہ مستانِ مدینہ؟

ہمی کو دیدِ احمد ﷺ سے تو سیری ہی نہیں اب تک
یہ تم کیا کہہ رہے ہو اہلِ محشرؔ ہو چکا کیا کیا

غلامِ رحمتہً للعالمیں ﷺ ہوں' صاف کہہ دوں گا
ربّ' ان کا داورِ محشر ہے تُوٗ' ہے تجھ کو شایاں کیا

محب و محبوب (خدا و مصطفیٰ جلّ شانہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے موضوع پر پچھی نرائن سحاؔ کو سُنئے:

کچھ شک ہو اگر تم کو تو جبریلؑ کو لاؤں
گفتارِ خدا ملتی ہے گفتارِ نبی ﷺ سے

رحم کر' بندہ ترا ہوں' کچھ ہوں' یا یوں رحم کر
ہے سوالی عاشقِ اندوہ گینِ مصطفیٰ ﷺ

کلیمؑ و حبیب ﷺ کے مضمون کو نعت گوؤں نے خوب خوب باندھا ہے' سحاؔ کا تخصّص دیکھئے:

کلیمؑ پوچھتے ہیں آپ ﷺ سے شبِ معراج

محمد ﷺ! آپ نے کیوں کر خدا کو دیکھ لیا
محمد ﷺ کی سی آنکھیں ہی نہ تھیں تو حضرتِ موسیٰؑ
مناسب ہی نہ تھا یُوں طالبِ دیدار ہوجانا

عدمِ سایۂ حضور ﷺ کے موضوع پر ایک شعر ہے:

کرم دیکھو خدا کا' کس طرح محفوظ رکھا ہے
برائے آفتابِ حشر سایہ اُس سہی قد کا

اس نعت کے ایک شعر میں میلاد و معراج کا ذکر کس انوکھے انداز سے کرتے ہیں' ملاحظہ فرمایئے:

زمیں پر ان کی آمد کی یہ جشنی دھوم ہے' گھر ہے
فلک پر غلغلہ ہے آج تک دم بھر کی آمد کا

مدینۂ منوّرہ کے تذکرے میں اس غیر مسلم نعت گو کی زمزمہ سنجیاں دیکھئے:

مجھ کو تو وہاں کا خس و خاشاک ہی لا دو
پُرکیف ہیں مستوں کو سب اشیائے مدینہ

یہ کچھ کم ہے' خبر تو احمدِ مختارؐ کو کر دی
مِرا نالہ مدینے تک گیا اور کام کر آیا

بہشتیں آٹھ کیا' سو ہوں' مدینہ پھر مدینہ ہے
جہاں کے سرِّ پنہاں کو سمجھ سکتا ہے انساں کیا

نبی ﷺ کے در پہ چلئے' چل کے کیجے جبہہ فرسائی
قدم کس واسطے ہیں' کیوں ہُوا آخر یہ سر پیدا

اجابت کے فرشتے عرش پر یوں جابجا دیکھیں
کہیں کعبے مدینے میں مِری آہِ رسا دیکھیں

گِلہ تو ہے مگر کیوں کر کروں خدّامِ روضہ سے
نبی ﷺ کو دیکھنے والے مِری حسرت کو کیا دیکھیں

سفر دنیا سے کرنے میں تأمّل ہے تو اتنا ہے

مدینے کی فضا دیکھیں کہ جنت کی فضا دیکھیں
ہم نہیں چلتے ترے باغِ ارم کو رضواں
یاں سے چلنا تو مدینے سے جُدا ہونا ہے

مدینۂ طیبہ سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے سحا کی شرط دیکھئے:

مدینے سے زیبا ہے جب قصدِ کعبہ
کہ سر دُوسرا، دوسری اک جبیں ہو

لالہ لچھمی نرائن سرو استو سحا جانتے ہیں کہ آج کل کے مسلمان میں وہ خصوصیات عنقا ہوتی دکھائی دیتی ہیں جو حضورِ اکرم ﷺ کی نورانی تعلیمات کے باعث ضروری تھیں۔ وہ اس حقیقت کا اظہار حسرت کے انداز میں یوں کرتے ہیں:

میں کس حسرت سے اس دَورِ نبی ﷺ کو یاد کرتا ہوں
مسلماں جس میں تھے اہلِ صفا اہلِ وفا کیا کیا

زیرِ نظر تحریر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ سحا نے حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے جو کچھ محسوس کیا، پوری "ایمانداری" سے بیان کر دیا ہے یا نہیں۔

مسلمانوں کو جو کچھ ہونا چاہیے اور جو کچھ وہ ہیں، اس کے ذکر میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں اور آج کے مسلمانوں کا تقابل کرتے ہوئے لالہ جی کہتے ہیں۔

اک مسلماں اب ہیں خُلقِ مصطفیٰ ﷺ سے دور دور
اک مسلماں وہ تھے ہم خُو، ہم قرینِ مصطفیٰ ﷺ
مسلماں ہے تو وہ ہے جس میں کچھ خُلقِ محمد ﷺ ہو
تسلّی ہے اگر دُنیا میں تو یہ ہے مسلماں کی

میں کس حسرت سے اس دَورِ نبی ﷺ کو یاد کرتا ہوں
مسلماں جس میں تھے اہلِ صفا اہلِ وفا کیا کیا

ہم ایمان والوں کو یہ ہندو نعت گو، پوری ایمانداری سے یوں آئینہ دکھاتے ہیں۔

یہ راہِ دیں ہے؟ ذرا مومنو، تمھی کہہ دو

چلے اُدھر ہیں، جدھر کی ہَوا کو دیکھ لیا

خوش ایسے مومنوں سے شارعِ اسلام ﷺ کیا ہوں گے
کہ جو چلتے اُدھر کو ہیں، جدھر چلتی ہَوا دیکھیں

حضور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وسعتِ رحمت ہی نے تو غیر مسلموں کو آپ ﷺ کی مدحت میں تر زبانی پر مائل کیا ہے، کہتے ہیں۔

عیاں ہو رحمۃٌ للعالمیں ﷺ کی وسعتِ رحمت
جو یہ پہنائے دامن دیکھ لو مجھ سے سوالی کا

مومن شاعر تو مضمون باندھتے ہیں کہ ہماری گناہگاری، معصیت کاری کے باوجود، ہم محض سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہنے سے بخشے جائیں گے لیکن سحا ہمیں سمجھاتے ہیں کہ:

عمل کر شرع پر، وہ خوش رہے تو بخشوا لیں گے
نبی ﷺ کا بخشوا لینا سمجھ رکھا ہے آساں کیا

کرو تعمیل کچھ تو مومنو احکامِ احمد ﷺ کی
شفاعت کے لیے تو چاہیے تیّار ہو جانا

فرض اطاعت ہے رسول ﷺ اللہ کی، ڈرتے رہو
حکمِ رب ہے شرع کی تلوار سے ملتا ہوا

ملاحظہ فرمایئے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں قلم اٹھاتے ہوئے لچھمی نرائن سحا کس بے تکلفی، بے ساختگی، دیانتداری اور ایمانداری سے اپنے محسوسات کو صفحۂ قرطاس پر لے آتے ہیں۔

پئے دیدِ محمد ﷺ دے خدا آنکھیں تو پھر کیا ہے
خدا پنہاں نہیں رہتا، محمد ﷺ ہوں اگر پیدا
قدم کو سمجھو آوارہ اور اپنے سر کو سودائی
نہ ہو دل میں مدینے کا اگر شوقِ سفر پیدا

درود پاک کی اہمیت ہم پر یوں واضح کرنا چاہتے ہیں:

اول نبی ﷺ سے کہئے، اللہ جب سُنے گا
یوں راز ہے درود اک مقبولیٔ دعا کا

سحؔا کو احساس ہے کہ وہ ہندو مت پر قائم رہتے ہوئے بھی حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں:

جدّت اوتاروں کی، پابندی تناسُخ کی سہی
شامتِ اعمال ہے ہر طرح انکارِ رسول ﷺ

سحؔا کا کلام آپ کے سامنے ہے۔ آپ خود اسے دیکھیں گے اور محسوس کریں گے کہ انہوں نے اپنے احساسات کو قلم بند کرتے ہوئے پوری "ایمان داری" برتی ہے۔ جو کچھ محسوس کیا ہے، بے تکلّف لکھ دیا ہے۔ میں اس سلسلے میں چند مثالوں پر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔

محبّت دل میں محبوبِ خدا ﷺ کی کچھ کرو پیدا
خدا کے دین میں تو ہے یہی تعریف ایماں کی

اپنے حبیب ﷺ کو جو بنایا پیام بر
اللہ کو ہے کتنی محبّت بشر کے ساتھ

ہر اک آیت سے قرآں کی، کچھ اتنا میں تو سمجھا ہوں
مضامین نعت کے لے لے کے یہ روح الامیں ﷺ آئے

رونقِ بزمِ جہاں ہیں صاف انوارِ رسول ﷺ
چشمِ بینا چاہیے، ہر جا ہے دیدارِ رسول ﷺ

فردِ الفت ہیں عمرؓ، عثمانؓ، ابوبکرؓ و علیؓ
ایک دنیا میں نہیں ان چار سے ملتا ہوا

کون ہیں کیا ہیں محمد ﷺ، یہ حقیقت جاننا
حد کی غایت سمجھنے کے سوا کچھ بھی نہیں

لالہ کچھمی نرائن سحؔا ہندو تھے، مسلمان انہیں کافر جانتے ہوں گے، وہ نعت کہتے تھے، ہندو انہیں مسلمان گردانتے ہوں گے۔ اس حالت کو بھی انہوں نے پوری ایمانداری سے بیان

کر دیا ہے۔

کافر ہے مومنوں میں، مومن ہے کافروں میں
عشقِ نبی ﷺ میں یارب، کیا حال ہے سحؔا کا

لالہ کچھمی نرائن سحؔا کی بہت سی نعتوں کا کم از کم ایک ایک شعر اوپر آ چکا ہے۔ جن نعتوں کا کوئی شعر نہیں آیا، ان کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

نہ ہوتا گر ثنا خواں خالقِ اکبر محمد ﷺ کا
تو ہوتا خلق پر رُتبہ عیاں کیوں کر محمد ﷺ کا
محمد ﷺ کی بشارت دینے کو پیغمبری پائی
غرض ممنون ہے ہر ایک پیغمبرؑ محمدؐ کا
جبیں سائی کی حسرت، جبہہ سائی کے یہ ارماں ہیں
ہمارا سر ہو یارب، اور ہو سنگِ در محمد ﷺ کا
یہاں سیراب زمزم سے کیا ہے تشنہ کاموں کو
کرم تم دیکھنا چل کر لبِ کوثر محمد ﷺ کا
بس اوصافِ حمیدہ کا خلاصہ اے سحؔا یہ ہے
ہوا ہے کوئی اب تک اور نہ ہو ہمسر محمد ﷺ کا

صدیقؓ وفادار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
عثمانؓ حیادار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
فاروقؓ غزاکار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
اور حیدرِ کرّارؓ ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
کیا شان ہے واللہ حسینؓ ابنِ علیؓ کا
جو دیں میں طرفدار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
واقف ہے جہاں بھر تو اویسؓ قرنی سے
مشہور دل افگار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
ہے رُتبۂ خدمت میں بلالؓ ایک ہی معروف

جو خادمِ ہُشیار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
گو شامتِ اعمال نے بھی گھیر رکھا ہے
کچھ فضل بھی درکار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
کُفّار نے بے وجہ اسے تنگ کیا ہے
یہ صرف گنہگار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
دراصل اسے راحتِ دارین ہے مطلوب
یہ واقفِ اَسرار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
یوں محفلِ میلاد میں حاضر ہے یہ دل سے
سخاؔ کہ یہ دربار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا
اب دولتِ دارین ملی مجھ سخاؔ کو
اب شکر سزاوار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا

یہی آنکھیں ہیں لیکن اور ہی عالم نظر آیا
جہانِ بے خبر میں جب نبیؐ باخبر ﷺ آیا
زمین و آسماں کا جب ستارہ اوج پہ آیا
تو محبوبِ خدا ﷺ کا عرش پہ جلوہ نظر آیا
یہ کچھ کم ہے، خبر تو احمدِ مختار ﷺ کو کر دی
مِرا نالہ مدینے تک گیا اور کام کر آیا
وہاں دل دادۂ حُسنِ محمد ﷺ جان دیتے ہیں
تعجب ہے سخاؔ تجھ پہ، مدینے جا کے گھر آیا

حق نمائی کو شہِ ہر دوسرا ﷺ کی آمد
فی الحقیقت ہے خدائی میں خدا کی آمد
دل سے اک بار رسالت کی شہادت دے کر
دل میں دیکھے تو کوئی صدق و صفا کی آمد
ہم زبانی ہے خدا کی، ہُوں ثنا خوانِ نبی ﷺ

بات یہ ہے جسے کہتے ہو، بلا کی آمد

کہوں میں تم سے کیا لوگو، محمد ہی محمد ﷺ ہیں
جہاں دیکھو، جدھر دیکھو، محمد ہی محمد ﷺ ہیں
دکھاؤں کس طرح تم کو، مگر اچّھا ادھر آؤ!
مِری آنکھوں سے تم دیکھو، محمد ہی محمد ﷺ ہیں
حبیبِ حق ﷺ سے بڑھ کر کون حق کو جان سکتا ہے
حق آگہ، حق نما، حق گو محمد ہی محمد ﷺ ہیں
ہر آفت میں، بلا میں، ہر مصیبت میں یہی دیکھا
کوئی ہے یار تو یارو، محمد ہی محمد ﷺ ہیں

رحمتہ للعالمیں! اب تو کرم فرمایئے
لازمی ہے رحم مجھ سے بیکس و مجبور پہ
بعدِ ازل کے روز کے، اسرا کی شب تھی لازمی
فرض یہ بھی تھا نظارہ ناظر و منظور پہ

اگر اللہ کو مانو، رسولُ اللہ ﷺ کو مانو
یہی ایمان ہے ایمان سارا یا رسولَ اللہ ﷺ
تمھی کو لاج رکھنی ہے سخاؔ کی مدح خوانی کی
کہ ہو گا حشر میں عشق آشکارا یا رسولَ اللہ ﷺ

جُز عشقِ محمد ﷺ کے، خدا تک کہیں پُرسش
نازِ نسبی کی ہے، نہ فخرِ حسبی کی
اللہ رے غنیٰ، شانِ شفاعت تھی نمودار
جب تاب نہ لایا کوئی شانِ غضبی کی

بات ایک ہے، جو چاہیے اللہ سے مانگو
یا مانگ لو جو چاہیے سرکارِ نبی ﷺ سے
اللہ نے تخلیقِ دو عالم کے لیے بھی

انوار لے رُوئے پُر انوارِ نبی ﷺ سے

عیاں ہو بندگی میں خواجگی کی شان بھی کیونکر
اگر کوئی غلامِ احمدِ مختار ﷺ ہو جائے
زیارت اصطلاحِ شوق ہے مکّے مدینے کی
غرض یہ ہے، تماشائے جمالِ یار ہو جائے

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمنّا کی کم از کم دو مکمل نعتیں بھی قارئین کے ذوقِ سلیم کی نذر ہوں:

ترا مدّاح ہوں، مجھ پہ نظر یوں ہو تو بہتر ہے
اب اعدا پہ نبی ﷺ مجھ کو ظفر یوں ہو تو بہتر ہے
نبی ﷺ کا عشق ہو دردِ جگر، یوں ہو تو بہتر ہے
جو بندے میں خدا کا کچھ اثر یوں ہو تو بہتر ہے
ستائے جائیں جو عُشّاقِ احمد ﷺ کو ستاتے ہیں
اگر دنیا میں نازل اب ضرر یوں ہو تو بہتر ہے
انہی سے دین و دنیا ہیں، انہی کے دین و دنیا ہیں
بشر گر بندۂ خیر البشر ﷺ یوں ہو تو بہتر ہے
محمد ﷺ کو اِدھر مانو، اُدھر اللہ کو جانو
اِدھر یوں ہو تو بہتر ہے، اُدھر یوں ہو تو بہتر ہے
سُنا آئے مری نعت اور مرا انعام لے آئے
صبا، تیرا مدینے میں گزر یوں ہو تو بہتر ہے
قدم تک ساقیٔ کوثر ﷺ کے ہو اور ہو مدینے میں
جب اِس دنیا سے ہو اپنا سفر، یوں ہو تو بہتر ہے
مری پُرسش خدا کے سامنے کیا جانے، کیونکر ہو
"کہاں ہے نعت گوئے ہند"؟ اگر یوں ہو تو بہتر ہے
نظر انسان کی ہر دم نبی ﷺ کے نقشِ پا پہ ہو
سفر یوں ہو تو بہتر ہے، حَضَر یوں ہو تو بہتر ہے
"یہ وہ ہے، مر گیا جو روتے روتے ہجرِ احمد ﷺ میں"
جو میری قبر پہ تم نوحہ گر یوں ہو تو بہتر ہے
نبی ﷺ کا بحرِ رحمت جوش سے خود آ ملے اس میں
مرا اشکِ رواں رشکِ گہر یوں ہو تو بہتر ہے
کلامِ حق ہو "تفسیراً" حدیثِ پاک "توضیحاً"
یہ بزمِ وصفِ احمد ﷺ رات بھر یوں ہو تو بہتر ہے
یہ داغِ عشقِ احمد ﷺ اک سَنَد کافی ہے محشر تک
ہماری طرح کوئی بے خطر یوں ہو تو بہتر ہے
کبھی ہو یادِ کاکُل اور کبھی یادِ رُخِ احمد ﷺ
بسر عُشّاق کی شام و سحر یوں ہو تو بہتر ہے
رضا تسلیم ہے لیکن محمد ﷺ تیرے، میں ان کا
مری فریاد میں یارب! اثر یوں ہو تو بہتر ہے
ادب سیکھو، کرو ہر ہر قدم پہ شوق کے سجدے
حرم والو، مدینے کا سفر یوں ہو تو بہتر ہے
خدا کے عشق میں انسانِ خاکی خاک ہو جل کر
محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاکِ در یوں ہو تو بہتر ہے
ملیں یارب، یہ سرد آہیں مدینے کی ہواؤں میں
ترے محبوب ﷺ کو میری خبر یوں ہو تو بہتر ہے
خدا کی بندگی یہ ہے کہ اوّل عشقِ احمد ﷺ ہو
خدا کا عشق کیا کہنا، مگر یوں ہو تو بہتر ہے
محمد ﷺ نورِ ایماں ہیں، انہیں دل میں جگہ دیجے
تمنّا ایمان دل میں جلوہ گر یوں ہو تو بہتر ہے

شرحِ اوصافِ پیمبر ﷺ مری تقریر میں -

میری تقریر میں ہے جو' وہی تحریر میں ہے
بات جب ہے' وہ مجھے خود ہی بُلا لیں طیبہ
عشق کا لُطف اگر کچھ ہے تو تاثیر میں ہے
ہوں غلامِ شہِ دیں ﷺ' عرش پہ رکھتا ہوں دماغ
لطف دنیا کی یہ کب عزت و توقیر میں ہے
دل میں گر عشقِ نبی ﷺ ہو تو ہے انساں' انساں
ورنہ کیا خاک پھر اس خاک کی تصویر میں ہے
ہم نے وہ شمس میں دیکھی' نہ قمر میں دیکھی
بات جو روضۂ پُرنور کی تنویر میں ہے
جب سے ہے نامِ نبی ﷺ نقشِ نگینِ دل پر
عرش تک فرش سے جو ہے' مری تسخیر میں ہے
سفرِ طیبہ و بطحا میں تأمل کیسا!
شوق کہتا ہے کہ حاں اسی تاخیر میں ہے
اے فلک دیکھ لے' جاتے ہیں مدینے کو ہم
اپنی تقدیر میں جو ہے' وہی تدبیر میں ہے
جبہہ سائی ہے نصیب آپ ﷺ کے در پر مجھ کو
اس سے کھلتا ہے کہ جنت مری تقدیر میں ہے
اے سخاؔ جان گئے جاننے والے تجھ کو
نعت کہتا ہے' تو فردوس کی تدبیر میں ہے

سرورؔ جہاں آبادی' دُرگا سہائے

جہاں آباد ضلع پیلی بھیت میں ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ کثرتِ بادہ نوشی کی وجہ سے ۳۷ سال کی عمر میں ۱۹۱۰ء میں فوت ہوئے (۱) ایک معزز سکسینہ کائستھ خاندان کے چشم و

چراغ تھے۔ پہلے وحشت تخلص کرتے تھے' بعد میں سرورؔ ہو گئے (۲) مذہب سے گہرا لگاؤ تھا۔ ان کے سرمایۂ شعری میں متعدد مذہبی نظمیں ملتی ہیں' وہ ایک فراخ دل اور وسیع مشرب انسان تھے۔ ان کے نعتیہ سرمایہ میں عقیدت اور شیفتگی کا عنصر حاوی ہے (۳) نظیرؔ لودھیانوی نے ان کا نام "دُرگا پرشاد" لکھ دیا ہے۔

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے ڈاکٹر حکم چند کی کتاب "سرورؔ جہاں آبادی' حیات اور شاعری" کے حوالے سے ان کی یہ رباعی نقل کی ہے:

بُت خانے جدا ہیں' خانقاہیں ہیں جدا (۴)
ارباب پہ سب کی نگاہیں ہیں جدا
جُویا ترے شیخ و برہمن ہیں دونوں
منزل وہی ایک ہے' راہیں ہیں جدا

سید محمد مرتضیٰ بیانؔ و یزدانی میرٹھی کی مشہور نعت "خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹالے آجا۔ بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا" کی تضمین سرورؔ جہاں آبادی نے کی۔ نعت میں ان کی یہی ایک کاوش سامنے ہے اور اسی کو سب نے نقل کیا ہے۔ خادم سوہدروی' فائق مراد آبادی اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب کردہ کتابوں میں یہ نعت نہیں ہے۔ اس تضمین بصورتِ مخمس کے چند بند دیکھئے:

دلِ بے تاب کو سینے سے لگا لے آجا
کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا
"خواب میں زُلف کو مُکھڑے سے ہٹا لے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے ﷺ آجا"

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتا
کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا
"کون ہے ماہِ عرب' کون ہے محبوبِ خدا ﷺ

اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آ جا" (۵)

ہائے واماندگیِ رہ' وسعتِ دامانِ صراط
المدد المدد اے خضرِ بیابانِ صراط
ہر قدم پہ نگہِ یاس ہے یارانِ صراط
"دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے مغیلانِ صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم' کون سنبھالے آ جا"

کان میں کچھ جو ادھر عذرِ نزاکت نے کہا
مرحبا بڑھ کے ادھر شاہدِ وحدت نے کہا
آ بلائیں تری لوں' جوشِ محبت نے کہا
"پہنچا محبوب ﷺ تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آ جا" (۶)

حواشی

(۱)۔ نظیر لودھیانوی۔ تذکرۂ شعرائے ہند۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۵۴ (شفیق بریلوی نے "ارمغانِ نعت" میں سن پیدائش ۱۳۲۸ھ لکھا ہے جو درست ہے۔ ص ۳۷۳)

(۲)۔ گپت سہائے سریواستو۔ اردو شاعری کے ارتقا میں ہندو شعرا کا حصہ۔ ص ۳۳۱

(۳)۔ آزاد فتحپوری' ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دُوم۔ (حالیؔ سے حال تک) ص ۲۹۳

(۴)۔ غالباً ہیں کے بعد "ہیں" کا لفظ سہوِ کتابت کا شکار ہو گیا ہے

(۵)۔ محمد اقبال جاوید کے مرتبہ انتخاب "مخزنِ نعت" میں اس بند کے پہلے چار مصرعوں کو "درگا سہائے سرورؔ جہاں آبادی" کے دو شعروں کی طرح پیش کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ چوتھا مصرع سرورؔ کا نہیں' بیانؔ و یزدانی میرٹھی کا ہے (ص ۲۵۹)۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے شاید سرورؔ کی یہ تضمین کہیں دیکھی ہی نہیں' انہوں نے "مخزنِ نعت" کے "دو شعروں" میں سے ایک شعر کو اپنے مضمون میں نمونے کے طور پر پیش کر دیا ہے (سلسبیل۔ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ نمبر۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۳۱۶۔ مضمون "غیر مسلم شعرا کی اردو نعت" (انتخابِ نعت میں انہوں نے محمد اقبال جاوید کے مدوّن کردہ "دو شعر" ہی دیے ہیں۔ ص ۳۲۵) / محفل۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۱۔ مضمون "غیر مسلم شعرا کا نعتیہ کلام۔ ------ سلسبیل اور محفل والا مضمون ایک ہی ہے' عنوان میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔

(۶)۔ شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ مطبوعہ کراچی۔ طبع سوم۔ ص ۳۷۳ (پانچ بند) / نعت

(ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۷۳ (چار بند) / نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۳' ۱۳۴ (پانچ بند) / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک) ص ۲۹۵' ۲۹۶ (تین بند + ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا بنایا ہوا شعر:

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتا
کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا)

سمنؔ سرحدی' رام چند

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ شعر شائع کیے گئے ہیں:

محمد مصطفیٰ ﷺ نے مجھ کو دیوانہ بنایا ہے
مئے توحید سے مخمور و مستانہ بنایا ہے
تجھے خیر البشر ﷺ کہتے ہیں ہندو بھی' مسلماں بھی
ترے دل کو خدا نے کیا فقیرانہ بنایا ہے
حرارت بخش دی ایمان کی ہر قلبِ مومن کو
شعورِ علم کا ہر دل کو کاشانہ بنایا ہے
خدا ہی نے تو بخشا ہے مجھے شوقِ سخن گوئی
تری توصیف کا بھی اس نے دیوانہ بنایا ہے
سمنؔ تجھ کو عقیدت ہے محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی
کرم سے اس نے اپنے' تجھ کو فرزانہ بنایا ہے

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۵

سُندر' شیام سُندر

بابو شیام سندر ناصر کاشمیری کی نعت نقل کرتے ہوئے عبدالمجید خادم سوہدروی

نے "ناصر سے کیا رقم ہو' وہ شان ہے تمہاری" کے بجائے "سندر سے کیا رقم ہو' وہ شان ہے تمہاری" لکھ دیا۔ خادم کی کتاب سے نور احمد میرٹھی نے یہ نعت "نورِ سخن" کے لئے حاصل کی تو ناصر کاشمیری کو "سندر' شیام سندر" کے عنوان سے 'حروفِ تہجی کے اعتبار سے "س" میں درج کردیا۔ اس طرح بات گراہ کُن ہو گئی ہے۔

وضاحت کی خاطر میں نے یہاں مجملاً" اس بات کا ذکر کردیا ہے' ورنہ ان کا تذکرہ "ناصر کاشمیری" کی ذیل میں ہے۔

سوز' ہیرانند

میں ۱۹۹۲ میں دہلی گیا تو ہیرانند سوز کا مجموعۂ کلام "سورج میرے تعاقب میں" خرید لیا۔ یہ غزلوں کا مجموعہ ہے لیکن آغاز حمد اور نعت سے کیا گیا ہے۔ سوز کی دو نعتوں کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

جب بھی کہیں پہ مدحت شانِ خدا ہوئی
ذکرِ رسولِ پاک ﷺ ہی سے ابتدا ہوئی
نورِ خدا تھا رُخ پہ رسالت مآب ﷺ کے
پروانہ وار آپ ﷺ پہ دنیا فدا ہوئی
ہر امتی پہ رنج و مصائب کی دھوپ میں
سایہ فگن انھی کے کرم کی رِدا ہوئی
اکسیر ہو گی میری بصارت کے واسطے
مجھ کو نصیب ان کی اگر خاکِ پا ہوئی
اترے ہیں جب بھی ذہن میں اشعار نعت کے
اے سوزؔ! اُن سے میری عقیدت سوا ہوئی (۱)

سجدہ کیا ہے جب بھی تو اس التجا کے ساتھ
نامِ رسول ﷺ لب پہ رہے ہر دعا کے ساتھ

دھویا انھوں نے سب کے دلوں سے غبارِ جہل
ذکرِ حضور ﷺ فرض ہے ذکرِ خدا کے ساتھ
اے سوزؔ! ان کا سایہ ہی راہ نجات ہے
رہنا ہر ایک حال میں مشکل کشا کے ساتھ (۲)

حواشی

(۱) ہیرانند سوزؔ۔ سورج میرے تعاقب میں۔ موڈرن پبلشنگ ہاؤس۔ نئی دہلی۔ پہلی بار دسمبر ۱۹۹۰
(۲) نورِ سخن۔ ص ۴۷

سوؔم مورنڈوی' سوم ناتھ

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں چند غیر مسلم نعت گوؤں کا نمونۂ کلام درج کرنے کے بعد لکھا۔ "ان کے علاوہ کالکا پرشاد' دِلّو رام کوثری' یہ دو بڑے اہم و مشہور نعت گو ہیں۔ شیو پرشاد وہبی لکھنوی' دُرگا سہائے سرور جہان آبادی' راجیندر بہادر موج فتح گڑھی' رگھو ناتھ خطیب سرحدی' سوم ناتھ سوؔم موڑنڈوی اور سکھدیو پرشاد بسمل الٰہ آبادی وغیرہ کے نام بھی نعت نویسوں میں ناقابلِ فراموش ہیں (۱)

طلحہ رضوی برق نے اور نور احمد میرٹھی نے ان کا نام "سوؔم موڑنڈوی" لکھا ہے لیکن ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے "سوم مورندی" تحریر کیا ہے (۲)
ان کی ایک نعت کے چند اشعار دیکھئے:

ہے جو کائنات میں شاہکار' اُسی شاہکار کی بات ہے
جو قیام گاہِ رسول ﷺ ہے' یہ اُسی دیار کی بات ہے
شب و روز میری زبان پہ اسی بزمِ نور کے ذیل میں
کبھی آستانے کا ذکر ہے' کبھی رہ گزار کی بات ہے
ہے خزاں کی حد سے بلند جو' ہے دوام جس کی بہار کو

یہ اسی مدینے کا ذکر ہے، اسی لالہ زار کی بات ہے
جسے ربط صبحِ ازل سے ہے، وہ سحر بھی دیکھیں گے آنکھ سے
ذرا دم تو لے دلِ مبتلا، فقط انتظار کی بات ہے
ہے قدم میں جس کے کششِ، ہوئی ختم جس پہ پیمبری
وہ جو تاج بخشِ زمانہ ہے، اسی تاجدار کی بات ہے
یہ اثر اسی کا ہے یا نبی ﷺ! جو عقیدت اس کو ہے آپ سے
بھلا نعت کہنا بھی سوم کے کہیں اختیار کی بات ہے

حواشی

(۱)۔ طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی، آرہ، بہار (انڈیا)۔ ص ۸۸
(۲)۔ آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۲۷۰
(۳)۔ "نورِ سخن" میں آٹھ اشعار ہیں، "اردو شاعری میں نعت" میں چھ اشعار دیے گئے ہیں۔ (ص ۱۲۸، ۱۲۹۔ ص ۲۷۰۔ ۲۷۲)

شادؔ، سرکشن پرشاد

رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں کہ ۱۸۶۴ میں پیدا ہوئے (۱) ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے تاریخ پیدائش ۲۸ جنوری ۱۸۶۴ / ۱۸ شعبان ۱۲۸۰ھ لکھی ہے (۲) لیکن ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری کی کتاب میں ۱۸۶۴ / ۱۲۸۱ھ سن ولادت لکھا ہے (۳) حالانکہ ۱۲۸۱ھ تو جون ۱۸۶۴ میں شروع ہوا تھا (۴) عبدالقادر سروری نے ۱۸۶۴ کے بجائے ۱۸۶۲ لکھ دیا ہے (۵)

شادؔ کے والد کا نام راجا ہری کشن پرشاد تھا۔ رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں کہ مہاراجا نریندر پرشاد ان کے دادا تھے جو میر محبوب علی خاں والیٔ دکن کے زمانۂ نابالغی میں قائم ہونے والی کونسل آف ایجنسی کے رکن تھے۔ سکسینہ کہتے ہیں کہ مہاراجا چندو لال اور یہ ایک ہی خاندان سے ہیں (۶) عبدالقادر سروری اور نظیر لودھیانوی مہاراجا چندو لال بہادر شاداںؔ کو شادؔ کا نانا بتاتے ہیں (۷) ------- جبکہ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق مہاراجا نریندر پرشاد کو شادؔ کا نانا بتاتے ہیں جو لاولد تھے (۸) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری لکھتے ہیں کہ

مہاراجا چندو لال شاداںؔ، شادؔ کے دادا تھے اور نریندر پرشاد نانا تھے (۹)

۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱) میں یہ حیدر آباد دکن کے مدار المہام مقرر ہوئے۔ ایک بار سبکدوش ہو گئے، دوبارہ بحال کر دیے گئے۔ پھر صدارتِ عظمیٰ کی خدمت سپرد کی گئی (۱۰)

سرکشن پرشاد شادؔ کو بہت سے خطابات ملے تھے۔ میر محبوب علی خاں آصف جاہ والیٔ دکن اور نواب میرزا خاں داغؔ سے شرفِ تلمذ تھا (۱۱)

ان کا انتقال ۱۹۴۰ / ۱۳۵۹ھ میں ہوا۔

رام بابو سکسینہ نے لکھا ہے کہ شادؔ کی تقریباً چالیس تصانیف موجود ہیں۔ سکسینہ کی کتاب شادؔ کی زندگی میں لکھی گئی تھی۔ سکسینہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے دیوانِ اردو، فارسی شائع ہو چکے ہیں۔ ایک دیوان معروف بہ "خم کدۂ رحمت" میں صرف نعتیہ اشعار ہیں (۱۲)

سکسینہ نے لکھا ہے کہ "۱۹۱۲ میں عہدۂ وزارت سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ "ہسٹری آف اردو لٹریچر" ۱۹۱۲ کے بعد لکھی گئی تھی اور شادؔ کے مجموعہ نعت "ہدیۂ شادؔ" کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ۱۹۰۸ / ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوا۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے حافظ جلیل حسن جلیلؔ کا قطعۂ تاریخ بھی نقل کیا ہے جس سے ۱۳۲۶ھ تاریخ نکلتی ہے (۱۳) ------- حیرت ہے کہ سکسینہ نے "ہدیۂ شادؔ" کا ذکر کیوں نہیں کیا اور "خم کدہ رحمت" جس کا ذکر کیا ہے، وہ کتاب کدھر گئی۔

"ہدیۂ شادؔ" کے بارے میں ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق ہی نے بنیادی معلومات فراہم کیں۔ انھوں نے لکھا کہ یہ کتاب ۱۳۲۶ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں ۱۰۲ غزلیں ہیں، ایک قصیدہ ہے، سات مخمس اور پانچ سلام ہیں۔ سلام اہلِ بیت کی منقبت میں ہیں۔ جملہ کلام ۱۹۱ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کا اندازہ ہے کہ ۱۳۱ اشعار ہیں ------- یہی معلومات ڈاکٹر اسماعیل آزاد نے نقل کی ہیں، یہی کام سید افضال حسین نقوی فضل فتحپوری نے کیا ہے (۱۴) یہی حالت پروفیسر اظہر قادری کی ہے (۱۵) معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اشفاق کے علاوہ اور کسی نے "ہدیۂ شادؔ" نہیں دیکھی۔ (۱۶) میری نظر سے بھی یہ کتاب نہیں گزری۔

بہر حال، اس میں شک نہیں کہ شادؔ نے زندگی بھر نعتیں کہیں۔ ان کی نعتوں کے

کچھ اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

باندھ کے سر پر سبز عمامہ، کاندھے پہ رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کر لی، مختار بنا مختاروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے، جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ترا ہر لب پر جاری، دلدار بنا دلداروں کا
اُمی کو سب کہتے تھے، علمِ لدُنّی کا تھا علم
راز بھرا تھا سینے میں، قرآن کے تیسوں پاروں کا
بادۂ عرفاں دیتا ہے ساقی وحدت کے مے خانے سے
شادؔ مقدر فضلِ خدا سے جاگا اب مے خواروں کا (۱۷)

مدینے کو چلو، دربار دیکھو
رسول اللہ ﷺ کی سرکار دیکھو
نظر آتی ہے واں شانِ خدائی
در و دیوار کے انوار دیکھو
نہ روکیں گے مجھے درباں کہ ہُوں میں
غلامِ احمدِ مختار ﷺ دیکھو (۱۸)

بلوائیں مجھے شادؔ جو سلطانِ مدینہ ﷺ
جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ
لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمد ﷺ
تحفہ ہے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ
کھولے درِ جنت کو یہی کہتا ہے رضواں
بے خوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ
اللہ دکھا دے تو مجھے روضۂ اقدس
باقی کہیں رہ جائے نہ ارمانِ مدینہ
مومن جو نہیں ہوں تو میں کافر بھی نہیں شادؔ

راس رمز سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ ﷺ (۱۹)

اشرفِ انبیا، حبیبِ خدا ﷺ
زینتِ مسندِ جہاں بانی
ان کا شہرِ مدینہ مسکن ہے
خُلد کا ہے جو نقشۂ ثانی
رازِ وحدت کے راز دار ہیں یہ
بزمِ کثرت میں ہیں یہ لاثانی
کیا سراپا کا اُن کے، وصف کروں
دونوں عالم ہیں ان سے نورانی
بذل و جُود و عطا کا کیا کہنا
بحرِ رحمت کی جیسے طغیانی
ایسے بے مثل بندہ پرور کی
ہو سکے کیا بھلا ثنا خوانی (۲۰)

سرِ دفترِ کون و مکاں، شاہنشہِ دنیا و دیں
احمد محمد مصطفیٰ ﷺ محبوبِ ربُّ العالمیں
مخلوق میں یکتا ہیں یہ، کثرت میں بے ہمتا ہیں یہ
کیا جانے کوئی کیا ہیں یہ، ان کا کوئی ہمسر نہیں
اسبابِ عالم کا سبب، اعلم ہیں پر اُمّی لقب
جبریلؑ کرتے ہیں ادب، ایسے ہیں یہ بالانشیں (۲۱)

نعت کرنی ہے مجھ کو ان کی رقم
ہے لقب جن کا سرورِ جمہور
بات ہر اک ہے معجزہ ان کی
ہے علومِ لدنیہ پہ عبور
ان کا پرتو ہے سب جلال و جمال

حرمین ان کے نور سے معمور
تو وہ مقبول ہے کہ بعدِ خدا
نام تیرا ہے عرش پر مسطور (۲۲)

رونق جو دو جہان میں شاہِ امم ﷺ سے ہے
سارا ظہور آپ ہی کے دم قدم سے ہے
ہے آرزو کہ آپ کے در پر پڑا رہوں
دولت سے کچھ غرض ہے، نہ جاہ و حشم سے ہے (۲۳)

ٹھہرا ہے مدینہ جو مرا کعبۂ مقصود
لازم ہے، کروں جا کے میں اب ناصیہ سائی
کھنچتا ہے مدینہ کی طرف یہ تنِ لاغر
ہوتی ہے اُدھر سے کششِ کاہ ربائی
تاکید اُخوّت کی تھی ہر فردِ بشر کو
تا ہونے نہ پائے کبھی آپس میں لڑائی (۲۴)

تاجِ لولاک ہے شایانِ رسولِ عربی ﷺ
پرتوِ شانِ خدا، شانِ رسولِ عربی ﷺ
انبیا جتنے ہیں، آپؐ ان کے بھی شافع ہوں گے
سب کے سب مانیں گے احسانِ رسولِ عربی ﷺ (۲۵)

محمد ﷺ پہ دل اپنا شیدا ہُوا ہے
ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے
نہ ہے آپ کا کوئی ہمسر، نہ ہو گا
یہ دیکھا بُرا ہے، یہ سمجھا ہوا ہے
فقط نعت گوئی سے اے شاہؔ تجھ کو
یہ عزت ملی ہے، یہ رُتبہ ہوا ہے (۲۶)

مدینہ بھی خداوندا، عجب پُرنور بستی ہے

جہاں ہر وقت اور ہر دم تری رحمت برستی ہے
تصوّر ہے جمالِ پاک کا آنکھوں پھر ہم کو
ہماری تو یہی اے شاہؔ بس صورت پرستی ہے (۲۷)

لے گیا بخت اگر روضۂ اقدس کی طرف
جان و دل سے کبھی صدقے، کبھی قرباں ہوں گے
ہم کو تو گلشنِ طیبہ میں اڑا کر لے جا
ہم ترے بادِ صبا، بندۂ احساں ہوں گے

ساز گار اپنا زمانہ ہو گیا
ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا
دفن طیبہ میں مرا لاشہ ہُوا
اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا

جن کو کہتے ہیں محمد ﷺ، وہ ہیں اپنے سلطاں
جس کو کہتے ہیں مدینہ، وہ ہے کشور اپنا
کیوں نہیں روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
کیوں بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا

ہیں پھول اسی باغ کے، سب کافر و مومن
یہ گلشنِ ایجاد ہے گلزارِ محمد ﷺ
تنزیہ میں کچھ اور ہے، تشبیہ میں کچھ اور
انکارِ خدا کیوں نہ ہو انکارِ محمد ﷺ

گلشنِ طیبہ سے میری روح یوں مانوس ہے
جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیاں سے ارتباط
یادِ احمد ﷺ کیوں نہ آئے میرے دل میں بار بار
جو مکیں ہے، اس کو لازم ہے مکاں سے ارتباط

سجدہ گاہیں اور بھی ہوں گی، مگر

میرے سر کو ہے ترے در سے غرض
دولتِ عشقِ نبی ﷺ درکار ہے
مال سے کیا کام، کیا زر سے غرض

صلِّ علیٰ نہ کیوں کہیں احمد ﷺ کے نام پر
پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

جو بات کہ ہے قامتِ شاہِ مدنی ﷺ میں
آئی ہے، نہ آئے گی وہ سروِ چمنی میں

احمد ﷺ کے در پہ اس لیے میں رجبہ سا رہا
سجدے کے لائق اور کوئی آستاں نہ تھا

عاشق ہوں، مجھے جنتِ فردوس سے کیا کام
ہے سر میں ازل سے مرے سودائے مدینہ

طوافِ روضہ عینِ حج ہے اے شادؔ
مرا کعبہ مدینے کی گلی ہے

میں دُور ہوں مدینے سے، فریاد یا نصیب
اب تک حضور میں نہ ہوئی یاد، یا نصیب

میں فدا تم پہ دل و جاں سے ہوں اے میرے نبی ﷺ!
مجھ کو بلوا لو مدینے میں شہِ مُطّلبی ﷺ
یہی کہتا ہُوا آؤں گا جو ہو گی طلبی
"مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت، چہ عجب خوش لقبی"

چاند سا دیکھ کے مکھڑا ہُوا حیراں عالم
ہے عیاں قدرتِ حق آپ سے اے شاہِ امم ﷺ
وصف اس حسنِ خدا داد کا کیوں کر ہو رقم
"ومن بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بُوالعجبی" (۲۸)

کیونکر ہو نعت سرورِ عالی جناب ﷺ کی
ذرّے سے مدح کیا ہو بھلا آفتاب کی
بعدِ خدا ہے آپ ہی کی ذات مستطاب
وہ شان ہے ہمارے رسالت مآب ﷺ کی

کیا نعت بھلا شادؔ ادا مجھ سے ہو ان کی
دنیا کے وہ سردار، وہی سرورِ دیں ﷺ ہیں (۲۹)

سرکشن پرشاد شادؔ نے کئی نعتیہ گیت بھی لکھے ہیں (۳۰)

حواشی

(۱) سکسینہ، رام بابو۔ تاریخِ ادبِ اردو (اردو ترجمہ از مرزا محمد عسکری)۔ باب ۱۳۔ دربارِ حیدر آباد۔
(۲) رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۶۔ ص ۳۹۱
(۳) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ (حالیؔ سے حال تک) ص ۲۳۵
(۴) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۲۰۸، ۲۰۹
(۵) سروری، عبدالقادر۔ جدید اردو شاعری۔ مطبوعہ لاہور۔ طبع دوم۔ ۱۹۳۶۔ ص ۱۵۱
(۶) تاریخِ ادبِ اردو (اردو ترجمہ)۔ ص ۵۱۰
(۷) جدید اردو شاعری۔ ص ۱۵۱ / نظیر لودھیانوی۔ تذکرۂ شعرائے اردو۔ ص ۲۵۵
(۸) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۹۰
(۹) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۵ (اس کتاب میں ہر جگہ پرشاد کو "پرساد" لکھا ہے)
(۱۰) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۵ھ میں صدارتِ عظمیٰ کی خدمت سپرد کی گئی۔ (اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۹۰) لیکن ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری یہ عہدہ ۱۹۳۰ میں انھیں دیتے ہیں (اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۵) لیکن ان کا انطباق نہیں ہو سکتا۔ ۱۹۳۰ میں ۱۳۴۸ھ، ۱۳۳۴ھ تھا۔ اور ۱۳۳۵ھ، ۲۷، ۱۹۲۶ میں تھا (جوہرِ تقویم۔ ص ۲۱۹، ۲۱۷)
(۱۱) یونس شاہ، پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۲۱۳
(۱۲) تاریخِ ادبِ اردو (اردو ترجمہ)۔ ص ۵۱۰، ۵۱۱ ("فخم کدۂ رحمت" کا ذکر سکسینہ کے علاوہ کہیں نہیں ملا)
(۱۳) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۳۹۱ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۶
(۱۴) فضل فتحپوری، سید افضال حسین نقوی۔ اردو نعت: تاریخ و ارتقا۔ مطبوعہ کراچی۔ اپریل ۱۹۸۰

ص ۱۲۷

(۱۵) مہک (مجلہ گورنمنٹ کالج) گوجرانوالہ۔ اشاعتِ خصوصی نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ۔ ص ۳۱۷

(۱۶) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ اول۔ ص ۳۶ (مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" از راجا رشید محمود)

(۱۷) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۲۴' ۱۰۹ (آٹھ + آٹھ اشعار) / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۲۰ (۹' ۹ اشعار) / ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۱۳ (آٹھ اشعار) / شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ ص ۳۵۳ (سات اشعار) / ممتاز حسن (مرتب)۔ خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۱۹۱ (چار اشعار۔ مطلع کے دوسرے مصرعے میں انھوں نے "سرداروں کا" کے بجائے "سرکاروں کا" لکھا ہے) / نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۱ (سات اشعار)۔ اس زمین میں ان کی دو نعتیں ہیں

(۱۸) مولوی (ماہنامہ) دہلی۔ رسول ﷺ نمبر۔ صفر ربیع الاول ۱۳۴۵ھ۔ ص ۴۷ (۱۹۔ اشعار) / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۶' ۱۷ (۱۹۔ اشعار) / فانی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۲۷ (۱۷۔ اشعار)

(۱۹) طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۷ (پانچ اشعار) / گلدستۂ نعت۔ ص ۹۳ (چھ اشعار) / نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۶۹۶ (تیرہ اشعار) / الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۳۹۵ھ۔ ص ۳۵۹ (چودہ اشعار) / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۹' ۲۰ (پندرہ اشعار)

(۲۰) نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ جنوری ۱۹۸۴ء۔ ص ۴۹۴' ۴۹۵ (۲۲۔ اشعار) / فانی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۳۴' ۱۳۵ (۲۳ اشعار) / خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۳۔ ۱۴ (۲۶ شعر)

(۲۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۶۰' ۶۱ (بارہ اشعار) / خادم سوہدروی' عبدالمجید (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۹ (تیرہ اشعار)

(۲۲)۔ خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتاب۔ ص ۱۷۔ ۱۹ (۳۳۔ اشعار) / فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب۔ ص ۶۵' ۶۶ (۲۳۔ اشعار)

(۲۳) فانی کی کتاب۔ ص ۷۹ (سات اشعار) خادم سوہدروی کی کتاب۔ ص ۴۲ (۹۔ اشعار)

(۲۴) خادم۔ ص ۲۲' ۲۳ (۲۹۔ اشعار) / فانی۔ ص ۹۸' ۹۹ (۲۵۔ اشعار)

(۲۵) خادم۔ ص ۱۷ (دس اشعار) / فانی۔ ص ۱۲۶ (آٹھ اشعار)

(۲۶) خادم۔ ص ۱۳ (آٹھ اشعار۔) / فانی۔ ص ۱۳۲ (آٹھ اشعار)

(۲۷) خادم۔ ص ۱۷ (سات اشعار) / فانی۔ ص ۱۲۹ (چھ اشعار)

(۲۸) ہدیۂ شاد۔ ص ۷' ۱۳' ۲' ۱۲' ۲۹' ۳۳' ۴۲' ۵۷' ۷۴' ۱' ۹۳' ۱۱۳' ۱۷' ۱۵۳ (بحوالہ "اردو میں نعتیہ

شاعری" ص ۴۹۳ تا ۴۹۶)

(۲۹) اذانِ بتکدہ بحوالہ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۵۳

(۳۰) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۲۱ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۵۳

شاؔد دہلوی' لالہ مُرلی دھر

شاؔد اردو زبان کے شیدا تھے۔ انھیں بےخود دہلوی سے تلمّذ حاصل تھا۔ ان کے ایک بھائی سر شنکر لال شنکؔر معروف سائنس دان تھے۔ یہ دونوں پاکستان کے قیام سے پہلے لائل پور (اب فیصل آباد) میں ہر سال "شنکؔر و شاؔد مشاعرہ" کراتے تھے جس میں پاک و ہند کے شعرا کو مدعو کیا جاتا تھا (۱) راقم الحروف کو ذاتی طور پر علم ہے کہ لالہ مرلی دھر شاؔد کی لائلپور کاٹن ملز میں پاکستان بننے کے بعد بھی عرصے تک یہ انڈو پاک مشاعرہ ہر سال منعقد ہوتا رہا۔ کم از کم ۱۹۵۹ تک تو مجھے یاد ہے۔

محمد دین کلیم لکھتے ہیں کہ انار کلی لاہور' بخشی مارکیٹ میں دکان "دہلی کلاتھ ہاؤس" انھی کے زیرِ اہتمام چلتی تھی۔ لاہور میں ان کا کثرت سے آنا جانا تھا۔ (۲)

فانی مراد آبادی نے ان کی ایک حمد اور ایک نعت شاملِ کتاب کی ہے۔ حمد کے چند شعر دیکھیے:

جہنّم کا نہ ڈر ہو گا' نہ کچھ خوفِ سزا ہو گا
قیامت میں گنہ گاروں کو تیرا آسرا ہو گا

اُدھر دریائے رحمت کی نظر آ جائیں گی موجیں
اِدھر خورشیدِ محشر سے ہمارا سامنا ہو گا

سوا نیزے پہ سورج' پُلِ صراط' اعمال کا دفتر
ہمیں دیدار کی حسرت میں سب کچھ دیکھنا ہو گا

ہمیشہ تیرے در پہ ہم نے یارب کی جبیں سائی
نہ سجدہ خواب میں بھی غیر کے در پر کیا ہو گا (۳)

عبدالمجید خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" اور نور احمد

میرٹھی کی "تنویرِ سخن" میں مُرلی دھر شاد کو نمایندگی نہیں ملی۔ ان کی ایک نعت کے کچھ اشعار فانی کی کتاب میں ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

جلوہ دکھا دے مجھ کو خدایا حضور ﷺ کا!
لکھنا ہے آج مجھ کو سراپا حضور ﷺ کا

آنکھوں میں ہے حضور ﷺ کے جلووں کا سلسلہ
جنّت کو جھانکتا نہیں خادم حضور ﷺ کا (۴)

چمکے گا چاند بن کے یہ تُربت میں حشر تک
دل میں ہے میرے داغِ تمنا حضور ﷺ کا

حسرت ہے یہ، حضور ﷺ کے قدموں میں جان دوں
ارمان ہے کہ دیکھ لوں جلوہ حضور ﷺ کا (۵)

سودائی ہم کو کہتے ہیں سارے 'زہے نصیب
روزِ ازل خریدا تھا سودا حضور ﷺ کا

دل شاد و فیضیاب زیارت سے وہ بھی ہو
ہے جان و دل سے شاد بھی شیدا حضور ﷺ کا (۶)

مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتّب کردہ اور شائع کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں شاد دہلوی کی' شروع میں درج کردہ حمد کے دو اشعار اس انداز میں دیے گئے ہیں کہ نعتیہ اشعار معلوم ہوں (۷)

حواشی

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۳۲۹ (مضمون "اعترافِ عظمت")
(۲) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۴ مئی تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۳۱ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا")
(۳) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۶
(۴) "شیدا" کو فانی کے کاتب نے "خادم" کر دیا ہو گا۔ پروفیسر خالد بزمی نے یہ شعر اپنے مضمون میں نقل نہیں کیا (شام و سحر۔ نعت نمبر۔ ۱۹۸۱' ص ۳۲۹)
(۵) فانی کی کتاب میں "ارماں" ہے۔ خالد بزمی نے "ارمان" کر دیا ہے۔ اگر "ارماں یہ ہے" ہوتا تو اور بھی اچھا ہوتا۔ یہ بھی کاتب کی ستم ظریفی ہی معلوم ہوتی ہے
(۶) فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب۔ ص ۹۰
(۷) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۲۱

شاد، نریش کمار

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے ایسے نعت گو ہندوؤں اور سکھوں کے ذکر کے ساتھ جن کا نمونۂ نعت زیرِ نظر تالیف میں شامل ہے' پنڈت آنند نرائن مُلّا' جوش ملسیانی اور نریش کمار شاد کا ذکر بھی نعت گوئی کے حوالے سے کیا ہے لیکن ان کا نمونۂ نعت نہیں دیا (۱)۔

مجھے نریش کمار شاد کی کوئی نعت دستیاب نہیں ہوئی۔ ممکن ہے' ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے ان سے کوئی نعت خود سُنی ہو' یا ان کی کوئی نعت پڑھی ہو۔ میں ان کا ذکر اس نقطۂ نظر سے کر رہا ہوں کہ مستقبل میں نعت کے موضوع پر کام کرنے والے اس پہلو سے مزید تحقیق کریں تو شاید ان کی کوئی نعت مل جائے۔

حاشیہ

طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی' آرہ' بہار (انڈیا)۔ ص ۸۴

شاداں، راجا چندو لال

مہاراجا سرکشن پرشاد شاد کے ضمن میں ان کا ذکر آ چکا ہے۔ شاد کے بزرگ تھے۔ عبدالغفور نسّاخ لکھتے ہیں۔ "شاداں تخلص' راجا چندو لال' نائب والیٔ حیدر آباد دکن۔ ولد نرائن داس کھتری۔ باشندہ رائے بریلی۔ شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی۔ حالات ان کے نہایت مشہور ہیں۔ دیوان ان کا نظر سے گزرا" (۱)۔

سید محسن علی محسن لکھنوی نے بھی انہیں "نائب رئیس حیدر آباد دکن" لکھا ہے اور نام "رائے چندو لال" تحریر کیا ہے (۲)۔

عبدالقادر سروری نے مہاراجا سرکشن پرشاد شاد کے ذکر میں لکھا۔ "مہاراجا بہادر اس جلیل القدر وزیر کے نواسے ہیں جن کا نام علم و فضل کی قدر دانیوں کی وجہ سے دکن کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مہاراجا چندو لال بہادر شاداںؔ کو فارسی شاعری کا اچھا ذوق تھا۔ جس کی یادگار ان کے ایک ضخیم دیوان اور اس سے بڑھ کر ان کی کبھی نہ مٹنے والی علمی سرپرستیوں کی صورت میں ہمیشہ باقی رہے گی"۔ (۳)

۱۸۴۵ء / ۱۲۶۰ھ میں فوت ہوئے (۴)۔

"نورِ سخن" میں شاداںؔ کا ایک نعتیہ شعر درج ہے۔

تو صاحبِ معراج ہے، تو صاحبِ لولاک
رُتبہ ترے قدموں سے ملا عرشِ بریں کو (۵)

حواشی

(۱) نساخ، عبدالغفور۔ سخن شعرا۔ تذکرے کی پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) کا عکسی اُتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ نے ۱۹۸۲ میں شائع کیا۔ ص ۲۳۷

(۲) محسنؔ لکھنوی، سید محسن علی (مولف)۔ تذکرۂ سراپا سخن (مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن) مطبوعہ لاہور۔ جنوری ۱۹۷۰ء۔ ص ۵۶

(۳) عبدالقادر سروری، پروفیسر۔ جدید اردو شاعری۔ کتاب منزل، لاہور۔ طبع دوّم۔ ۱۹۴۶ء۔ ص ۱۵۱

(۴) سکسینہ، رام بابو۔ تاریخ ادبِ اردو (اردو ترجمہ از مرزا محمد عسکری) عنوان۔ "دربارِ حیدر آباد" / اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۸۳ / ضیاء الدین لاہوری۔ جوہرِ تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۰۳

(۵) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۳۰

شاںؔت، لالہ بہاری لال

قافی مراد آبادی کی کتاب میں مہاکوی لالہ بہاری لال شاںؔت کی ایک نعت کے چھ اشعار شامل ہیں (۱) پروفیسر خالد بزمی کے مضمون میں ان میں سے تین اشعار شائع کئے گئے (۲)۔ نور احمد میرٹھی نے یہی چھ اشعار اپنی کتاب میں شامل کئے لیکن شاںؔت کے بجائے "صابرؔ" تخلص لکھا اور حروفِ تہجی کے لحاظ سے "ص" میں انھیں شامل کیا (۳)۔

قافی کی مرتب کردہ کتاب میں "مغیلان" کو غیلان لکھا گیا ہے اور ایک مصرع بے وزن کر دیا گیا "واہ کیا صلِّ علیٰ شانِ مدینہ"۔ نورِ سخن میں یہ غلطیاں نہیں ہیں۔ آخری شعر میں "مرے داتا" کے بجائے میرٹھی کی کتاب میں "مرے آقا" ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ میرٹھی نے یہ اشعار کہاں سے نقل کئے ہیں تو شاید یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی کہ بہاری لال کا تخلص صابرؔ تھا یا شاںؔت۔

چند اشعار دیکھئے:

کیونکر کہوں جنّت ہے گلستانِ مدینہ
جنّت کے فرشتے ہیں ثنا خوانِ مدینہ

اے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ شانِ مدینہ
خود والیِ جنّت ہوا مہمانِ مدینہ

سو جنّتیں اور ایک بیابانِ مدینہ
سو پھول اور اک خارِ مغیلانِ مدینہ

اب اس سے سوا اور ہو کیا شانِ مدینہ
احسانِ جہنم پہ ہے احسانِ مدینہ

ہے فیض ترے قدموں کا اے جانِ مدینہ
آدم بھی، فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ

میں بھی ہوں ترے در کا بھکاری مرے آقا
اک نگہِ کرم مجھ پہ بھی سلطانِ مدینہ ﷺ

حواشی

(۱) قافی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۱

(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۹

(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۴۳

شائقؔ امرتسری، لچھمن داس

پروفیسر خالد بزمی لکھتے ہیں۔ "شائق امرتسری کا اصل نام چھمن داس ہے۔ گوت کے اعتبار سے برہمن ہیں۔ لوگ انہیں عام طور پر "پنڈت جی" کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ مجھے ان سے ایک بار ملنے کا موقع ملا ہے اور یہ آج (۱۹۸۱) سے تقریباً ۲۵ برس پہلے کا واقعہ ہے۔ شائق امرتسری ہندو سبھا ہائی سکول' امرتسر میں اردو اور فارسی کے استاد تھے اور میرے بڑے بھائی محمد بشیر (مرحوم) ان کے شاگرد تھے......... مجھے کوشش کے باوصف ان کے نعتیہ کلام سے صرف تین اشعار مل سکے ہیں" (۱)۔

تعجب ہے کہ فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" پروفیسر خالد بزمی کے سامنے تھی' اس کا اعتراف بھی انہوں نے اپنے مضمون کے آخر میں کیا ہے اور اس کتاب میں شائق کی اس نعت کے ۹۔ اشعار موجود ہیں (۲) پھر "کوشش کے باوجود" انہیں اس نعت کے صرف تین اشعار کیوں ملے۔

نور احمد میرٹھی نے پانچ اشعار نقل کیے ہیں (۳)۔

چند اشعار دیکھیے:

برحق کہا "خدا ہے" رسولِ کریم ﷺ نے
اعجاز ہی دکھایا ہے رسولِ کریم ﷺ نے
ارض و سما پہ چھا گئی ہے شانِ احمدی
لولاک کیا سنا ہے رسولِ کریم ﷺ نے
عاصی پہ بابِ رحمتِ حق آپ وا کیا
دیکھا جو' رو رہا ہے' رسولِ کریم ﷺ نے
منکر نکیر حشر میں تھے مجھ سے شرمسار
فرمایا' بے خطا ہے' رسولِ کریم ﷺ نے
اللہ رے جناب کی ایماں فروزیاں
شائق بنا لیا ہے رسولِ کریم ﷺ نے (۴)

حواشی

(۱) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۸

(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۹۲
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۳
(۴) نعت کا ایک آدھ شعر لکھنے میں دقت ہوتی ہے۔ "ہے آشنائے ذاتِ احد پر رگِ حیات" تو بالکل سمجھ میں نہیں آیا۔ فانی کی کتاب میں "اللہ کا جلال و جمال اب ہے آشکارا" لکھا گیا ہے تو نور احمد میرٹھی نے بھی "آشکارا" ہی چلا دیا ہے۔ خالد بزمی نے البتہ اسے "آشکار" لکھا ہے۔

شرما میرٹھی' اندرجیت

فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں پنڈت اندرجیت شرما (ماچھرہ ضلع میرٹھ) کے ایک مسدس کے پانچ بند شامل ہیں (۱)۔ دراصل یہ مسدس نعتیہ نہیں' حمدیہ ہے۔ جس کا ذکر نہ فانی نے کیا ہے' نہ نور احمد میرٹھی نے اسے نقل کرتے ہوئے یہ دیکھا ہے۔

"نورِ سخن" میں اس مسدس کے تین بند ہیں۔ نور احمد میرٹھی نے فہرست میں "اندرجیت شرما میرٹھی" لکھا ہے' نعت کے ساتھ "میرٹھی" کا لفظ نہیں لکھا اور "اندرجیت" کے پیشِ نظر "الف" میں ان کا ذکر کیا ہے (۲)۔ مسدس کے تین بند یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ شاعر کا تخلص کیا ہے۔

مجھے تیری آرزو ہے
مجھے تیری جستجو ہے
مرے سر میں تیری بو ہے
مرے دل میں تو ہی تو ہے
مری حسرتوں کے مالک
مری الفتوں کے مالک

کسی چال میں نہ آؤں
نہ فریبِ دہر کھاؤں
میں جدھر نظر اٹھاؤں
تجھے بے نقاب پاؤں

مجھے رازداں بنا دے
مجھے راہِ حق دکھا دے(۳)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۰۷
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۰
(۳) نور احمد میرٹھی نے پہلے بند کے تیسرے اور چوتھے مصرعے میں "مرے" کو کتاب . ، "میرے" لکھا ہے۔

شعلہؔ، بنواری لال

منشی بنواری لال شعلہ کا ذکر ناظر کاکوروی نے اپنی کتاب "اردو کے ہندو ادیب" (۱) میں کیا ہے۔ لکھا ہے کہ ان کا مجموعۂ کلام "ارمغانِ شعلہ" شائع ہو چکا ہے۔
نمونۂ کلام یہ ہے:

بڑھے گی جب زیادہ آفتابِ حشر کی گرمی
تری رحمت پکارے گی یہی میدانِ محشر میں
چلے آؤ، چلے آؤ، گنہگارو چلے آؤ
ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامانِ پیمبر ﷺ میں
(۲)

پروفیسر شفقت رضوی کے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے اثرات" میں ہے کہ منشی بنواری لال شعلہ کا تعلق حصار سے تھا۔ غالبؔ کے شاگرد بے صبرؔ سے شرفِ تلمذ تھا۔ پیدائش ۱۸۴۷ء کی ہے (۳)

حواشی

(۱) نثار احمد علوی، حکیم۔ سخنورانِ کاکوری۔ مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۷۸ء۔ ص ۳۵۶، ۳۶۷ (لکھا ہے کہ قاری مشیر احمد علوی ناظر کاکوروی ۱۹۰۲ میں پیدا ہوئے۔ "اردو کے ہندو ادیب" کے نام سے آپ کی ایک کتاب مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے ۱۹۳۴ میں دلی سے شائع کی اور بعد میں لکھنؤ سے بھی شائع ہوئی)

(۲) ناظر کاکوروی۔ اردو کے ہندو ادیب۔ ص ۹۵ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۴۸، ۶۲ (مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" از راجا رشید محمود)
(۳) اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء۔ ص ۷۹

شفیقؔ، لالہ لچھمی نرائن

لالہ لچھمی نرائن شفیقؔ و صاحبؔ کا ذکر پہلے پہل افسر صدیقی امروہوی نے اپنے مضمون "اردوئے قدیم اور نعت گوئی" میں کیا۔ "چوتھا معراج نامہ صاحب اورنگ آبادی کا ہے جن کا نام لچھمی نرائن تھا اور وہ شفیق بھی تخلص کرتے تھے۔ بڑے عالم و فاضل اور قادر الکلام شاعر گزرے ہیں۔ اس معراج نامہ کی سب سے بڑی فضیلت و خصوصیت یہ ہے کہ ایک غیر مسلم شاعر کا لکھا ہوا ہے۔ الفاظ کا انتخاب مصرعوں کی برجستگی اور زبان کی صفائی دیکھنے کے لائق ہے........ اس کا مخطوطہ "انجمن ترقی اُردو" کراچی کے کُتب خانہ میں ہے" (۱)۔

ڈاکٹر طلٰہ رضوی برق نے "اردو کی نعتیہ شاعری" میں جو معراج نامے گنوائے، ان میں اسے آٹھواں معراج نامہ کہا لیکن وہی چھ اشعار نقل کئے جو افسر صدیقی امروہوی کے مضمون میں تھے (۲) ڈاکٹر برق نے لکھا۔ "حیرت کی بات یہ ہے کہ شفیق تک آتے آتے اردو زبان بہت تیزی سے صاف اور سلیس ہو گئی ہے" (۳)۔

یہ معلومات بھی افسر صدیقی امروہوی نے دی تھیں کہ یہ معراج نامہ ایک سو چھ اشعار پر مشتمل ہے، اسی کو پروفیسر سید یُونُس شاہ اور ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے نقل کیا ہے۔

پروفیسر سید یُونُس شاہ لکھتے ہیں کہ شفیقؔ اورنگ آبادی کی ولادت ۱۱۵۷ھ میں ہوئی۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے شمسی سن بھی لکھنا چاہا ہے لیکن "۴۴ ۱۶" لکھ کر رہ گئے ہیں (۴) اصل میں انھیں ۱۷۴۴ لکھنا تھا (۵) پروفیسر یونس شاہ اور اسماعیل آزاد نے لکھا ہے کہ ان کے والد کا نام رائے منسا رام تھا جو خود بھی صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔

شفیق مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کے شاگرد ہوئے۔ انہوں نے دو تذکرے بھی لکھے۔

ڈاکٹر اسماعیل آزاد نے اپنی کتاب کی جلد اول میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ "چوتھا معراج نامہ بچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی کا ہے جن کا تخلص شفیق تھا۔ شفیق کا معراج نامہ اس لئے بھی اہمیت و وقعت کا حامل ہے کیونکہ وہ ایک غیر مسلم شاعر کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے۔ زبان صاف سادہ ہے' تراکیب کی دروبست قابلِ تعریف ہے" (۶)۔

پروفیسر شفقت رضوی نے انہیں معاصرِ سراج لکھا ہے اور ان کا سن وفات ۱۲۱۵ھ تحریر کیا ہے (۷)۔

عجائب رات تھی وہ نور افشاں (۸)
کہ ہر کوکب تھا اک مہرِ درخشاں
کہوں کر رات اس کو؟ ہے یہ قابل
کہوں گردوں تو عالم میں پڑے غل
غرض غفلت سبھوں پر چھا رہی تھی
خرد داروئے حیرت کھا رہی تھی
سفیرِ نیک پے پیغام لایا (۹)
سلام حق کہا اور یہ سنایا
درِ حجرہ پہ دو آ جوڑ کر ہات
کہا سرور ﷺ ترے پر حق کی صلوات (۱۰)
چل اٹھ اے شہ ﷺ کہ ہے معراج تیرا
غنی بھی آج ہے محتاج تیرا

حواشی

(۱) سیرتِ پاک۔ "ماہِ نو" کی خصوصی اشاعتوں کا انتخاب۔ ادارۂ مطبوعاتِ پاکستان' کراچی۔ ۱۹۹۶۔ ص ۱۰۳

(۲) آج تک ہر جگہ یہی چھ اشعار نقل ہوتے آ رہے ہیں (یونس شاہ' پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد اول۔ ص ۲۵۷ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ (حالی سے حال تک) ص ۲۳۳ / نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۴ / خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۱۹۹ (پانچ اشعار)

(۳) طٰہٰ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۳۲

(۴) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دُوُم۔ ص ۲۳۳

(۵) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہر تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۹۰

(۶) اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۳۹

(۷) اردو (سہ ماہی) انجمن ترقی اردو' کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۲۔ ص ۹۸

(۸) نور احمد میرٹھی نے پہلے مصرعے کی اصلاح کر دی ہے' "عجب تھی رات وہ انوار افشاں"۔

(۹) "سفیرِ نیک پے" کو نور احمد میرٹھی نے "سفیرِ نیک پئے" لکھ دیا ہے جس سے مصرع بے وزن بھی ہو گیا ہے' بے معنی بھی۔ ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برق کی کتاب میں "پے" کو "پئے" لکھا ہے۔

(۱۰) ممتاز حسن نے یہ شعر چھوڑ دیا ہے (خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۱۹۹)

شکنتلا دیوی اکبر آبادی

نور احمد میرٹھی نے اپنی مرتبہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کے یہ تین اشعار نقل کیے ہیں:

نظر بن کے آنکھوں میں آئے محمد ﷺ
سکوں بن کے دل میں سمائے محمد ﷺ
تماشا تو دیکھو جہنم کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
قیامت میں شانِ شفاعت تو دیکھو
کہ پکڑے خدا اور چھڑائے محمد ﷺ (۱)

"نوادرِ اقبال" میں ہے۔ "غالباً" ۱۹۲۹ کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ' سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا۔ علامہ اقبال اس جلسے کے صدر تھے۔ جلسے میں کسی خوش الحان نعت خوان نے مولانا احمد رضا صاحبؒ (بریلوی) کی ایک نظم شروع کر دی جس کا ایک مصرع یہ تھا:

رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

نظم کے بعد علامہ اقبالؒ اپنی صدارتی تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارتجالاً" ذیل کے دو شعر ارشاد فرمائے:

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
تعجب تو یہ ہے کہ فردوسِ اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ (۲)

اگر شگفتہ دیوی اکبر آبادی کے نام سے یہ شعر نقل کرتے ہوئے نور احمد میرٹھی لکھتے کہ انہوں نے یہ اشعار کہاں سے لئے ہیں تو کسی نتیجے پر پہنچنے میں آسانی ہوتی۔ بہرحال' یہ تو طے ہے کہ علامہ اقبال (رح) نے کسی اور کا شعر نہیں لیا ہو گا' شگفتہ دیوی نے علامہ اقبال ؒ سے اس انداز میں بھی استفادہ کر لیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔

حواشی

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ادارۂ فکرِ نو' کراچی۔ ص ۱۳۵
(۲) نوادرِ اقبال۔ سرسید بک ڈپو' علی گڑھ۔ ص ۲۰ / راجا رشید محمود۔ اقبال و احمد رضا: مدحت گرانِ پیغمبر ﷺ۔ مدیم پبلشرز' لاہور۔ اشاعتِ سوم۔ نومبر ۱۹۸۷۔ ص ۳۳

شگفتہ لکھنوی' سُندر لال

ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برق نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں لکھا ہے کہ ذوقؔ و غالبؔ و مومنؔ کے دور میں دلّی کے آخری مغل تاجدار' بہادر شاہ ظفرؔ کی طرف سے باقاعدہ نعتیہ مشاعروں کا اہتمام ہونے لگا۔ ظفرؔ' مومنؔ' مجروحؔ' صہبائی مولوی غلام امام شہید' فتح الملک رمزؔ' رحیم میرٹھی' عزت سنگھ عیشؔ اور سُندر لال شگفتہؔ لکھنوی ان نعتیہ مشاعروں کی جان ہوتے تھے (۱) جہاں انہوں نے ہندوؤں کی نعت گوئی کا الگ ذکر کیا ہے' وہاں لکھتے ہیں "گزشتہ اوراق میں کچھی نرائن شفیقؔ (صاحب) دکنی' پنڈت دیا شنکر نسیمؔ' عزت سنگھ عیشؔ دہلوی اور سُندر لال شگفتہؔ کا نام آچکا ہے........" (۲)

اس طرح ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برق نے ہندو نعت گوؤں میں سُندر لال شگفتہؔ کا ذکر کیا ہے' اگرچہ ان کا نمونۂ نعت نہیں دے سکے۔

حواشی

(۱) طٰہٰ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ دانش اکیڈمی' آرہ' بہار۔ ۱۹۷۴۔ ص ۴۲
(۲) ایضاً۔ ص ۸۴

شنکرؔ' لالہ شنکر داس

اسد نظامی نے اپنے مضمون "حضور ﷺ کی بارگاہ میں غیر مسلم شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں لکھا ہے کہ "سرزمینِ سرہند شریف کے باسی' لالہ شنکر داس شنکرؔ نامی ہندو کے نیم ہندی شعر ملاحظہ فرمایئے":

لولاک لما تری شان ہے جی (۱)
تو سب پہ آقا ﷺ مہربان ہے جی
شنکرؔ کی صرف بات نہیں
تیرا کرم ہر پہ' ہر آن ہے جی (۲)

شعر تو یہ جیسے بھی ہیں' نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں بھی اسی طرح نقل کر دیے ہیں (۳) صرف شاعر کے سرہندی ہونے کا حوالہ نہیں دیا۔

حواشی

(۱) "تیری" کے بجائے اسد نظامی کے مضمون میں "تری" لکھا ہے' نور احمد میرٹھی نے بھی اسی طرح لکھ دیا ہے۔
(۲) الہام (ہفت روزہ) بہاول پور۔ نعت نمبر۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۲۔ ص ۱۱۸
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ۱۳۶

شوقؔ رامپوری' رگھنندن کشور

ان کی ایک فارسی نعت کے چھ اشعار سب سے پہلے ماہنامہ "فاران" کراچی کے سیرت نمبر میں شائع ہوئے۔ ان کے نام کے ساتھ "ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ رامپور" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے (۱) یہ نعت انہی تعارفی الفاظ کے ساتھ فانی مراد آبادی

کی مرتبہ کتاب میں بھی شائع ہوئی (۲) نور احمد میرٹھی نے اس نعت کے پانچ اشعار نقل کئے ہیں (۳)۔

بہ یثرب شوقِ دیدارِ محمد ﷺ
منم ہر لحظہ بیمارِ محمد ﷺ (۴)

بہ یثرب چوں رسم مژگانِ خود را
کنم جاروبِ گلزارِ محمد ﷺ

جبینم صَرفِ سجدہ تا پہ محشر
زبانم محوِ اذکارِ محمد ﷺ

ملائک را نیارم در نگاہے
شوم گر کفش بردارِ محمد ﷺ

ز جبریلِ امیں سبقت ربودہ
شبِ معراج رفتارِ محمد ﷺ (۵)

منم اے شوق بیگانہ ز اسلام
مگر کُفر است، انکارِ محمد ﷺ

حواشی

(۱) فاران (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری ۱۹۵۶۔ ص ۱۳۸
(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۲۶
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۷
(۴) حضورِ اکرم ﷺ نے مدینۂ طیبہ کو "یثرب" کہنے سے منع فرمایا ہے۔ شوق رامپوری کو تو یہ علم نہیں ہو گا، فاران کے ایڈیٹر ماہر القادری کو تو اس حدیثِ پاک کا علم ہونا چاہئے تھا۔
(۵) یہ شعر "نورِ سخن" میں نہیں ہے۔

شوق لکھنوی، وشنو کمار

مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب و شائع کردہ کتاب "ہندو شعرا

کا نذرانۂ عقیدت" میں ان کی ایک نعت کے آٹھ اشعار ملتے ہیں (۱)۔ فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتابوں میں یہ نعت نہیں ہے۔ نور احمد میرٹھی نے اس کے چار اشعار نقل کئے ہیں (۲)۔ ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" حصۂ سوم میں یہ پوری نعت شائع ہوئی ہے (۳)۔ ماہنامہ "الرشید" کے نعت نمبر میں بھی پوری نعت شامل ہے (۴)۔

لگاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرّہ مدینے کا
رسول اللہ ﷺ سے اتنا بڑھا رُتبہ مدینے کا

جو محبوبِ خدا ﷺ ہے، کیف اس کا کارفرما ہے
انوکھا کیوں نہ ہو عالم سے میخانہ مدینے کا

جہاں کا گوشہ گوشہ نورِ حق سے ہو گیا روشن
دکھاتا ہے کچھ ایسے جلوے آئینہ مدینے کا

نہیں پوشیدہ ہے اس سے کوئی بھی راز قدرت کا
بہت ہُشیار ہے عالم میں دیوانہ مدینے کا

اگر جاں بھی نکل جائے مری طیبہ کی راہوں میں
تو سمجھوں گا، بہت سَستا ہوا سودا مدینے کا

ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے، اب تعبیر دیکھوں گا
نگاہوں میں لئے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا

بس اب تو شوق دل میں اک یہی ارمان باقی ہے
کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا

حواشی

(۱) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۷
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۸
(۳) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۹۰۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ سوم۔ ص ۸۹
(۴) الرشید۔ نعت نمبر ۱۳۷۱ھ۔ ص ۱۳۵۹، ۱۳۶۰

شیاؔم سندر

بابو شیام سندر باؔصر کاشمیری نے اپنی ایک نعت میں اپنے تخلّص کے بجائے نام "شیاؔم سندر" استعمال کر دیا تھا۔ اس غلطی کے خیال سے کہ کسی نے وہ نعت دیکھی ہو' اور "شیاؔم سندر" کو "ش" میں نہ ڈھونڈتا پھرے' میں نے یہاں بھی ان کا نام لکھ دیا ہے۔ حالات و نمونۂ نعت "باؔصر کاشمیری' شیام سندر" میں دیکھیں۔

شیدؔا دہلوی' چندی پرشاد

فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں "مدّاحِ رسول پاک ﷺ لالہ چندی پرشاد شیدؔا دہلوی" کے ایک نعتیہ مسدّس کے چار بند اور ایک نعتیہ غزل ہے (۱)۔

نور احمد میرٹھی نے ان کا نام "منشی چندی پرشاد" لکھا ہے (۲)۔

پروفیسر خالد بزمؔی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں لکھا۔ "شیدؔا دہلوی کا اصلی نام لالہ چندی پرشاد ہے۔ اسے اتفاق ہی سمجھئے کہ برِّصغیر پاک و ہند کے نامور طبیب مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان بھی دنیائے شاعری میں شیدؔا دہلوی کے نام سے معروف ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو ناموں کے سلسلے میں یہ التباس ہو جاتا ہو۔ بہرحال' جب غیر مسلم نعت گو شعرا کے سلسلے میں یہ نام آئے گا تو اس سے مراد لالہ چندی پرشاد ہوں گے" (۳)۔

نعتیہ غزل گیارہ اشعار کی ہے۔ ماہنامہ "نعت" نے اس کے آٹھ اشعار (۴) اور نور احمد میرٹھی نے چار اشعار دیئے ہیں۔ خالد بزمؔی نے ان کے نعتیہ مسدّس کے دو بند دیئے ہیں۔

وہ لطفِ رنگِ سحاب بھی ہے نسیم رحمت مآب بھی ہے
رسولوں میں انتخاب بھی ہے' زمیں پہ گردوں رکاب بھی ہے
وہ پیکرِ نور ہے مجسّم' وہ رازِ عرفانِ حق کا محرم

وہ عاجزوں بے کسوں کا ہمدم' وہ اک جلالت مآب بھی ہے
وہ ذرّہ ہو کر بھی مہر ٹھہرا' وہ قطرہ ہو کر بنا ہے دریا
بشر بھی فوق البشر ہے یکتا' وہ بحر بھی ہے حباب بھی ہے
وہ قابَ قوسین کا نظارہ حبیب کہہ کر جسے پکارا
احد کا احمد ﷺ سے ہے اشارہ' سوال بھی ہے' جواب بھی ہے
ہے روحِ فردوس کا خزانہ' کہ نعت گوئی کا ہے ترانہ
کہ جس کا شیدؔا ہے اک زمانہ' یہ باغِ رضواں کا باب بھی ہے

کر دیا اک نور سے معمور ایوانِ عرب
آتشِ خاموش تھی وہ زیرِ دامانِ عرب
کون تھا وہ شمعِ دل افروز مہمانِ عرب
ہو گئی جس کی تجلّی سے فزوں شانِ عرب
آفتابِ معرفت سے ملک روشن ہو گیا
ذرہ ذرہ نور سے وادیٔ ایمن ہو گیا

ابجر[illegible]ت ریزہ بن [illegible] کون تھا جلوہ فگن
کھِلا لیا اک دشتِ خارستاں [illegible] کا چمن
[illegible] گئی شانِ مقدّس ہر طرف وہ جوش زن
بن گئے ریگِ رواں کے ذرّے رشکِ یاسمن
بادِ صَرصَر میں شمیمِ راحت افزا آ گئی
وہ مہک تھی' شرک و بدعت کی کلی مرجھا گئی

نور سے معمور تھا شمعِ شبستانِ عرب
جس کے جلوے سے منوّر ہو گئی شانِ عرب
کر دیا رنگین وحدت سے گلستانِ عرب
کلمہ گو حق کے ہوئے سب بُت پرستانِ عرب
پیش کی وہ سامنے ہر اک کے صورت نور کی

نعرۂ اللہُ اکبر سے فضا معمور کی
پیروِ دینِ مقدس پاک رکھتے تھے چلن
ان کے ہر دست و زباں میں صدق تھا جلوہ فگن
بہرِ آزادی وہ تھے شیدا نہ ہر سو نعرہ زن
بھول بیٹھے جس کو اب افسوس یارانِ وطن
مے اڑی ساغر سے، خالی جام ساقی رہ گیا
نام ہی نام اب مسلمانی کا باقی رہ گیا

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۰، ۵۷
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نور سخن۔ ص ۱۳۹
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۰
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم۔ ص ۲۰

شیدؔا، لالہ رام سروپ

"ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" مرتبہ فانی مراد آبادی میں لالہ رام سروپ شیدؔا، بی اے کے ایک سلام کے 'مخمس کی صورت میں' پانچ بند ملتے ہیں (۱) یہی پانچ بند نور احمد میرٹھی نے نقل کیے ہیں (۲) خالد بزمؔی نے پہلا اور آخری بند اپنے مضمون میں دیے ہیں اور لکھا ہے "معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت میں بعض مخصوص نعتیہ تراکیب عام ہیں۔"(۳) ماہنامہ "نعت" کے ایک خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" (حصۂ دُوم) میں اس نعتیہ مخمس کے تین بند شامل کیے گئے (۴)۔

اس نعتیہ مخمس کا نمونہ آپ بھی دیکھئے:

اے رسولِ پاک باطن ﷺ، منزلِ حق آشنا
پیشوائے دین و ملت، حامیٔ ملکِ خدا

تیری الفاظ و معانی سے ہے بالاتر ثنا
شان میں تیری کہا شمسُ الضحیٰ بدرُ الدجیٰ
بھیجتی خلقِ خدا ہے تجھ پہ یوں صد ہا سلام
جوَر و استبداد سے ہیں سب کے دل زخمی یہاں
چل رہی ہیں ہر طرف ظلم و ستم کی آندھیاں
خون پانی ہو کے اب ہے اپنی رگ رگ میں رواں
وقت ہے امداد کا یہ، اے نبیٔ انس و جاں ﷺ
عرشِ اعظم سے ہے تیرے واسطے اُترا سلام
ہیں احادیث آپ کی دنیا میں بہرِ انتظام
ہے زبانوں پہ رواں وہ آپ کا شیریں کلام
آپ کے الطاف کے شیدا یہاں ہیں خاص و عام
آپ ہی کا نام دنیا میں ہُوا خیرُ الانام ﷺ
ہے زمانے میں رواں یہ آپ کا سکّہ، سلام

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۱۸
(۲) نور سخن۔ ص ۱۴۱، ۱۴۲
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۷۵ (مضمون "اعترافِ عظمت")
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دُوم)۔ ص ۱۸

صابرؔ، پنڈت بہاری لال

فانی مراد آبادی نے ان کا نام "مہاکوی لالہ بہاری لال شائقؔ" لکھا، نور احمد میرٹھی نے پنڈت بہاری لال صابر۔ ان کا نمونۂ کلام "شائقؔ، لالہ بہاری لال" میں نقل کیا جا چکا ہے۔

صابر لکھنوی، مادھو پرشاد

مُحقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذخیرہ کتب میں "گلدستۂ ابر سخن" امرتسر (نمبر اول۔ جلد اول) کا ایک نسخہ ملا ہے جو اکتوبر ۱۸۸۹ میں شائع ہوا۔ انہوں نے اس نسخے کی عکسی نقل "منعت لائبریری" کو عطا فرمائی ہے۔ گلدستے میں مصرع طرح "بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے مظہر کا" پر ۳۱ شعرا کا نعتیہ کلام شامل ہے۔ گلدستہ ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بارھویں شاعر منشی مادھو پرشاد صابر لکھنوی ہیں جن کے نام کے ساتھ "۳ اہلمد جوڈیشل تحصیل بکھاسن ضلع کھیری" کے الفاظ تحریر ہیں۔

طرحی نعت یہ ہے:

"بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے مظہر کا"
ہُوا جاری جہاں میں یک قلم خُطبہ پیمبر ﷺ کا

ملائک مدح خواں کیونکر نہ ہوں اُس شاہِ عالی ﷺ کے
ملا رُتبہ اسے لولاک اور معراجِ اکبر کا

کروں تعریف کیا اس روضۂ شاہِ دو عالم ﷺ کی
فلک ہے آستاں بوس اور ملک دربان ہے در کا

ہُوا قرآن نازل حق میں تیرے اے شہِ والا ﷺ
عقیدہ جس پہ رہتا ہے مسلمانانِ اطہر کا

کرے تعریف کیا صابر ترے دونوں نواسوں کی
شجاعت سے شہادت لی، نہ مانا خوف خنجر کا

حاشیہ

گلدستۂ ابر سخن۔ امرتسر۔ اکتوبر ۱۸۸۹۔ جلد اول۔ نمبر اول۔ ص ۸

صابر، یوگندر پال

ماہنامہ "فاران" کراچی میں ان کے دو نعتیہ قطعات شائع ہوئے (۱) فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں ان میں سے ایک قطعہ چھپا (۲)۔ "نور سخن" میں یہی قطعہ شامل کیا گیا ہے (۳)۔

خالد بزمی نے لکھا ہے۔ "یوگندر پال صابر نے غزل کے انداز و ہیئت کے مطابق شاید نعتیں کہی ہوں گی لیکن مجھے کوشش کے باوجود ان کی کوئی مکمل نعت نہیں مل سکی۔ نمونۂ کلام کے طور پر دو قطعات پیش ہیں": (۴)

یہ وہی دو قطعات ہیں جو فاران میں چھپے:

مظہرِ حُسنِ ذات ہیں احمد ﷺ
رحمتِ ہر حیات ہیں احمد ﷺ
اپنے اور غیر میں نہیں تفریق
سرورِ کائنات ہیں احمد ﷺ

گو حقیقت کا راز ہیں احمد ﷺ
شمعِ بزمِ مجاز ہیں احمد ﷺ
سخت حیرت سے سوچتا ہے جہاں
ناز ہیں یا نیاز ہیں احمد ﷺ

حواشی

(۱) فاران (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری ۱۹۵۶۔ ص ۱۸۸
(۲) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۹۲
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۴۴
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۸

صبا، چاند بہاری لال

چاند بہاری لال صبا ماتھر جے پوری کی ایک نعت ماہنامہ "فاران" کراچی کے سیرت نمبر میں شائع کی گئی (۱) یہ نعت فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں شائع ہوئی تو شاعر

کا تخلص "صباؔ" کے بجائے "صہبا" لکھا گیا (۲)۔ اس میں وہی آٹھ اشعار ہیں جو فاران میں چھپے۔ خالد بزمی نے اپنے مضمون میں اس نعت کے چار اشعار شامل کیے ہیں (۳)۔

ہُوں اگر روحُ الامیں بھی پاسبانِ مصطفیٰ ﷺ
رُک نہیں سکتے کسی سے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ

عیدِ میلادُ النبی ﷺ کی بزم ہے آراستہ
آج ہونا چاہیے' اظہارِ شانِ مصطفیٰ ﷺ

سادگی تو دیکھیے میری جبیں کی' جھک گئی
عرشِ اعظم کو سمجھ کر آستانِ مصطفیٰ ﷺ (۴)

کوئی سمجھا ہے نہ سمجھے گا' کلامِ پاک کو
جس طرح سمجھے ہوئے ہیں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ

اب مِرا دامن نہیں ہے دامنِ رحمت سے کم
آ پڑی ہے اس پہ خاکِ آستانِ مصطفیٰ ﷺ

بادۂ توحید کا اک جام مجھ کو بھی تو دے
اے شبِ معراج والے میزبانِ مصطفیٰ ﷺ

ہم دِکھا دیں گے تمھیں کعبہ اُدھر آتا ہُوا
جس طرف سجدہ کریں گے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ

صباؔ ماتھر بے پوری کی دوسری نعت "یا رسولَ اللہ ﷺ" ردیف کی ہے جو فانی کی مرتّب کردہ کتاب میں موجود ہے۔ یہاں چھ اشعار ہیں (۵) "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں چار اشعار ہیں (۶) عبدالمجید خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں "یا رسولَ اللہ" (ﷺ) ردیف کی کوئی نعت نہیں چنانچہ زیرِ نظر نعت بھی نہیں ہے۔ خالد بزمی کے مضمون میں اس نعت کے چار اشعار دیے گئے ہیں (۷) "نورِ سخن" میں پانچ اشعار ہیں(۸) "اَغِثْنِیْ یَا رَسُولَ اللہ ﷺ" میں یہ پوری نعت شامل ہے (۹)

تصوّرُ باندھ کر دل میں تمھارا یا رسولَ اللہ ﷺ
خدا کا کر لیا ہم نے نظارا یا رسولَ اللہ ﷺ

خدا کا وہ نہیں ہوتا' خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمھارا یا رسولَ اللہ ﷺ

زمیں سے آ لگے خورشید محشر میں' تو ان کو کیا
ہے جن پر سایۂ دامن تمھارا یا رسولَ اللہ ﷺ

خدا حافظ' خدا ناصر سہی لیکن یہ محشر ہے
یہاں تو آپ ہی دیں گے سہارا یا رسولَ اللہ ﷺ

خدا کا نام لے کر جو بن آیا وہ لکھ لایا
مجھے کب نعت لکھنے کا ہے یارا یا رسولَ اللہ ﷺ

حواشی

(۱) فاران (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری ۱۹۵۶۔ ص ۱۸۹
(۲) فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۴
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۶
(۴) یہ شعر فانی کی کتاب کے کاتب نے یوں تحریر فرمایا ہے:

سادگی تو دیکھیے میری جبیں کی
جُھک گئی' عرشِ اعظم کو سمجھ کر آستانِ مصطفیٰ ﷺ

(۵) فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۳
(۶) مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۳۲
(۷) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۷۶' ۲۷۷
(۸) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۳۵
(۹) تابش قصوری' محمد منشا (مرتّب)۔ اغثنی یا رسولَ اللہ ﷺ۔ مطبوعہ لاہور۔ بار دوم۔ ۱۹۸۰۔ ص ۹۳

ضبطؔ' جگل کشور

"نورِ سخن" میں مثنوی کی ہیئت میں ان کی ایک نظم کے ۹۔ اشعار شامل کیے گئے ہیں جو حمدِ باری تعالیٰ کے مضمون کے حامل ہیں۔ ان میں نعت کا کوئی شعر نہیں ہے۔

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۳۹ ئ ۱۴

ضیا فتح آبادی، مہرلال سونی

مہرلال سونی ضیا فتح آبادی۔ ایم اے (انگریزی)۔ بی اے آنرز (فارسی)۔ عمر ۱۹۶۳ میں باون سال تھی۔ اس وقت ریزرو بنک آف انڈیا، دہلی میں ملازم تھے۔ طلوع (قطعات) نورِ مشرق (منظومات) ضیا کے سو شعر، نئی صبح (نظمیں، غزلیں، قطعات) اور تحریریں (غزلیات) چھپ چکی تھیں (۱) فانی مراد آبادی نے ان کی دو نعتیں اور ایک نظم اپنی مرتب کردہ کتاب میں شامل کی ہیں۔ اب تک انھی سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ خادم سوہدروی اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب کردہ کتابوں میں ضیا شامل نہیں ہے۔

اسلام کی تعلیم ہے فرمانِ محمد ﷺ
توحید کا نشہ ہے عرفانِ محمد ﷺ
ملتی ہے یہاں روح کو برنائی و تسکیں
ہے سایۂ حق، سایۂ دامانِ محمد ﷺ
دامِ ہوس و حرص سے ہوتے ہیں جو آزاد
ملتا ہے انھیں منصبِ خاصانِ محمد ﷺ
گھٹتی گئی کوتاہیٔ چشم و دلِ انساں
بڑھتی ہی گئی شوکتِ دیں، شانِ محمد ﷺ
ہر نقشِ قدم اس کا نشانِ سرِ منزل
سب قافلے والے ہیں ثنا خوانِ محمد ﷺ
پردے ابھی آنکھوں پہ جہالت کے پڑے ہیں
پائے تو کوئی کس طرح پایانِ محمد ﷺ

لکھی گئی دنیا میں ضیا نورِ یقیں سے
انساں کی تاریخ بعنوانِ محمد ﷺ (۲)

جگایا تو نے اقوامِ عرب کو خوابِ غفلت سے
کیا آزاد عقل و ہوش کو دامِ جہالت سے
منظم کر دیا تو نے سب اجزائے پریشاں کو
سکھایا بیٹھنا مل جل کے آپس میں محبت سے
سبق توحید کا ہر روح کو ازبر ہوا آخر
ترے ہمراہ دنیا ہو گئی تیری صداقت سے
غلامِ مادیت رہ نہ جائے تا کوئی انساں
کیا روحانیت کو عام تو نے علم و حکمت سے
رسالت درحقیقت جسم کا جاں سے تعلق ہے
کسی کو کس طرح انکار ہو تیری رسالت سے
یہ رازِ زندگی روشن کیا تو نے زمانے پر
کہ بنتا ہے مکمل آدمی حق کی عبادت سے
اگر تیرے اصولوں پر رہے قائم تری اُمت
کوئی اُمت نہیں بڑھ کر جہاں میں تیری امت سے (۳)

فانی کی مرتبہ کتاب میں ان کی ایک نظم "تعلیمِ اسلام" بھی شامل ہے۔ یہ نعت نہیں ہے، اس میں نعت کا کوئی شعر نہیں ہے لیکن حضور ﷺ کی تعلیمات کے حوالے سے اور خاص طور سے ایک بُت پرست قوم کے ایک فرد کی حیثیت سے ضیا کی اِس نظم کا پہلا بند دیکھیے:

کرو تلاش حقیقت کی، بزمِ باطل میں
کہ لغزشیں ہیں کہاں پائے عزمِ کامل میں
خدا ہے ایک، نہیں ہے کوئی شریک اس کا
کہاں روا ہے بُتِ خانہ ساز کی پُوجا (۴)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۷۷

(۲) پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون میں اس نعت کے پانچ اشعار نقل کئے ہیں (شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۳) / پروفیسر سید یونس شاہ نے تین اشعار دیے ہیں (تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۳، ۳۷۴

(۳) خالد بزمی نے اس نعت کے پانچ اشعار، پروفیسر سید یونس شاہ نے تین اور نور احمد میرٹھی نے سات اشعار نقل کئے ہیں (نورِ سخن۔ ص ۱۴۸)

(۴) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۳۱ (پہلی دونوں نعتیں صفحہ ۷۷، اور ۸۶ پر ہیں) فانی کی کتاب میں کاتب نے "بُتِ خانہ ساز" کو "بُت خانۂ ساز" لکھ دیا ہے تو پروفیسر یونس شاہ نے بھی یہی دُہرا دیا ہے۔

طالبؔ دہلوی، شیش چندر سکسینہ

فانی مراد آبادی نے یہی نام لکھا ہے، تعلیم بی اے لکھی ہے۔ ستمبر ۱۹۳۲ کے بعد چھپنے والی ان کی کتاب میں طالبؔ دہلوی کی عمر باون سال لکھی ہے۔ تالیفات میں یادگارِ برق، ہمارے حسینؓ، رتن مالا، حرفِ ناتمام اور خمستان کے نام ہیں۔ دہلی میں رہتے تھے (۱)۔

راقم الحروف نے ماہنامہ "نعت" میں (۲) اور نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں (۳) طالبؔ کا نام فانی کے زیرِ اثر شیش چندر ہی لکھا ہے۔ پتا نہیں، غلط ہے یا صحیح۔ لیکن خالد بزمی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں ستیش چندر لکھا ہے (۴)۔ انہوں نے دوسری تمام معلومات فانی ہی سے لی ہیں لیکن نام کے بارے میں اندازہ لگایا ہے کہ ستیش چندر ہو گا۔

فانی نے ان کی جس نعت کے تیرہ اشعار شاملِ کتاب کئے ہیں، اپنے اپنے ذوق کے مطابق خالد بزمی، نور احمد میرٹھی اور راقم السطور (راجا رشید محمود) نے سات سات اشعار منتخب کر لئے ہیں۔ اس نعت کے چند اشعار نذرِ قارئین ہیں۔ طالبؔ دہلوی کا ذکر اور کسی کتاب یا رسالے میں نہیں ملا۔

حلقہ ہے مہِ نَو کا گریبانِ محمد ﷺ
ہے مطلعِ انوار کہ دامانِ محمد ﷺ

محبوبِ خدا خود ہی کہا ان کو خدا نے
اب اس سے سوا اور ہو کیا شانِ محمد ﷺ

کیا درسِ مساوات دیا نوعِ بشر کو
اُترے گا نہ سر سے کبھی احسانِ محمد ﷺ

یہ ذاتِ مقدس تو ہر انساں کی ہے محبوب
مُسلم ہی نہیں وابستۂ دامانِ محمد ﷺ

کیا اس سے سوا ہو رسری بیدار یقینی
میں شعر کہوں، وہ بھی بعنوانِ محمد ﷺ

طالبؔ اسے انسان بھی کہنا نہیں زیبا
جو مردِ مسلماں نہیں شایانِ محمد ﷺ

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۲

(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ (حصہ اول)۔ ص ۴۷

(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ ص ۱۴۹، ۱۵۰

(۴) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۲ (مضمون "اعترافِ عظمت" از خالد بزمی)

عاشقؔ لکھنوی، پربھو دیال

ان کے دو اردو اور ایک فارسی نعتیہ مخمس اور ایک اردو نعت فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی کی مرتبہ کتابوں میں موجود ہیں۔ فانی عام طور پر شاعروں کے بارے میں حاصل کردہ معلومات بھی لکھ دیتے ہیں۔ لیکن پربھو دیال عاشق کے بارے میں [illegible] کی کتاب میں بھی کچھ نہیں ہے۔

ان کی مذکورہ بالا چاروں نعتوں کا نمونہ درج کیا جاتا ہے:

خواہشِ دیدارِ جاناں' بے کسی امداد کر
جذبۂ الفت' تمنائے دلی' امداد کر
وحشتِ قلبِ حزیں وارفتگی امداد کر
اے تصوّر یوں نگاہِ شوق کی امداد کر
کچھ نظر آئے نہ اس کو اُن ﷺ کی صورت کے سوا

رات دن تڑپا رہی ہے وحشتِ دل' دیکھئے
مضطرب ہوں میں تمنائے رُخِ پُرنور سے
قلب پر ہیں حسرت و ارماں کے حملے ہو رہے
اپنی رحمت سے بلالیں اب تو روضے پر مجھے
داغِ فرقت بھی ہیں دل میں' دردِ الفت کے سوا

چشمۂ آبِ بقا ہیں آپ ﷺ بے شک مان لوں
مشعلِ راہِ ہدایت آپ ﷺ ہیں' یہ جان لوں
شافعِ میدانِ محشر آپ ﷺ ہیں' یہ ٹھان لوں
دیکھ لوں میں آپ کو' میں آپ کو پہچان لوں
عقلِ صائب بھی ملے چشمِ بصیرت کے سوا

میہمانی کے لیے گردوں پہ بلوایا کسے
صورتِ مرکب سجا جبریلؑ کو بھیجا کسے
پردہ ہائے راز دکھلائے شبِ اسرا کسے
مرتبہ معراج کا اللہ نے بخشا کسے
میرے حضرت ﷺ کے علاوہ' میرے حضرتؐ کے سوا(۱)

ہر جنّ و ملک کیوں نہ ہو شیدائے محمد ﷺ
عالم میں ہُوا کوئی نہ ہمتائے محمد ﷺ
ہیں شمس و قمر نقشِ کفِ پائے محمد ﷺ

معراجِ فلک ہے قدِ زیبائے محمد ﷺ
ہے عرش تہِ عالمِ بالائے محمد ﷺ (۱۔ الف)
پُر آب رہے نرگسِ شہلائے محمد ﷺ
بیتاب رہے زلفِ چلیپائے محمد ﷺ
تھی بخششِ اُمّت جو تمنّائے محمد ﷺ
تا عرش کئی بار گئے آئے محمد ﷺ
بیکل رہے اُمّت کے لئے ہائے محمد ﷺ (۲)

جُز سیہ کاری نہ مجھ سے ہو سکا کچھ عمر بھر
شرم کے مارے اٹھا سکتا نہیں یکلخت سر
میری لغزش پر نہ جا' اپنے کرم پر کر نظر
"چشمِ رحمت بر کشا مُوئے سفیدِ من نگر
گرچہ از شرمندگی رُوئے سیاہ آوردہ ام"

کوئی دنیا میں نہیں اپنا سوائے آہِ سرد
دربدر کی ٹھوکروں سے ہو گیا ہے رنگ زرد
شوقِ مایوسی میں در پر پڑ رہا ہوں شکلِ گرد
"عجز و بے خویشی و درویشی و دلریشی و درد
ایں ہمہ با دعوئ عشقت گواہ آوردہ ام"

در پئے گردش ہے گردوں در پئے ایذا زمیں
کرتے ہیں ایماں پہ حملہ بُتانِ مہ جبیں
لوگ کہتے ہیں کہ تو ہے رحمۃٌ للعالمیں
"دیوِ رہزن در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں
زیں ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام"(۳)

فلک افلاک پر صدقے' زمیں پر نازنیں صدقے
جہاں کے خوبرو قرباں' زمانہ کے حسیں صدقے

زماں قرباں، زمیں صدقے، مکاں قرباں، مکیں صدقے(۴)
مرا دل ہی نہیں قرباں، مری جاں ہی نہیں صدقے
دو عالم آپ پر یا رحمۃً للعالمیں ﷺ صدقے
چمن میں بلبلیں شیریں کلامی پر ہوئیں صدقے
لبِ جاں بخش کی باتوں پہ اک ہم ہی نہیں صدقے
کلیم اللہؑ صدقے، عیسیٰؑ گردوں نشیںؑ صدقے(۵)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتابوں میں اس مخمس کے ۱۳ بند ہیں (ص ۳۰، ۳۱۔ ص ۲۶ - ۲۸) نور احمد میرٹھی نے ۹ بند نقل کئے ہیں (نورِ سخن۔ ص ۱۵۱ - ۱۵۴) "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ایک ہی بند ہے (ص ۲۵) ماہنامہ "نعت" لاہور میں چار بند دیے گئے ("نعت" لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸۔ ص ۷۵) خالد بزمی کے مضمون میں دو بند ہیں (ص ۲۴۸، ۲۴۹)

(۱۔ الف)۔ فانی کی کتاب میں "تہِ عالم" کو "تہ عالم" لکھا ہے۔

(۲) فانی کی کتاب میں اس تضمین کے چھ بند ہیں (ص ۹۷) خادم کی کتاب میں سات بند ہیں (ص ۲۹، ۳۰) خالد بزمی نے اپنے مضمون میں دو بند نقل کئے ہیں (ص ۲۴۸)

(۳) فانی کی کتاب میں اس تضمین کے گیارہ بند ہیں (ص ۲۸، ۲۹) خادم کی کتاب میں دس (ص ۳۷، ۳۸)

(۴) فانی اور خادم کی مرتب کردہ کتابوں میں "زماں" کے بجائے "زباں" ہے۔

(۵) فانی کی کتاب (ص ۱۵۸) میں اور خادم کی کتاب (ص ۳۳، ۳۴) میں پانچ شعر ہیں۔ دونوں کتابوں میں ایک شعر ہے جس میں "الٰہ العالمیں صدقے" کہا گیا ہے۔ خادم سوہدروی نے اپنی کتاب کے شروع میں دعویٰ کیا تھا کہ جن شعروں کے مضامین غیر شروع ہیں، ان مصرعوں یا الفاظ کو انہوں نے خط کشیدہ کر دیا ہے لیکن "الٰہ العالمیں صدقے" پر ایسا نہیں ہے۔ اللہ معاف کرے۔

عاشق ہوشیارپوری، منشی رانجھا

طاقت کہاں بشر کی لکھے شانِ مصطفیٰ ﷺ
جب آپ ہی خدا ہو ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ

سارا جہان نور سے معمور ہو
چمکا جو آ کے نیّرِ عرفانِ مصطفیٰ ﷺ
قیدِ غم و الم سے ملی مخلصی اسے
ہو کر رہا جو تابعِ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ
ہو یا الٰہی اُمّتِ بیکس کی
تا زندگی رہا یہی ارمانِ مصطفیٰ ﷺ
اعمال نامے خلق کے ہاتھوں میں ہوں تو ہوں
تھامے ہوئے رہوں گا میں دامانِ مصطفیٰ ﷺ
عاشق نبی ﷺ کے عشق میں زر کی تو بات
میری ہزار جان ہو قربانِ مصطفیٰ ﷺ

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۵۵ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلم نعت"۔ حصہ دُوُم۔ ص ۲۸

عرش صہبائی

فانی مراد آبادی نے اپنی مرتبہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں ان کی شامل کی ہے لیکن ان کا اصل نام نہیں لکھا۔ اگر معلوم ہوتا تو ضرور لکھتے۔ اس کے یہ بھی ہے کہ اگر انہیں یقین نہ ہوتا کہ یہ غیر مسلم ہیں تو ان کی نعت کتاب میں ش کرتے۔ "یادِ رسول ﷺ" ردیف کی اس نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسول ﷺ
بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسول ﷺ
دفعتاً یہ دل مثالِ غنچہ و گُل کھل
جب وفورِ یاس و غم میں آ گئی یادِ رسول ﷺ
کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی جان و دل پہ سر بہ سر

اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسول ﷺ

اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی؟ اک ظلمت کدہ
دے گئی ہے شمعِ دل کو روشنی یادِ رسول ﷺ

پروفیسر خالد بزمی نے مندرجہ بالا نعت "دھرم پال گپتا وفا" کے نام منسوب کر دی ہے' اگرچہ تخلص "عرش" ہی ہے۔ انھوں نے عرش صہبائی کی ایک اور نعت کے چند اشعار شاملِ مضمون کئے ہیں اور شروع میں لکھا ہے۔ "اس سے پہلے ان صفحات میں عرش ملسیانی کا ذکر آچکا ہے۔ عرش صہبائی ایک الگ شخصیت ہیں۔ ایک ہی تخلص کی وجہ سے ذہنوں میں نام کا التباس نہیں ہونا چاہیے" (۲)۔

ثنا ہے میرے لب پہ کبریا کی
ضیا ہے میرے دل میں مصطفیٰ ﷺ کی

مجھے کافی ہے سایہ مصطفیٰ ﷺ کا
مجھے حسرت نہیں ظلِّ ہما کی

یہ قرآنِ مقدس سے ہے ظاہر
خدا نے خود پیمبر ﷺ کی ثنا کی

چلا ہے ذکر یہ محفل میں کس کا
ہر اک سو گونج ہے صلِّ علیٰ کی

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۴
(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۱'۲۷۳

عرش ملسیانی' پنڈت بالمکند

عرش' پنڈت لبھو رام جوش ملسیانی کے بیٹے ہیں۔ ان کا مجموعۂ نعت "آہنگِ حجاز" مرکزِ تصنیف و تالیف' نکودر (پنجاب) نے شائع کیا۔ کتاب محبوب المطابع' دہلی میں طبع ہوئی۔ ضخامت ۳۲ صفحات کی ہے۔ سنِ اشاعت درج نہیں' البتہ پیش لفظ کے آخر

میں مولانا عبدالماجد دریا بادی نے تاریخ لکھی ہے۔ "۱۳ جولائی ۱۹۵۳" (۱)۔

مولانا عبدالماجد نے اپنے پیش لفظ کے شروع میں لکھا۔ "آفتاب کو آفتاب کہہ کر اگر آپ نے پکارا' اور آفتاب کو آفتاب مان لیا تو یہ آپ کا احسان آفتاب پر کیا ہُوا؟ یہ ثبوت تو اِس کا ہوا کہ آپ کی بصارت' چشمِ بددُور صحیح و سالم ہے۔

پیمبر کے جوہرِ پیمبری کو اگر آپ نے پہچان لیا اور جوش میں آکر نعرۂ نعت بلند کر دیا تو یہ ثبوت صرف اِس کا ہوا کہ آپ کی بصیرت ماشاء اللہ دُرست و بے عیب ہے' اور آپ کا حاسۂ باطنی زندہ و بیدار۔

اب اگر آپ کی پیدائش اتفاق سے مُسلم گھرانے میں ہوئی اور آنکھیں کھولتے ہی آپ نے ماحول یہی پایا' جب تو کہنا چاہیے کہ آپ کو یہ دولت بغیر کسی طلب و کاوش کے' گھر بیٹھے گویا ورثے ہی میں مل گئی۔ لیکن بات تو جب ہے کہ آپ کو ماحول شروع سے سراسر غیریت کا ملے اور پھر آپ کو آپ کا صدقِ طلب اور ذوقِ صحیح اس منزل تک پہنچا دے۔ اس صورت میں قسم کھانا چاہیے آپ کی ہمت و جوانمردی اور اس سے بھی بڑھ کر آپ کی خوش نصیبی اور فلاح یابی کی ------ اِس کتابچۂ نعت کے مصنف کا شمار کچھ ایسے ہی ہمت وروں' جوانمردوں اور خوش نصیبوں میں ہے۔"

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری لکھتے ہیں کہ آہنگِ حجاز میں دس نعتیہ غزلیں ہیں (۲) واقعہ یہ ہے کہ "آہنگِ حجاز" میں گیارہ نعتیں ہیں۔ دس اردو اور ایک فارسی۔

عرش ملسیانی ۲۰ دسمبر ۱۹۰۸ کو قصبہ ملسیان ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد داغ کے شاگرد تھے (۳)۔ پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں جو جنوری ۱۹۸۱ میں چھپا' لکھا "عرش زندہ ہیں اور غالباً" دہلی میں ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے وہ ماہنامہ "آج کل" کے مدیر تھے۔ انھیں ایک دو بار امرتسر ٹیلی ویژن کے مشاعروں میں دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ وہ جسم کے اعتبار سے بھاری بھرکم شخص ہیں "۔(۴) ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں لکھا۔ "عرش کی شاعرانہ صلاحیت اور تخلیقی استعداد نے ان کی نعتوں کو فنی محاسن سے بھر دیا ہے" (۵)۔

ان کی گیارہ نعتوں کے اشعار قارئین کے ذوقِ سلیم کی نذر کئے جاتے ہیں:

حاملِ جلوۂ ازل پیکرِ نورِ ذات تو
شانِ پیمبری سے ہے سرورِ کائنات ﷺ تو
فیضِ عمیم سے ترے، قلب و نظر کی وسعتیں
مومنِ حق پرست کا حوصلۂ نجات تو
تیرے عمل کے درس سے گرم ہے خونِ ہر بشر
حُسنِ نمودِ زندگی، رنگِ رُخِ حیات تو
عُقدہ کشائے این و آں، نور فزائے ہر مکاں
قبلۂ اہلِ دل ہے تُو، رونقِ شش جہات تو
شانِ بشر کا منتہا، خالقِ دہر کا حبیب
مردِ خدا پرست کا آئینۂ حیات تو
قلب و نظر کے راز سب دہر پہ منکشف ہوئے
روحِ جہانِ راز تُو، جانِ مکاشفات تو
کس کا ہے ظرف یُوں لٹائے شوق کا گنجِ شائگاں
کھول کے ہم پہ رکھ گیا قلب کے واردات تو
مدح سرائے مصطفیٰ ﷺ ہے تو عمل بھی چاہیے
عرشؔ جو ہو سکے تو ہو عزم میں پُر ثبات تو (۶)

زمانے بھر میں مسلّم پیمبری ہے تری
جو نقشِ قلبِ جہاں ہے، وہ برتری ہے تری
مقامِ منزلِ مقصود مل ہی جائے گا
شریکِ حالِ سفر میں جو رہبری ہے تری (۷)

رُخِ مصطفیٰ ﷺ کا جمال اللہ اللہ
زباں کا وہ حُسنِ مقال اللہ اللہ
سزاوارِ فیضِ درِ مصطفیٰ ﷺ ہے
[illegible] کا دستِ سوال اللہ اللہ

اُتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے
نبوت کا اوجِ کمال اللہ اللہ (۸)

اے جانِ حزیں چل دیکھ ذرا وہ روضۂ پاک مدینے میں
جس روضے کی تنویر سے ہے اک نُور جہاں کے سینے میں
دنیا کی کشاکش میں اے دل یوں راحتِ جنت ملتی ہے
توحید کا نعرہ ہو لب پر، تصویرِ نبی ﷺ کی سینے میں
دہلیز پہ اس کی سجدہ کر اور عمرِ ابد کا طالب ہو
مصروف ابد تک رہنے دے دنیا کو مرنے جینے میں
اے عرشؔ درِ محبوبِ خدا ﷺ ملجا ہے مقدر والوں کا
کٹتے ہیں تصوّر میں اپنے کو صبح و شام مدینے میں (۹)

جو وہ چاہے تو مجھ کو اک نظر سے زندگی بخشے
جو وہ چاہے تو بختِ خفتہ بھی بیدار ہو جائے
ترے پینے کو روز آیا کرے گی عرشِ اعظم سے
مئے عشقِ محمد ﷺ سے جو تُو سرشار ہو جائے (۱۰)

معطّر فضا، مست ساری خدائی
صبا مشک افشاں مدینے سے آئی
وہی نور نور آفریں ہر جگہ ہے
عرب میں ہوئی جس کی جلوہ نمائی
چل اے عرشؔ ہو تو مدینے کا عازم
نہیں راس دنیا کی ہنگامہ زائی (۱۱)

یہ شانِ فصاحت یہ آیاتِ مصحف
کلیم اللہ، اللہ کلام اللہ اللہ
ہوئے نذرِ شاہِ جہانِ رسالت ﷺ
یہ بختِ درود و سلام اللہ اللہ (۱۲)

طوفانِ زندگی کا سہارا تمہی تو ہو
دریائے معرفت کا کنارا تمہی تو ہو
ہاں ہاں، تمہی تو ہو دلِ عالم کے دلنواز
دلدار و دل نشین و دلآرا تمہی تو ہو
جاتی ہے عرش تک یہ تمہارے ہی فیض سے
میری دعائے دل کا سہارا تمہی تو ہو (۱۲)

کرم کیجیے مجھ پہ شاہِ مدینہ ﷺ
کنارے پہ لگ جائے میرا سفینہ
ہوس مال و زر کی نہ پروائے دولت
تمہاری محبت ہے دل کا خزینہ
یہی ماحصل عرشؔ ہے زندگی کا
مرا سر ہے اور آستانِ مدینہ (۱۳)

کہہ دل کا حال شاہِ رسالت مآب ﷺ سے
ہو بے نیاز ذکرِ عذاب و ثواب سے
دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو
کر اکتسابِ نور اسی آفتاب سے
ذکرِ نبی ﷺ کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں
لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب سے
سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفیٰ ﷺ پہ تو
ہو ملتجی کرم کا خدا کی جناب سے
کہتی ہے خلق مجھ کو خراباتیٔ نبی ﷺ
اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے
ہوتا ہے عرشؔ دولتِ دیں سے جو بہرہ ور
تو بھی رجوع کر شہِ دیں ﷺ کی جناب سے (۱۵)

زباں افسانۂ دل بود شب جائے کہ من بودم
نظر نظارہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
نہ محفل دیدم و نے محفل آرائے دگر دیدم
ہماں یک جانِ محفل بود شب جائے کہ من بودم
ملائک دست بستہ عرش و کرسی لطف آمادہ
محمد ﷺ صدرِ محفل بود شب جائے کہ من بودم (۱۶)

"آہنگِ حجاز" کے صفحہ ۳۱، ۳۲ پر قدسیؔ (۱۷) کی نعت کے چھ اشعار شائع کیے گئے ہیں۔

حواشی

(۱) عرش ملسیانی، پنڈت بال مکند۔ آہنگِ حجاز۔ مطبوعہ کپورتھلہ (بھارت)۔ ص ۸۔ (پروفیسر محمد اقبال جاوید نے اس کا مطلب یہ نکالا ہے کہ "آہنگِ حجاز مرکز تصنیف و تالیف، کپورتھلہ نے ۱۳ جولائی ۱۹۵۳ کو چھاپا"۔ ماہنامہ "نعت" لاہور۔ غیر مسلموں کی نعت حصہ دُوم۔ ص ۲۳)
(۲) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دُوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۶۰
(۳) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ دوم۔ ص ۴۱
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۵۳
(۵) ریاض مجید، ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۵۷۳
(۶) نعت ۹ - اشعار کی ہے۔ فانی مراد آبادی نے پوری نعت درج کی ہے (ص ۳۲) / "ہندو شعرا نذرانۂ عقیدت" میں تین اشعار ہیں (ص ۲۲) / ماہنامہ "نعت" میں آٹھ اشعار شائع کیے گئے (اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت۔ حصہ اول۔ ص ۳۱) / میرے ایک انتخابِ نعت بنام "نعت کائنات" میں سات اشعار چھپے (جنگ پبلشرز، لاہور۔ ص ۲۳۹)
(۷) نعت آٹھ اشعار کی ہے۔ فانی نے سات اشعار شاملِ کتاب کیے ہیں (ص ۳۳)
(۸) نعت آٹھ اشعار کی ہے۔ فانی نے آٹھوں شعر کتاب میں درج کیے ہیں (ص ۱۶) / "ہندو شعرا نذرانۂ عقیدت" میں بھی آٹھ ہی شعر ہیں (ص ۱۵) / "الرشید" کے نعت نمبر ۱۳۹۹ھ میں بھی آٹھوں شعر ہیں (ص ۱۳۶۰)
(۹) نعت کے آٹھ شعر ہیں۔ فانی نے سات شعر نقل کیے ہیں (ص ۱۱۹)
(۱۰) نعت کے آٹھ اشعار ہیں جو فانی نے اپنی کتاب میں درج کیے ہیں (ص ۱۳۱)
(۱۱) نعت کے چھ اشعار ہیں جو فانی نے بھی نقل کیے ہیں (ص ۱۳۲)
(۱۲) چھ اشعار کی نعت ہے۔ فانی کی کتاب میں پوری نعت ہے (ص ۸۲)
(۱۳) نعت سات اشعار کی ہے، ساتوں فانی کی کتاب میں ہیں (ص ۱۹۵) / "مہک" گوجرانوالہ

صوصی "نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ" میں بھی ساتوں شعر ہیں (ص ۳۰۹)
، سات اشعار کی ہے۔ ساتوں اشعار فانی کی مرتبہ کتاب میں موجود ہیں (ص ۱۰۳)
ت اشعار کی نعت ہے۔ فانی کی کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں چھ اشعار ہیں (۱۵۵) /
نعت مرتبہ شفیق بریلوی میں ساتوں ہیں (ص ۳۷۹) / "نورِ سخن" میں نور احمد میرٹھی نے ان
عار میں، مقطع سے پہلے "آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا۔ اک عرب ﷺ نے آدی
ا کر دیا" بھی شامل کر دیا ہے جو پنڈت ہری چند اختر کا مشہور شعر ہے (ص ۱۵۶، ۱۵۷)
، چھ اشعار کی ہے۔ فانی کی مرتبہ کتاب میں پوری نعت ہے (ص ۳۲) / "فاران" کراچی کے
بر ۱۹۵۶ میں پانچ اشعار ہیں (ص ۱۸۸) / "الرشید" کے نعت نمبر ۱۳۷۸ھ میں پوری نعت ہے
(۳۰
بنامہ "نعت" کا ساتواں شمارہ (جولائی ۱۹۸۸) "نعتِ قدسی" کے موضوع پر خاص نمبر تھا (۱۱۲
)

عشق، دیوان نند کشور

نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ "نورِ سخن" میں ان کی ایک فارسی نعت کے چھ درج ہیں۔

از برائے دردم درمانِ ما محمد ﷺ
بود محمد سامانِ ما محمد ﷺ
بر مطلبے رسیدم در کوچۂ تمنا
آمد چو از ہدایت بُرہانِ ما محمد ﷺ
بہشت در بر از جلوۂ جمالش
ز بلبلانش بُستانِ ما محمد ﷺ
چوں عشق دل بہ بستم بر خطِ عنبرینش
من چوں سفال گشتم ریحانِ ما محمد ﷺ

رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب کردہ کتاب میں اس نعت کے چار رہیں (۲)۔

حواشی

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۵۸
(۲) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۴

عیشؔ الہ آبادی، رامیشور ناتھ

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ شعر شامل ہیں:

یہ اوج یہ شرف یہ فضیلت رسول ﷺ کی
قُربِ خدائے پاک ہے قربت رسول ﷺ کی

دل محو ہے ہمارا مدینے کی سیر میں
گھر بیٹھے ہو رہی ہے زیارت رسول ﷺ کی

سو بار ہو گا اس پہ کرم ذاتِ پاک کا
اک بار ہو گی جس پہ عنایت رسول ﷺ کی

جن کے دلوں میں حسرتِ دیدارِ خُلد ہو
طیبہ میں جا کے دیکھیں وہ جنت رسول ﷺ کی

گمراہ مجھ کو عیشؔ کوئی کر سکے گا کیا
روشن ہے دل میں شمعِ عقیدت رسول ﷺ کی

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۵۹

فارغؔ، بھولا ناتھ

کچھ علم نہیں کہ نور احمد میرٹھی نے ان کی مثنوی کے پانچ نعتیہ شعر کہاں سے لیے ہیں۔ تذکروں میں مجھے صرف مردان علی خاں مبتلا لکھنوی کے تذکرے میں "فارغ دہلوی" کا ذکر ان الفاظ میں ملا ہے۔ "از طبقۂ ہندوان و شاگردانِ حاتم و از معتقدانِ مولوی

فخر الدین است" (۱)۔ تذکرہ "گلشنِ سخن" میں مبتلا نے ان کی ایک غزل کا مطلع نمونۂ کلام کے طور پر دیا ہے۔ پتا نہیں، یہ فارغ بھولا ناتھ ہی ہیں یا کوئی اور۔

بھولا ناتھ فارغ کے پانچ نعتیہ شعر (بصورتِ مثنوی) یہ ہیں:

ہے دُرِ یتیمِ بحرِ سرمد
ہے خاتمِ انبیاء محمد ﷺ

نازاں ہے زمیں فلک پہ اس سے
آدمؑ کو شرف ملک پہ اس سے

ہے مظہرِ نورِ ذوالجلال
ہے شمعِ سرائے لایزال (۲)

روشن ہے چراغِ دیں اسی سے
رسمِ شرعِ متیں اسی سے (۳)

دیباچۂ نسخۂ جہاں ہے
سردارِ زمین و آسماں ہے (۴)

حواشی

(۱) مبتلا لکھنوی، مردان علی خاں۔ گلشنِ سخن (سالِ تصنیف ۱۱۹۳) مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب۔ انجمن ترقیِ اردو ہند، علی گڑھ۔ بار اول۔ ۱۹۶۵۔ ص ۱۸۷

(۲) "تنویرِ سخن" میں ذوالجلال اور لایزال ہی لکھا ہے

(۳) "تنویرِ سخن" میں "شرحِ متیں" لکھا ہے

(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ تنویرِ سخن۔ ص ۲۱۰

فانی، چرنجیو لال

پنڈت چرنجیو لال فانی کی ایک نعت کے چار اشعار فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں شائع ہوئے (۱)۔ اس نعت کے تین اشعار پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون میں نقل کیے (۲)۔ "تنویرِ سخن" میں پانچ شعر ہیں (۳)۔

ہے محمد ﷺ سے محبت، کیا کروں

کیا کروں ملنے کی صورت کیا کروں

میری جنت ہے مدینے کی گلی
آرزوئے باغِ جنت کیا کروں

برملا کہتا محمد ﷺ کو خدا
مَیں ہوں پابندِ شریعت، کیا کروں

مجھ کو مل جاتی ہے مُنہ مانگی مراد
شکرِ نعمت شکرِ رحمت کیا کروں (۴)

میں ہُوں اے فانی گدائے مصطفیٰ ﷺ
اور اظہارِ عقیدت کیا کروں

فانی کی کتاب میں دوسری نعت کا پہلا بند یہ ہے:

خدا کے پیمبر ﷺ، بڑی شان والے
ترے در پہ آئے ہیں ایمان والے
کھلایا جنہیں تو نے آنسو بہانا
ترے در پہ معمول ہے ان کا آنا
نہیں جانتے ہیں کہیں اور جانا
ترے عاشقِ زار پہچان والے
خدا کے پیمبر ﷺ، بڑی شان والے (۵)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۷

(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۹

(۳) تنویرِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۴ (نور احمد میرٹھی نے ان کا نام "چرنجیو لال" کے بجائے "چرنجی لال" لکھا ہے)

(۴) نور احمد میرٹھی کی کتاب میں "نعمت" کی بجائے "نعت" لکھ دیا گیا ہے۔

(۵) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۶

فدآ دہلوی، جگموہن ناتھ

پنڈت حکیم جگموہن ناتھ کو فدآ دہلوی کا تعارُف سب سے پہلے ماہنامہ "نعت" لاہور میں شائع ہوا۔

پنڈت جگموہن ناتھ کو فدآ دہلوی نائب سر رشتہ دارِ عدالت تھے۔ ان کا دیوان "دیوانِ فدا" کے نام سے "در مطبع فیاض واقع کیمپ انبالہ طبع گردید۔" اس دیوان میں تین نعتیں اور ایک تضمین بر نعتِ قدسی ہے۔ فدآ دہلوی کی نعتِ سرکار ﷺ سے محبّت کا یہ عالم ہے کہ دیوانِ وفا کی غزلوں میں بھی کہیں کہیں نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً:

لے چل صبا اڑا کے فدائے ضعیف کو
یثرب(۱) کے واسطے ہے بہت بے قرار دل

ہوئی معلوم عظمت بانیٔ اسلام ﷺ کی جب سے
فدآ دل سے پسند ہم مذہبِ اسلام کرتے ہیں

اُمتِ آں شہ والا ﷺ ہے تو پھر تجھ کو فدا
دغدغۂ حشر کا کیا فکر، شفاعت کیا ہے

عاصی تھے گو فدآ، پہ تصدّق سے آپ کے
دوزخ سے بچ کے اے شہِ ذی شاں ﷺ نکل گئے

"دیوانِ فدآ" میں جہاں نعت ہی سے آغاز ہوا ہے، وہاں ایک نعت م ردیف کی ہے، اس لئے درمیان میں ہے اور نعتِ قدسی پر تضمین آخری صفحات میں ہے۔ دوسرے غیر مسلم شعرا کی طرح پنڈت جگموہن فدآ کی نعتوں میں بھی وہی مضامین ادا ہوئے ہیں جو عام طور پر مُسلم شعرا کی نعتوں میں ملتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

زباں کوثر سے دھو کر وصف ہے لازم پیمبر ﷺ کا
کہ لینا بے وضو ترکِ ادب ہے نام سرور ﷺ کا
تصوّر میں دُرِ دندانِ حضرت ﷺ کے جو مر جاؤں

مرا مرقد بنانا دوستو، الماس و گوہر کا
فدائے پُر گنہ بھی آپ کی خدمت میں ہو داخل
یہی اک مُدعا حضرت ﷺ ہے اس ناچیز و کمتر کا
بجے تحریر وصفِ مصحفِ ناطق مناسب ہے
سوادِ دیدۂ حُوراں، قلم جبریلؑ کے پر کا
عبث ہے فکر تجھ کو اے فدآ اپنے گناہوں کی
شفیعِ عاصیاں جب نام ہے تیرے پیمبر ﷺ کا

حافظ ہوں دل سے مصحفِ رُوئے جناب ﷺ کا
مضموں زباں پہ رہتا ہے اُمُّ الکتاب کا
سایہ ہو سر پہ جس کے رسالت مآب ﷺ کا
محشر میں خوف کیا اُسے پھر آفتاب کا
ہے دل کو شوق نعتِ رسالت مآب ﷺ کا
دن رات شغل رہتا ہے کارِ ثواب کا
کہہ دوں گا صاف قبر میں مُنکر نکیر سے
ادنیٰ غلام ہوں شہِ عالی جناب ﷺ کا
دو ٹکڑے چاند کو کیا انگشتِ پاک سے
ادنیٰ سا معجزہ تھا یہ دستِ جناب ﷺ کا
لازم ہے، ہو قلم پرِ جبریلؑ کا فدآ
لکھتا ہوں وصف آں شہِ گردوں جناب ﷺ کا
کیونکر ملے جگہ نہ فدآ کو بہشت میں
ہے دل سے مدح خواں شہِ عالی جناب ﷺ کا

رکھتے ہیں جب سے عشق حبیبِ خدا ﷺ سے ہم
دن رات کام رکھتے ہیں صلِّ علیٰ سے ہم
لے چل صبا اڑا کے بسانِ غبارِ راہ

لپٹیں مزارِ پاکِ شہِ کربلاؑ سے ہم
دیدارِ پاکِ احمدِ مختار ﷺ ہو نصیب
رکھتے ہیں التجا یہی ہر دم خدا سے ہم
ہے آرزو کہ روضۂ اقدس کو دیکھیے
لاچار ہیں پہ اپنے دلِ مبتلا سے ہم
عاصی ہیں گو، پہ رہتے ہیں بخشش کے اے فدؔا
امیدوار شافعِ روزِ جزا ﷺ سے ہم

قدسیؔ کی مشہورِ زمانہ نعت "مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی ﷺ" کی تضمین بہت سے مُسلم اور غیر مُسلم شعرا نے کی ہے۔ فدؔا دہلوی نے بھی تضمین کی ہے جو دیوانِ فدؔا کے صفحہ ۷۸، ۷۹ پر درج ہے۔

باغِ عالم میں ہے قد آپ کا جوں سروِ سہی
جس کی تعظیم کو طوبیٰ کی بھی ہے شاخ جھکی
قمری دل میری یہی کہتا ہے بصد شوق ولی
"مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت، چہ عجب خوش لقبی"

نسلِ آدم میں ہوا ایک نہ تجھ سا پیدا
جُز خدا کوئی نہیں جانتا رُتبہ تیرا
نوعِ انسان میں اس شان کا دیکھا نہ سُنا
"نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی"

چشمۂ فیض ہے اے بحرِ سخا تیری ذات
کر دے اے ابرِ کرم فیض سے اپنے برسات
تابشِ خُور سے بچا حشر میں اے بحرِ نجات
"ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
رحم فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی"

آرزو ہے یہی مجھ خستہ کی، چوموں میں قدم
جُفت بردار غلاموں کا ترے، شاہِ اُمم ﷺ
ہوں حقیقت میں شہا! تیرے سگِ در سے بھی کم
"نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگِ کُوئے تو شد بے ادبی"

کون ہے تیرے سوا میرا بروزِ محشر
ہے شفاعت کا قیامت میں بھروسا تجھ پر
گو گنہگار ہوں ہر چند، پہ لے میری خبر
"چشمِ رحمت بکشا، سُوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی"

مجھ سے ناچیز سے کیا ہوں ترے اوصاف رقم
تابِ تحریر نہیں، عجز سے جھکتا ہے قلم
پرتوِ حُسن سے تیرے ہُوا روشن عالم
"مَن بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی"

مثل گردوں کوئی عالم کے کرے لاکھوں گشت
مُدّتوں ڈھونڈتا پھرتا رہے گو دشت بہ دشت
تیرا ثانی نہیں ممکن کہ ملے اے خوش بخت
"شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گزشت
بہ مقامے کہ رسیدی، نہ رسد ہیچ نبی"

جب خدا نے کیا دنیا میں ترا پیدا نور
ہو گیا نامِ خدا نور سے عالم معمور
ہُوا بندوں پہ یہ احسانِ خداوندِ غفور

"ذاتِ پاک تو چو در ملکِ عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی"

رونق افزائے چمن، خوبیٔ باغِ اسلام
اے سحابِ کرم و جُود و سخا، نیک انجام
فیض ہے گلشنِ ایجاد میں شاہا ترا عام
"نخلِ بُستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زیں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی"

اپنے بیمار فدؔا کی نہ خبر آپ نے لی
ہے تپِ ہجر سے دق اس کا شہا اب تو جی
عرض کرتا ہے یہ خدمت میں مثالِ قدسیؔ
"سیّدی اَنْتَ حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سُوئے تو قدسیؔ پئے درماں طلبی"(۲)

حواشی

(۱) مدینۂ طیّبہ کے لئے "یثرب" کا نام بہت سے مسلمان بھی نادانستگی میں استعمال کر جاتے ہیں، فدؔا تو ہندو پنڈت ہیں۔

(۲) فدؔا دہلوی، حکیم پنڈت جگموہن ناتھ جی۔ دیوانِ فدؔا۔ مطبوعہ انبالہ۔ س ن۔ ص ۳۹، ۵۳، ۷۵، ۷۶، سطحِ اول، ص ۷۸، ۷۹

فراقؔ گورکھپوری، رگھوپتی سہائے

نام رگھوپتی سہائے، تخلّص فراقؔ ہے۔ ولادت گورکھپور میں ۱۸۹۶ میں ہوئی۔ والد منشی گورکھ پرشاد عبرتؔ وکیل تھے، شاعری بھی کرتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں آگرہ یونیورسٹی سے ایم اے اور الٰہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی کے لیکچرر ہو گئے۔ ۳ مارچ ۱۹۸۲ کو دہلی میں فوت ہوئے (۱)۔

ان کی ایک نعتیہ رباعی ملتی ہے اور ہر جگہ وہی نقل ہوتی آ رہی ہے (۲)۔ یہاں

بھی وہی درج کی جاتی ہے:

انوار بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمد ﷺ کا مقام
وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں

حواشی

(۱) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۷۲، ۲۷۳

(۲) شفیقؔ بریلوی (مرتّب)۔ ارمغانِ نعت۔ ص ۳۸۰ / نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۵۲۹ / ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۳ / نورِ سخن۔ ص ۲۳ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۷۳

فضاؔ، گوبند پرشاد

عبدالغفور نسّاخ نے تذکرہ "سخُنِ شعرا" میں ان کا ذکر یوں کیا ہے۔ فضاؔ تخلّص۔ گوبند پرشاد۔ ولد دیبی پرشاد لکھنوی۔ شاگرد منشی مینڈو لال زارؔ (۱)۔ سید محسن علی محسنؔ لکھنوی نے "تذکرۂ سراپا سخن" میں یہی سب کچھ کہا ہے۔ "قوم کا ۔۔۔۔ صاحبِ دیوان" کے الفاظ کا البتّہ اضافہ ہے (۲)۔

مثنوی کی صورت میں ان کے نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ چند اشعار دیکھئے:

محمد ﷺ رہنمائے اِنس و جاں ہے
رسولِ کبریائے دو جہاں ہے
وہ ہے مہرِ سپہرِ رہنمائی
حبیبِ بارگاہِ کبریائی
لقب ہے سیّدِ کونینِ ذیشان
خدا قرآں میں ہے اس کا ثنا خواں
جہاں میں زینتِ آدم ہے اس ۔۔۔

بنائے دینِ حق محکم ہے اس سے
اسی کا پاس خاطر تھا خدا کو
کیا پیدا جو راس ارض و سما کو

ہُوا انگشت کا جس دم اشارہ
کیا اعجاز سے مہ کو دو پارہ
نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا
نہ تھا آگے، نہ اب ہے اور نہ ہو گا (۳)

حواشی

(۱) نساخ، عبدالغفور۔ سخن شعرا۔ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۲ (۱۸۷۴ والے نسخے کا عکس)۔ ص ۳۶۸

(۲) محسن لکھنوی، محسن علی۔ تذکرۂ سراپا سخن۔ مرتبہ ڈاکٹر سید اقتدا حسن۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۰۔ ص ۸۷

(۳) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام مرتبہ عبدالمجید خادم سوہدروی میں ۲۲ شعر ہیں (ص ۵۰) / ہندو شعرا کا نعتیہ کلام مرتبہ فانی مراد آبادی میں ۲۰ (ص ۳۸) / پروفیسر خالد بزمی کے مضمون میں سات (شام و سحر- نعت نمبر۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۵، ۲۷۶) / "خیرالبشر ﷺ کے حضور میں" مرتبہ ممتاز حسن میں سات (ص ۲۳۲) / "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں سات اور حصہ دوم میں سترہ (ص ۸۳۔ ص ۲۹) اور "نعت کائنات" مرتبہ راجا رشید محمود میں آٹھ اشعار ہیں (ص ۲۹۲، ۲۹۳)

فقیرؔ سہارنپوری

اسد نظامی نے اپنے مضمون "حضور ﷺ کی بارگاہ میں غیر مسلم شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں لکھا ہے کہ "سہارنپور کے مشہور ہندو فقیرؔ سہارنپوری یوں اظہارِ عقیدت کرتے ہیں"۔ اس کے بعد انہوں نے یہ دو شعر لکھے ہیں:

گلشن میں چل رہی ہیں ہوائیں درود کی
غنچوں کی ہیں چٹک میں صدائیں درود کی

گیسوئے مصطفیٰ ﷺ کا جو چھیڑا ہے سلسلہ
سر پر گھری ہوئی ہیں گھٹائیں درود کی (۱)

اب اس کا کیا کیا جائے کہ ہمارے محترم مضمون نگار بھی، مُرتبینِ کُتب بھی اور مُرتبینِ "نعت نمبر" بھی ماخذ نہیں بتاتے۔ اس طرح وہ عامۃ الناس کے دماغوں میں تو یہ بٹھا سکتے ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے لیکن تحقیق کرنے پر جو صورتِ حال سامنے آ سکتی ہے، وہ خوش کُن نہیں ہوتی۔ اب ظاہر ہے کہ اسد نظامی نے خود تو ایسا نہیں کیا ہو گا۔ انہیں کہیں سے یہ بات ملی ہو گی اور انہوں نے مضمون میں نقل کر دی۔ لیکن اگر حوالہ ہوتا تو بات اسد نظامی تک نہ رہتی، آگے بڑھتی۔

کمال یہ ہُوا کہ نور احمد میرٹھی نے بھی کسی تحقیق کے بغیر ان شعروں کو فقیرؔ سہارنپوری کی تخلیق سمجھ لیا اور فقیرؔ سہارنپوری کو ہندو جان لیا، اور "نورِ سخن" میں انہیں شامل کر لیا (۲) اگر دونوں حضرات نے ماخذ بتایا ہوتا تو اور صورت ہوتی۔ فی الحال تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسد نظامی نے اپنے مضمون میں یہ لکھا اور نور احمد میرٹھی اس پر ایمان لے آئے ------ اور پڑھنے والوں کو غلط معلومات ملیں۔

اسی طرح "اوج" کے نعت نمبر میں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے سید غلام بھیک نیرنگ کو "بیرنگ" کر کے ہندو بنا دیا اور ان کے تین شعر بھی چھاپ دیے (۳)۔ اور پروفیسر سید یونس شاہ نے زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کو ہندوؤں کی فہرست میں شامل کر دیا (۴)۔

صورتِ حال یہ ہے کہ مندرجہ بالا دونوں اشعار مشہور نعت گو شاعر، غریبؔ سہارنپوری کے ہیں، ان کا نام محمد خان تھا۔ ان کا مجموعۂ نعت "خزینۂ رحمت یعنی عطیاتِ غریب" مطبع نیو پریس سہارنپور سے ۱۳۰۳ میں شائع ہوا جس میں پونے تین سو کے قریب نعتیں ہیں۔ صفحات ۱۷۶ ہیں۔ اس مجموعۂ نعت کے صفحہ ۱۳۴، ۱۳۵ پر یہ نعت ہے۔ نعت نو اشعار پر مشتمل ہے۔ مقطع یہ ہے:

جا کر پڑھیں درود مدینہ میں اے غریبؔ
کیفیتیں عرب میں اُٹھائیں درود کی

حواشی

(۱) الہام (ہفت روزہ) بہاولپور۔ نعت نمبر۔ ۷۔ دسمبر ۱۹۸۲۔ ص ۹۸
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۹۷
(۳) اوج (مجلّہ گورنمنٹ کالج، شاہدرہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۳
(۴) تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص "د"

فلکؔ، لالہ لال چند

ان کی ایک نعت کے ۱۲ شعر عبدالمجید خادم سوہدروی کی مرتّب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں چھپے (۱)۔ یہ پوری نعت ماہنامہ "اظہار" کراچی کے سیرت نمبر میں (۲) اور "اوج" کے نعت نمبر (۳) میں شائع کی گئی۔ فانی مراد آبادی کی مرتّبہ کتاب میں گیارہ اشعار ہیں (۴)۔ "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں پانچ (۵) "اردو شاعری میں نعت" میں سات (۶) پروفیسر خالد بزمی کے مضمون "اعترافِ عظمت" میں پانچ (۷) ماہنامہ "نعت" میں سات (۸) اور "نورِ سخن" میں آٹھ اشعار شائع کیے گئے (۹)۔

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے
کملی والے ﷺ یہ عجب گیت سنایا تو نے

رہبرِ بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکہ
نقش اوہام پرستی کا مٹایا تو نے(۱۰)

پڑ گئے ماند سبھی شرکِ خودی کے اختر
مہرِ توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے (۱۱)

باہمی نفرت و کینہ تھا وتیرہ جن کا
اُنس و الفت کا سبق ان کو پڑھایا تو نے(۱۲)

خوابِ غفلت میں پڑے سوتے تھے تنّی مدنی
لبِ اعجاز سے قُم کر کے اٹھایا تو نے (۱۳)

کیوں نہ قربان مسلمان ترے نام پہ ہوں(۱۴)

حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تو نے(۱۵)

حواشی

(۱) ص ۲۵، ۲۶
(۲) اظہار (ماہنامہ) کراچی۔ اکتوبر نومبر ۱۹۸۶۔ ص ۴۰۰
(۳) اوج (مجلّہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ) لاہور۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۹
(۴) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۲۷
(۵) شائع کردہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ۔ ص ۹
(۶) جلد دوم (حالیؔ سے حال تک) ص ۲۶۱
(۷) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۱
(۸) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸۔ ص ۷۷
(۹) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۹۸، ۲۹۹
(۱۰) "اوج" کے نعت نمبر میں "بٹھا کر" کو "بٹھاکہ" کر دیا گیا ہے۔
(۱۱) "اوج" میں "جلوہ دکھایا" لکھا ہے۔ "جو" کو حذف کر دیا گیا ہے۔
(۱۲) فانی مراد آبادی، خادم سوہدروی، پروفیسر خالد بزمی، مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ، اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، ۔۔۔۔ سب نے "وطیرہ" لکھا ہے جو غلط ہے۔ صرف ڈاکٹر اسماعیل آزاد نے "وتیرہ" کیا ہے۔
(۱۳) "اوج" کے نعت نمبر میں "قُم کر کے اٹھایا" کو "کہہ کر اٹھایا" چھپا ہے۔
(۱۴) "قربان مسلمان ترے" کو "اوج" میں "قرباں مسلماں تیرے" لکھا گیا ہے۔ یعنی تینوں الفاظ غلط کر دیے گئے ہیں۔ فانی مراد آبادی کی مرتّبہ کتاب میں صرف "ترے" کو "تیرے" کیا گیا تھا۔
(۱۵) "اوج" کے نعت نمبر میں "بتایا" کو "بنایا" بنا دیا گیا ہے۔

قابلؔ لاہوری، مصر رام داس

مؤرخِ لاہور، محمد دین کلیم قادری مرحوم نے اپنے ایک مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا" میں ان کا ذکر کیا ہے کہ لاہور کے نامور شاعر تھے اور مشاعروں میں شرکت کیا کرتے تھے۔ اردو اور فارسی زبان میں قادر الکلام تھے۔ ۱۸۸۲ میں لاہور میں چار مشاعرے ہوئے۔ یہ چاروں مشاعرے کتابی صورت میں "دیوانِ نعتیہ لاہور" کے نام

سے شائع ہوئے تھے۔ اس میں قابلؔ لاہوری صاحب کا ایک قصیدۂ نعت بزبانِ فارسی شائع ہُوا تھا۔ محمد دین کلیم نے اس قصیدے کے آٹھ اور ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے پانچ اشعار نقل کئے ہیں۔ ایک شعر ایسا ہے جو دونوں نے دیا ہے۔ اسماعیل آزاد فتحپوری نے ان کا نام "مصرا رام داس" لکھا ہے لیکن میرے خیال میں "مصر رام داس" نام درست ہے۔ آزاد فتحپوری نے لکھا ہے کہ قابلؔ لاہوری نے ۵۲ اشعار کی ایک لطیف و دلکش نعت فارسی زبان میں کہی ہے جس میں قرآنی و حدیثی تلمیحات کے سارے معجزاتِ نبویہ (ﷺ) نظم کئے گئے ہیں (۲)۔

عمدہ دارانِ نظامِ ہفت کشور بر زمیں
زیرِ فرمانِ شہِ کونین ﷺ در خدمت گری

یک نگاہش را فدا حورانِ گلزارِ جناں
لیک مَازَاغَ الْبَصَرْ بر دیدہ کروش مُعجزی

خیلِ حُوران و ملائک، اختران و انبیا
در ہُوا و در ثنا و در رضاءِ چاکری

اے شفیع المذنبیں بر حالِ زارِ من بہ بیں
چوں تو عالم سروری باشد رعیّت پروری

اے دل آرائے جہاں حُسنِ دل آرائے ترا
بین لطفِ تُست گر بینم بہ چشمِ ظاہری

قابلؔا مقبول شو در بندگانِ آں جناب ﷺ
یا بہ القابِ بلالی، یا خطابِ قنبری (۲)

حواشی

(۱) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۴ مئی تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲ء۔ ص ۲۹
(۲) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسمٰعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول (حالیؔ سے حال تک) ص ۲۳۹، ۲۴۰

قاصرؔ، برہم ناتھ دت

فانی مراد آبادی کی مرتّب کردہ کتاب میں ان کی ایک نعت شامل ہے اور نام یوں لکھا ہے۔ "برہم ناتھ دت قاصرؔ۔ ساہووال۔ گورداسپور" (۱)۔

پروفیسر خالد بزمیؔ نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں دس اشعار کی اس نعت میں سے چھ اشعار چھاپے ہیں (۲)۔ "نورِ سخن" میں پانچ شعر ہیں (۳)۔

زہے عزّت و قدر و شانِ محمد ﷺ
جہانِ خدا ہے جہانِ محمد ﷺ

یہ نکتہ ہویدا ہے مَا یَنْطِقُ سے
زبانِ خدا ہے زبانِ محمد ﷺ

مُحلّی قابَ قَوسَین سے یہ حقیقت
مکانِ خدا ہے مکانِ محمد ﷺ

نہ ہو گی قیامت تلک ختم ہرگز
حلاوت اثر داستانِ محمد ﷺ

محمد ﷺ سے توحید کا راز پوچھو
بیانِ خدا ہے بیانِ محمد ﷺ

رواں تھا، رواں ہے، رواں ہی رہے گا
قیامت تلک کاروانِ محمد ﷺ

ہوئے ابتر و بے نشاں اس کے اعدا
مگر جاوداں ہے نشانِ محمد ﷺ

بہاراں بہاراں، لطافت لطافت
خوشا گلشنِ بے خزانِ محمد ﷺ

لعمرک سرودہ بگفتارِ پاکش
قسم خوردہ ایزد بجانِ محمد ﷺ

حواشی

(۱) قانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۶۳
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۷۱ '۲۷۲
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۷۰

قیسؔ جالندھری' امر چند

قانی مراد آبادی نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں ان کے نام کے ساتھ ہوشیار پور بھی لکھا ہے (۱) ماہنامہ "مُسلہ" جالندھر کے ایک شمارے میں قیسؔ کی نعت کے ساتھ جو ادارتی شذرہ لکھا گیا' اس میں لالہ امر چند قیسؔ جالندھری مدیر "کیلاش" ہوشیار پوری تحریر ہے۔ "مُسلہ" کے اس شمارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ "رسول ﷺ درشن" قیسؔ کی اپنی نعتوں کا مجموعہ ہے' اس میں فارسی نعتیں بھی ہیں (۲) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعۂ نعت نہیں چھپ سکا' ورنہ کہیں نہ کہیں اس کا ذکر ہوتا۔

پروفیسر سید یونس شاہ نے لکھا ہے کہ "اپنی پُر خلوص نعتوں کے سبب عوام میں ہندو ہونے کے باوصف' عاشقِ رسول ﷺ اور مدّاحِ پیمبر ﷺ کے لقب سے مشہور تھے (۳)۔"

مقبول انور داؤدی مرحوم متحدہ ہندوستان میں روزنامہ "سیاست" کے عملۂ ادارت میں تھے۔ انھوں نے راقم الحروف (راجا رشید محمود) کو بتایا کہ قیسؔ جالندھری نے "سیاست" میں اشاعت کے لیے ایک نعت بھیجی۔ وہ اخبار کے صفحۂ اول پر چھاپ دی گئی۔ چند دن بعد سرِ راہے داؤدی صاحب کی ملاقات اُن سے ہوئی تو انھوں نے اتنی اچھی نعت لکھنے پر اُنھیں مبارک باد دی۔ قیسؔ نے انھیں بتایا کہ وہ ہندوؤں کی ایک فرم میں کلرک تھے' جس دن "سیاست" میں نعت چھپی' اُسی دن انھیں ملازمت سے جواب دے دیا گیا۔ داؤدی صاحب کہتے ہیں' جب انھوں نے یہ خبر سید حبیب مرحوم ("سیاست" کے مالک و مدیر) کو سُنائی تو وہ بہت متاثر ہوئے اور قیسؔ کو فراغت کے دن سے "سیاست" میں ملازمت کی پیش کش کرنے کو کہا۔ داؤدی صاحب قیسؔ جالندھری کو ملے اور یہ خوشخبری سنائی تو قیس فوراً بولے۔ نہیں صاحب۔ آپ کیا سمجھتے ہیں' میں نعت کو

بیچ دوں گا۔ میں اپنے جذبات کی قیمت وصول نہیں کر سکتا (۴)

خادم سوہدروی اور قانی مراد آبادی اپنی مرتب کردہ کتابوں میں "صلِّ علیٰ محمدؐ صلِّ علیٰ محمدؐ" کے ٹیپ کے مصرعے والے ایک نعتیہ مخمس کے پانچ بند شائع کیے ہیں' ان کے ساتھ شاعر کا نام لالہ امرناتھ قیسؔ لکھا ہے۔ (۵) یہ نعتیہ مخمس سب سے پہلے لالہ امر ناتھ قیسؔ کے نام سے "پیشوا" دہلی رسول ﷺ نمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا تھا (۶) ماہنامہ "الرشید" لاہور کے نعت نمبر ۱۴۱۳ھ میں (۷) اور مجلہ "اوج" کے نعت نمبر میں بھی (۸) یہ مخمس "لالہ امرناتھ قیسؔ" کی تخلیق کے طور پر چھپا۔ "اوج" میں تو امرناتھ قیسؔ اور امر چند قیسؔ آمنے سامنے کے صفحات پر شائع کیے گئے ہیں' لیکن ہمارے علم کے مطابق "امر ناتھ قیسؔ" نام کا کوئی شاعر نہیں ہے۔ یہ مخمس بھی امر چند قیسؔ جالندھری ہی کا ہو گا۔

اس مخمس کے دو بند دیکھیے:

اے کہ ترا وجود ہے وجہِ قرارِ دو جہاں
اے کہ تری نمود ہے' لطفِ خدائے لا مکاں
اے کہ ترے درود پر سجدہ گزار آسماں
اے کہ ترا درود ہے وردِ زبانِ انس و جاں
صلِّ علیٰ محمدؐ صلِّ علیٰ محمد ﷺ

تیرے ہی دم قدم سے ہے' زینتِ بزمِ کائنات
کون و مکاں ہے نور سے آئینۂ تجلیات
دہر میں سب سے تُو بڑا' تجھ سے بڑی خدا کی ذات
بھیج رہا خدا بھی ہے تجھ پہ سلام اور صلوٰت
صلِّ علیٰ محمدؐ صلِّ علیٰ محمد ﷺ

"الرشید" میں اس مخمس کے ۵ بند اور "اوج" میں دو بند شامل کیے گئے۔ قیسؔ جالندھری کی وہ نعت جو "سیاست" میں چھپی تھی' بہت مشہور ہے۔ اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

وہ ابرِ فیض عمیم بھی ہے' نسیمِ رحمت شمیم بھی ہے

شفیق بھی ہے خلیق بھی ہے، رحیم بھی ہے کریم بھی ہے
وہ حُسنِ سیرت کا ہے مرقع، جمالِ حق ہے جمال اس کا
وہ پیکرِ فطرتِ معلّیٰ، شبیہہ خُلقِ عظیم بھی ہے
وہ معنیٔ حُسنِ آفرینش نظر نوازِ ہر اہلِ بینش
حبیبِ ربِ جلیل بھی ہے، جمیل بھی ہے سلیم بھی ہے (۱۱)
وہ علم و عرفان کا مدینہ، خزینۂ راز اس کا سینہ
وہ پیکرِ نورِ سرمدی ہے، وہ حُسنِ خُلقِ عظیم بھی ہے
کوئی یہ اس کا وقار دیکھے پھر اس پہ یہ انکسار دیکھے
سرِ مبارک پہ تاجِ اطہر ہے، دوش پر اک گلیم بھی ہے
یہ آپ کے قیس کا ہے ایماں حضور ﷺ ہیں رہنمائے انساں
حضور ﷺ کا جو نہیں ہے قائل، شقی بھی ہے وہ لئیم بھی ہے (۱۲)

لالہ امر چند قیس جالندھری کی مزید کچھ نعتوں کے اشعار ملاحظہ فرمایئے:

نعتِ احمد ﷺ ہے زبانِ خامۂ تحریر پر
ناز کرتا ہے مصوّر آپ کی تصویر پر!
سر بہ سر گنجِ معانی آپ کا ایک ایک حرف
سر بہ سر مبنی ہے قرآں آپ کی تقریر پر
قبلۂ روحانیاں ہے آپ کی آرام گہ
ناز ہے طیبہ کو اپنی خوبیٔ تقدیر پر
بزمِ عالم ہے ضیا بار آپ کی تنویر سے
صد چراغِ طور، قرباں آپ کی تنویر پر (۱۳)

یہ شان، یہ وقار ہے شایانِ مصطفیٰ ﷺ
قرآن میں خدا ہے ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ
دونوں جہاں کی نعمتیں اس کو نصیب ہیں

جو خوانِ مصطفیٰ پہ ہے مہمانِ مصطفیٰ ﷺ
سائل ہیں اسکے در پہ سلاطینِ باوقار
حاصل ہے جس کو رُتبۂ دربانِ مصطفیٰ ﷺ
دراصل ہے وہ لاکھ امیروں کا اک امیر
حاصل ہے جس کو دولتِ ایمانِ مصطفیٰ ﷺ
محشر کے روز اُمّتِ عاصی کی مغفرت
شایانِ مصطفیٰ ہے یہ ارمانِ مصطفیٰ ﷺ
پڑھتا ہوں نعت جب تو یہ کہتے ہیں اہلِ دل
اے قیس تُو ہے بلبلِ بُستانِ مصطفیٰ ﷺ (۱۴)

قانی مراد آبادی نے قیس جالندھری کے ایک مخمس کے ۹ بند شامل کتاب کیے ہیں لیکن کتابت کاتب صاحب نے اس طرح کی ہے کہ ۴۵ مصرعوں میں سے ایک مصرع دائیں طرف، دوسرا بائیں طرف لکھ دیا ہے (۱۵)۔ خالد بزمی نے نعت نہیں پڑھی، طائرانہ نظر سے دیکھ کر اسے نعتیہ غزل یا کچھ اور سمجھے ہیں اور اس کے پہلے بند کے پہلے چار مصرعے دو شعروں کی صورت میں نقل کر دیئے ہیں (۱۶)۔

اس مخمس کے دو بند دیکھیے:

کفر کے ظلمت کدے میں نُور پیدا کر دیا
آپ ﷺ نے گویا اندھیرے میں اجالا کر دیا
شاہدِ حُسنِ حقیقت کو تماشا کر دیا
ہر تماشائی کو اک جلوے سے مُوسیٰ کر دیا
آنکھ کی پُتلی کو اک حیرت کا پُتلا کر دیا

باعثِ صد نازِ موجودات ہے جس کا وجود
جس کی ہستی کا کرشمہ ہے جہاں کی ہست و بود
گلشنِ عالم میں جس کے حُسن کی ہے یہ نمود
بھیج اب اے قیس اس پر جان و دل سے تو درود

گمرہوں کو جس نے منزل سے شناسا کر دیا

ماہنامہ "مسلم" میں ان کی ایک اور نعت چھپی، اس کے چند شعر نقل کیے جاتے ہیں:

کچھ ایسے فیض کے دریا بہا دیے تو نے
جہاں تھے خار، وہاں گُل کھلا دیے تو نے

بس اک جھلک میں وہ جلوے دکھا دیے تو نے
کہ شرک و کفر کے قصّے چُکا دیے تو نے

فسوں بُتوں کے فسانہ بنا دیے تو نے
دلوں پہ سکّے خدا کے جما دیے تو نے

حیاتِ سادہ کے اسباق دے کے عالم کو
تکلّفات کے پردے اٹھا دیے تو نے

جہاں کے خود سر و سرکش، جہاں کے ہرجائی
حضورِ ربِّ دو عالم جھکا دیے تو نے(۱۷)

قیسؔ کی اس نعت کے ساتھ ادارے نے لکھا کہ قیسؔ جالندھری غیر مسلم شعرا کی نعتوں کا انتخاب کر رہے ہیں جو "رسول ﷺ درشن" کے نام سے چھپے گا۔ لیکن بعد میں ستمبر ۱۹۴۰ کے شمارے میں انھوں نے تصریح کی کہ "رسول ﷺ درشن" انتخاب نہیں ہو گا، قیسؔ جالندھری کا اپنا مجموعۂ نعت ہو گا۔ اس ادارتی نوٹ کے ساتھ قیسؔ کی ایک نعت بھی اس شمارے کی زینت بنی۔ یہ نعت میں نے ماہنامہ "نعت" میں "مسلم" کے حوالے سے شائع کی(۱۸):

نعت یہ ہے:

ہم نے جس دن سے ترا جلوۂ رعنا دیکھا
گوشۂ چشم میں بستا ہُوا کعبہ دیکھا

اے نبی ﷺ! جس نے ترے حُسن کا جلوہ دیکھا
اس نے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا

ہر مسلمان کے دل میں ترا ارماں پایا

ہر مسلمان کے سر میں ترا سودا دیکھا

تیرے ادنیٰ سے غلاموں میں سکندر شامل
اور ترے ادنیٰ سے دربانوں میں دارا دیکھا

تیرے در سے نہ پھرا کوئی سوالی خالی
آج تک ہم نے نہ تجھ سا کوئی داتا دیکھا

تجھ سا انسان کوئی، تجھ سا پیمبر کوئی
چشمِ خورشید نے اب تک نہیں اصلا دیکھا

جب منوّر ہوا دل، رب کو عرب میں پایا
اَحَد احمد ﷺ میں فقط میم کا پردہ دیکھا

یہ سمجھ لیں گے کہ گھر دیکھا خدا کا اے قیسؔ
اپنی آنکھوں سے اگر ہم نے مدینہ دیکھا

قیسؔ جالندھری کی دو فارسی نعتوں کے چند اشعار بھی درج کیے جا رہے ہیں:

مرا کوئے پیمبر ﷺ خوش تر است از گلشنِ رضواں
دل ایں جا، روح ایں جا، زندگی ایں جا، مزار ایں جا

دلم رشکِ ارم گشتہ ز فیضِ الفتِ احمد ﷺ
گل ایں جا، رنگ ایں جا، بوئے خوش ایں جا، بہار ایں جا(۱۹)

بہ چشمم ضیا از جمالِ محمد ﷺ
بہ قلبم غنا از خیالِ محمد ﷺ

چہ پُرسی ز مرگ و حیاتم، چہ پُرسی
فراقِ "محمد" وصالِ محمد ﷺ

اگر جانم از تن برآید، برآید
ز دل بر نیاید خیالِ محمد ﷺ

نہ گنجد بہ چشم و دلم حُسنِ دیگر
کہ وقف است بہرِ جمالِ محمد ﷺ

مثلِ محمدؐ چہ جوئی، چہ جوئی
نہ یابی، نہ یابی مثلِ محمد ﷺ
اگر پُرسی از قیسؔ، من با تو گویم
یکے از غلامانِ آلِؑ محمد ﷺ (۲۰)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۵
(۲) مسلم (ماہنامہ) جالندھری۔ ستمبر ۱۹۳۰ء۔ ص ۳
(۳) تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۹ (کتاب میں غلطی سے صفحہ نمبر غلط لکھا ہے ۳۸۹۔)
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۵۴ (مضمون "سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار" از راجا رشید محمود)
(۵) فانی کی مرتّب کردہ کتاب۔ ص ۱۳۶ / خادم سوہدروی کی مرتّب کردہ کتاب۔ ص ۳۶
(۶) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ اول۔ ستمبر ۱۹۸۸ء۔ ص ۲۳
(۷) الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۰۱ھ۔ ص ۳۵۵، ۳۵۶
(۸) اوج۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۴
(۹) "اوج" میں پہلے مصرعے میں "ترا" کو "تیرا" لکھا ہے، دوسرے مصرعے میں "تری" کو "تیری" اور "لامکاں" کو "لامکان" لکھا ہے۔ چوتھے مصرعے میں "ترا درود" کو صرف "درود" رہنے دیا ہے اور اسی مصرعے میں "زبانِ انس و جاں" کو "زباں انس و جاں" کر دیا گیا ہے۔
(۱۰) فانی، خادم اور آفتاب احمد نقوی نے دوسرے مصرعے میں "آئنہ تجلیات" کو "آئینہ تجلیات" لکھا ہے۔
(۱۱) "اوج" کے نعت نمبر میں یہ مصرع "معنیٔ حسنِ آفرینش" سے شروع ہوتا ہے "وہ" غائب ہے۔
(۱۲) فانی مراد آبادی کی مرتّب کردہ کتاب میں ۱۲۔ اشعار ہیں (ص ۳۵، ۳۶) / "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں دو اشعار ہیں / ماہنامہ "نعت" میں آٹھ (اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۲۹) / "خیر البشرؐ کے حضور میں" مرتّبہ ممتاز حسن میں سات (ص ۲۳۱) / "نورِ سخن" میں بارہ (ص ۱۷۱، ۱۷۲) / "اوج" کے نعت نمبر جلد دوم میں پانچ اشعار ہیں (جلد دوم۔ ص ۶۹۵)
(۱۳) فانی کی کتاب میں اس نعت کے دس اشعار ہیں (ص ۱۶۷)، گلدستۂ نعت میں نو (ص ۱۰۵) اور تذکرۂ نعت گویانِ اردو، جلد دوم میں چار اشعار ہیں (ص ۳۷۹)
(۱۴) فانی کی کتاب میں اس نعت کے ۹۔ اشعار ہیں (ص ۸۵) اور "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" میں چار (جلد دوم۔ ص ۳۷۹)

(۱۵) فانی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۱۵۱ تا ۱۵۳
(۱۶) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۵۳
(۱۷) مسلم (ماہنامہ) جالندھر۔ جولائی ۱۹۳۰ء۔ ص ۵، ۶ (مسلم میں اس نعت کے دس اشعار تھے۔ یہی دس اشعار "نورِ سخن" میں کسی حوالے کے بغیر شائع کیے گئے (ص ۱۷۳، ۱۷۴) اور یہی دس اشعار "مسلم" کے حوالے سے ماہنامہ "نعت" میں چھپے۔ ("غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم۔ جون ۱۹۹۸ء۔ ص ۱۰۰)
(۱۸) مسلم (ماہنامہ) جالندھر۔ ستمبر ۱۹۳۰ء۔ ص ۳ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۹۰ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ سوم۔ ص ۴
(۱۹) فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۹۸
(۲۰) فانی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۶۲ (۹۔ اشعار) / ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۱۸ (تین اشعار) / تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۹ (تین اشعار)

کاشیؔ، بابا افضل

اسد نظامی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے "سرزمینِ دہلی کا (کے) ایک مشہور ہندو فاضل بابا افضل کاشی کا نعتیہ کلام بزبانِ فارسی ملاحظہ کیجیے" ---- اور درجِ ذیل رباعی نقل کی ہے:

اے ذات تو از دوکون مقصودِ وجود
نام تو محمد ﷺ و قامت محمود
دل بر لبِ دریائے شفاعت بستم
زاں روئے رواں می کنم از دیدہ درود (۱)

نور احمد میرٹھی نے اسی طرح یہ چار مصرعے اپنی کتاب میں درج کر دیے ہیں (۲)۔

حواشی

(۱) الہام (ہفت روزہ) بہاولپور۔ نعت نمبر ۱۹۸۲ء۔ ص ۱۲۱ (مضمون "حضور ﷺ کی بارگاہ میں غیر مسلم شعرا کا نذرانۂ عقیدت")
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۷۵

کالکاپرشاد

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے لکھا کہ کالکاپرشاد' دِلّو رام کوثری' ---- یہ دو بڑے اہم و مشہور نعت گو ہیں (۱)۔ اس سے شبہہ ہوتا ہے کہ کالکا پرشاد بھی دِلّو رام کوثری کی سطح کے نعت گو ہوں گے۔ حالانکہ صورتِ حال یہ ہے کہ دِلّو رام کوثری نے تو شاید بیسیوں نعتیں لکھی ہیں اور کالکا پرشاد کے صرف "دو شعر" ملتے ہیں جو مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ہیں (۲)۔

چاند سورج کو کوئی ہاتھوں پہ میرے لا دے
کونین کی دولت مِرے دامن میں چھپا دے (۳)
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ وہ کیا لے
نعلینِ محمد ﷺ کو وہ آنکھوں سے لگا لے

حواشی

(۱) طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۸
(۲) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۲ (انہوں نے اسے "رباعی" لکھا ہے)
(۳) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت میں "مِرے" کو "میرے" لکھا ہے۔ "نورِ سخن" میں بھی یہی ہے (ص ۱۷۶)

کبیرداس

شفیق بریلوی نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں لکھا ہے۔

کبیر داس بنارسی نے ایک عجیب و غریب قطعہ کہا تھا جس میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رو سے دنیا کے تمام الفاظ اور جملوں سے "محمد ﷺ" کا عدد (۹۲) برآمد ہو گا۔ یہ قطعہ اس تاثر کا غماز ہے کہ دنیا جہان کی کوئی چیز نام محمد ﷺ سے خالی نہیں۔ قطعہ یہ ہے:

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کر لو وائے
دو ملا کے پچگن کر لو' بیس کا بھاگ لگائے
باقی بچے کے نو گن کر لو دو اس میں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھی سادھو نام محمد ﷺ آئے

تشریح: جو لفظ بھی آپ فرض کریں اس کے عدد بحساب ابجد نکال لیجئے۔ پھر اس عدد کو چار سے ضرب دیجئے' حاصل ضرب میں ۲ عدد ملا دیجئے۔ پھر اس حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب کو بیس سے تقسیم کر دیجئے۔ تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اس کو ۹ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب میں دو عدد ملا دیجئے۔ بس اس وقت جو عدد حاصل ہو گا وہ ۹۲ کا عدد ہو گا جو کہ محمد ﷺ کا عدد ہے۔ اس طرح کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عددوں والے جس حرف و لفظ سے بھی آپ تجربہ کریں' بالکل صحیح پائیں گے۔

نور احمد میرٹھی نے یہی تحریر' کسی حوالے کے بغیر اپنی کتاب میں نقل کر دی ہے (۲)۔

فانی مراد آبادی نے معراج النبی ﷺ کے بارے میں کبیر داس جی کا ایک شعر درج کیا ہے۔

نب کا در کھلا نہیں' نبی ﷺ گئے اوہ پار
جیسے بجر' ابجر ماں' نکل جات اوہ پار

معراج کی شب آسمانوں کے دروازے بھی نہیں کھلے۔ مگر نبی ﷺ آسمانوں سے اس طرح گزر گئے جیسے نگاہ شیشہ کے پار ہو جاتی ہے (۳)۔

حواشی

(۱) شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ طبع سوم بہ ترتیب نو۔ ص ۳۷۱
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۷۷
(۳) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۸

کرشن موہن

فانی مراد آبادی کے مطابق پورا نام کرشن لال موہن ہے۔ کتاب کی اشاعت کے وقت (۱۹۳۲ میں) چالیس سال کے تھے۔ تعلیم ایم اے انگلش، بی اے آنرز، منشی فاضل تھی۔ نئی دہلی میں انکم ٹیکس آفیسر تھے۔ تصانیف میں شبنم شبنم، دلِ ناداں اور تماشائی کے نام لکھے ہیں (۱)۔ یہی معلومات کسی حوالے کے بغیر خالد بزمی نے اپنے مضمون میں دُہرائی ہیں (۲)۔ کرشن موہن کی ایک نعت فانی کی مرتبہ کتاب میں ہے (گیارہ اشعار)۔ "نورِ سخن" میں اس نعت کے پانچ اشعار ہیں (۳) پروفیسر خالد بزمی نے ۹۔ اشعار دیے ہیں۔

سیمنت آگیں ہے نامِ مصطفیٰ ﷺ
ہے پیامِ حق، پیامِ مصطفیٰ ﷺ

ہیں سلاطیں بھی غلامِ مصطفیٰ ﷺ
یہ ہے شان و احتشامِ مصطفیٰ ﷺ

اہلِ ایماں کے لئے ہر گام پر
مشعلِ رہ ہے کلامِ مصطفیٰ ﷺ

معرفت کی روشنی کے فیض سے
تھا فرازِ عرش بامِ مصطفیٰ ﷺ

اہلِ دنیا پر کھلا معراج سے
کتنا ارفع ہے مقامِ مصطفیٰ ﷺ

ایک ہوں کیوں کر نہ محمود و ایاز
ساغرِ وحدت ہے جامِ مصطفیٰ ﷺ

چھا گیا ہے عرصۂ کونین پر
جلوۂ حسنِ تمامِ مصطفیٰ ﷺ

کر رہے ہیں اس کی عظمت کے سبب
برہمن بھی احترامِ مصطفیٰ ﷺ

بے گماں اے کرشن موہن ثبت ہے

قلبِ گیتی پر دوامِ مصطفیٰ ﷺ

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۷۶
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۳۳
(۳) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۷۸

کشور، منشی نند کشور

منشی نند کشور نام کے تین شعرا سامنے ہیں۔ ایک نند کشور حق ہیں جن کی ایک فارسی نعت ملتی ہے۔ دوسرے نند کشور یکتا ہیں جن کی نعت "رسول اللہ" (ﷺ) ردیف میں ہے۔ اور تیسرے یہ نند کشور ہیں جن کا تخلص نور احمد میرٹھی نے کشور تجویز کیا ہے۔ ان کی ایک مثنوی کے گیارہ اشعار "نورِ سخن" میں ہیں جن میں سے نو حمد یہ اور ۲ نعتیں ہیں۔

ترے محبوبِ خاص اے میرے مرد
شفیقِ خلق نام اس کا محمد ﷺ

شہِ اقلیم دو ہر دو سرا ہیں
شفیعِ المذنبیں روزِ جزا ہیں

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۸۱

کشوری، بابو کشوری پرشا

فانی مراد آبادی نے ان کے نام کے ساتھ "ایم اے۔ ایل ایل بی۔ رئیس اعظم باندا" کے الفاظ لکھے ہیں اور ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار درج کیے ہیں (۱) پروفیسر خالد بزمی نے ان میں سے تین اشعار اپنے مضمون میں نقل کیے ہیں (۲) نور احمد میرٹھی

نے پانچوں اشعار دیے ہیں (۳) چار شعر نذرِ قارئین کرام کر رہا ہوں:

قیامت کا منظر ہے میدانِ محشر
نگوں سار بندے تمام آ رہے ہیں
شفاعت کو محشر میں داور سے سب کی
پیمبر علیہ السلام آ رہے ہیں
شہیدوں سے ملنے کو ساقیِ کوثر ﷺ
لئے ساتھ کوثر کا جام آ رہے ہیں
کسی کی نگاہِ کرم سے کشورؔی
قوافی زباں پر تمام آ رہے ہیں

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۸
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۷۷
(۳) نورِ سخن۔ ص ۱۸۲

کمار پاشی

کمارؔ پاشی کے مجموعۂ کلام "انتظار کی رات" کا ذکر، ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو میں نعت گوئی" میں کیا ہے۔ "انتظار کی رات" دریا گنج دہلی سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا اور اس کا آغاز نعت سے کیا گیا ہے (ص ۲) ڈاکٹر ریاض مجید نے لکھا ہے۔ "نعت گوئی کی روایت کا اظہار نئے غیر مسلم شاعروں کے شعری مجموعوں میں بھی ہُوا ہے۔ "انتظار کی رات" (کمار پاشی) کا آغاز ایک نعت سے ہوا ہے جس کا مطلع ہے:

سہل ہے راستہ محمد ﷺ کا
جل رہا ہے دیا محمد ﷺ کا"

راقم الحروف کمار پاشی کا یہ مجموعہ نہیں دیکھ سکا، ورنہ اس نعت کے مزید کچھ

اشعار قارئین کے ذوق کی نذر ہو سکتے۔

حاشیہ

ریاض مجید، ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۵۷۳

کمالؔ کرتارپوری، جگن ناتھ

فانی مراد آبادی نے ان کے بارے میں جو معلومات فراہم کیں، سب نے انھی سے استفادہ کیا۔ کرتار پور ضلع جالندھر سے تعلق تھا۔ بی اے، فاضل فارسی اور فاضل اردو تھے۔ ان کی ۲۷۲ اشعار پر مشتمل مثنوی "نغمۂ کمال" اور "کمالِ سخن" دو کتابیں چھپ چکی تھیں۔ فانی کی کتاب کی اشاعت کے وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی (۱)۔

فانی نے جگن ناتھ کمالؔ کے دو میلادیہ مُسدس شامل کتاب کیے ہیں۔ ایک گیارہ بند کا، دوسرا نو بند کا، ممتاز حسن نے ان دونوں مسدسوں کے چھ چھ بند نقل کیے ہیں (۲) خالد بزمیؔ نے ایک مسدس کے چار بند نقل کیے ہیں لیکن غلطی سے اسے مخمس کہا ہے (۳)۔

خالد بزمیؔ نے تو مسدس کو مخمس لکھا ہی ہے، بنایا نہیں۔ نور احمد میرٹھی نے دوسرے مسدس کے آخری بند میں سے ایک مصرع حذف کر کے اسے مخمس کی صورت میں پیش ہی کر دیا ہے اور یہی ایک بند دیا ہے (۴)۔

دونوں مسدسوں کا ایک ایک بند بطورِ نمونہ درجِ ذیل ہے:

یہی نورِ ازل خود غایتِ امکانِ عالم تھا
یہی وہ نور تھا جو باعثِ تخلیقِ آدم تھا
یہی دنیائے محزوں میں چراغِ خانۂ غم تھا
یہی وہ روشنی تھی جس سے کفر و جہل کا رم تھا
یہی پیغمبروں میں منتشر ہوتا رہا برسوں
یہی سب ہادیانِ خلق کا تھا رہنما برسوں

اجمالِ اصفیا کا خلاصہ رسول ﷺ تھے
اوصافِ اولیا کا خلاصہ رسول ﷺ تھے
افضالِ انبیا کا خلاصہ رسول ﷺ تھے
تخلیقِ کبریا کا خلاصہ رسول ﷺ تھے
اب اور وصفِ گوہرِ مقصود کیا کروں
اس حُسنِ بے حدود کو محدود کیا کروں

"اوج" کے نعت نمبر میں گیارہ بند کے مسدس کے آخری تین بند شائع کئے گئے ہیں لیکن مسدس کی صورت میں نہیں' غزل کی صورت میں ہیں آخری بند میں "نشانِ بے نشاں" کو "نشاں بیکساں" کرکے بے "" کر دیا ہے۔

ممتاز حسن نے تو اس مسدس کے تخلّص والے مصرعے میں اصلاح فرما کر "کمالِ بے نوا کو صدقے میں درد آشنا کر دے" کے بجائے "کمالِ بے نوا کے دل کو تُو درد آشنا کر دے" کر دیا تھا۔ "اوج" والوں نے اس "اصلاح شدہ" مصرعے میں سے بھی "تُو" کا لفظ حذف کرکے بے وزن کر دیا ہے (۵)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۹' ۹۳
(۲) ممتاز حسن (مرتب)۔ خیرا لبشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۲۳۲ - ۲۳۸
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱۔ ص ۲۹۸
(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۸۴
(۵) اوج (مجلہ گورنمنٹ کالج' شاہدرہ) نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۲۹۵

کنہیا لال ہندی

مثنوی کی ہیئت میں ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار "نورِ سخن" میں شائع کئے گئے:

خلیلِ جہاں رہ خاص و عام

جنابِ محمد علیہ السلام
جنابِ محمد رسولِ امین ﷺ
عیاں جس سے ہے علم عین الیقین
نبی الوریٰ' شاہِ شاہنشہاں
امین الہدیٰ' رہبرِ گمرہاں
ہوئی پست فرمان جس کی زمیں
نگوں ہے اطاعت میں چرخِ بریں
سراپا عرب جس کا فرماں گزار
عجم سر بسر بندۂ جاں نثار

حواشی

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۸۵

کوثری' چودھری دلّو رام

دلّو رام کوثری کی ولادت بشنوئی قوم میں' ضلع حصار کے قصبہ نانڈری میں ۱۸۳۹ء میں ہوئی (۱) باپ کا نام بھورا رام تھا۔ بقولِ خود' وہ پہلے شخص ہیں جن نے اول اول بشنوئی قوم میں تعلیم حاصل کی۔ انٹرنس میں انگریزی تعلیم کے دوران شاعری کے شوق نے سر اٹھایا اور سلسلۂ تعلیم کو جاری نہ رکھا (۱ - الف)

محمد الدین فوق کی "اذانِ بت کدہ" میں ہے کہ وفات ۱۹۳۳ میں ہوئی (۲) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں بھی یہی لکھا ہے کہ ان کا انتقال ۱۹۳۳ میں ہوا۔ شفیق بریلوی نے ۱۹۳۵ / ۱۳۵۶ھ لکھا ہے (۳)۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا انتقال ۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ کو گیارہ بجے قبل از دوپہر' سرائے محمد شفیع' واقع انار کلی لاہور میں حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ہوا (۴)۔

بعض تذکرہ نگار چودھری دلّو رام کوثری کو ہندو ہی لکھتے ہیں (۵)۔ لیکن بعض

نے ان کے ایمان لے آنے کا ذکر کیا ہے مثلاً پروفیسر سید یونُس شاہ کہتے ہیں۔ "رسولِ خدا ﷺ کی نعت گوئی آخر کار رنگ لائی اور یہ دِلّو رام کوثَری سے کوثر علی کوثَری بن گئے۔ ممدوح نے مدّاح کو اپنی طرف کھینچ لیا" (۶)۔ ممتاز حسن لکھتے ہیں۔ "آخر عمر میں کوثر علی کوثَری ہو گئے تھے" (۷) پروفیسر خالد بزمی نے لکھا۔ "آخر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور کوثر علی کوثَری ہو گئے۔ ان کا مزار غالباً" لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں ہے" (۸)۔ شفیق بریلوی نے انہیں آنجہانی لکھا (۹)۔

حقیقت یہ ہے کہ آقا حضور ﷺ کے یہ مدحت سرا' آخری عمر (۱۹۲۹) میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین لکھتے ہیں۔ "بالآخر ۱۹۲۹ میں انہوں نے سید حبیب مدیر "سیاست" لاہور کو حیدر آباد دکن سے ایک خط لکھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے خط میں لکھا۔ "میں نے تمام ادیان و مذاہب کی تحقیق کے بعد خوب اچھی طرح معلوم کر لیا ہے کہ خدا کا آخری اور سچا مذہب اسلام ہے۔ مجھے حقانیتِ اسلام کا حق الیقین ہو چکا ہے۔ اس لئے سر عجز و نیاز خدائے بے نیاز کے آگے' امتِ رسول ﷺ کو گواہ بنا کے جھکانا چاہتا ہوں"۔

مخلصِ دیرینہ دِلُّو رام کوثَری

مقیم مسافر خانہ۔ مقام حویلی۔ حیدر آباد دکن" (۱۰)

چودھری کوثر علی کوثَری (سابق دِلّو رام کوثَری) نے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ کو گیارہ بجے قبل از دوپہر' سرائے محمد شفیع' واقع انار کلی لاہور میں حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال فرمایا۔ مرحوم نے دو خرد سال لڑکیاں (۱۱) اور ایک لڑکا کاظم علی (۱۲) اپنی یادگار چھوڑے۔ ان کی نماز جنازہ مولوی حفظ الرحمان نے پڑھائی اور انہیں میانی صاحب میں سپردِ خاک کیا گیا (۱۳)۔ اخبار "انقلاب" لاہور نے جنازہ پڑھانے والے مولوی کا نام مولوی حفظ الرحمان منہاس لکھا ہے اور خبر کے آخر میں تحریر کیا ہے "جن اصحاب کے پاس کوثَری صاحب کا غیر مطبوعہ کلام ہو' وہ اسے مولوی حفظ الرحمان صاحب پیسہ اخبار سٹریٹ کے پتے پر بھیج دیں" (۱۴)۔

پروفیسر اظہر قادری کہتے ہیں۔ "انہوں نے ایک غیر منقوط دیوان بھی مرتب کیا۔
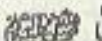
ان کے تخلّص کوثَری میں چونکہ حروفِ منقوط بھی شامل ہیں' اس لیے اس پر ان میں کوثَری کی جگہ اپنا اصلی نام دِلُّو رام تخلّص کے طور پر استعمال کیا" (۱۵)۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے ان کے دیوانِ غیر منقوط کا نام "اسرارِ اردو" لکھا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ اس میں نعتیں تھیں یا غزلیں (۱۶)۔ ڈاکٹر صفدر حسین نے ان کی دس مطبوعات کے نام لکھے ہیں جن میں "بزمِ کوثَری" کا نام شامل نہیں ہے۔ یہ کتاب چالیس صفحات پر مشتمل ہے اور کتب خانہ صادقیہ' ملتان نے شائع کی ہے۔ راقم السطور (راجا رشید محمود) کو یہ کتاب جناب اسد نظامی نے عنایت فرمائی۔ جناب مرید احمد چشتی (چک جانی تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم) نے دِلُّو رام کوثَری کی آبِ کوثر کا عکس "نعت لائبریری" کے لئے عطا کیا۔ ۷۳ صفحات کی یہ کتاب کتب خانۂ اثنا عشری رجسٹرڈ لاہور نے شائع کی (۱۷)۔ ڈاکٹر صفدر حسین نے لکھا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے "ہندو کی نعت" کے نام سے کوثَری کا مجموعۂ کلام بھی شائع کرایا تھا (اگرچہ ڈاکٹر صفدر حسین نے فہرست میں اس کتاب کا نام نہیں دیا) (۱۸)۔

آبِ کوثر' بزمِ کوثری اور "بشارتِ انجیل" دِلُّو رام کوثری کی کتابیں ہیں' ان پر کوثری کے نام کے ساتھ "حسّانُ الہند" کے الفاظ لکھے ہیں۔ کوثَری نے خود بھی اس نسبت پر اظہارِ تفخر کیا ہے۔ مثلاً
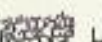
نبی ﷺ کے ہوئے نعت گو دو برابر
کہ دونوں کو اک مدح خوانی میں رکھا
ہے حسّانؓ پہلا تو مَیں دوسرا ہوں
نہیں فرق اوّل میں' ثانی میں رکھا
خدا نے اسے سونپی محفل عرب کی
مجھے بزمِ ہندوستانی میں رکھا
اسے سیر دکھلائی دشتِ بیاں کی
مجھے غرق بحرِ معانی میں رکھا
میں کوثر سے پنجاب میں آیا یارو

مجھے حق نے پانی ہی پانی میں رکھا

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری نے لکھا ہے کہ "کوثری کو حسان العجم کا خطاب حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے ماہ جون ۱۹۲۸ میں مرحمت فرمایا تھا" (۲۰)۔ نعت کی نسبت سے کئی نعت گو شاعروں اور اب نعت خوانوں کو بھی کوئی نہ کوئی ایسے خطاب دے دیتا ہے یا وہ خود اپنے نام کے ساتھ ایسے خطابات لگا لیتے ہیں۔

مثلاً مولانا ابوالحسن علی ندوی نے "عربی میں نعتیہ کلام" کے پیش لفظ میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کے نام کے ساتھ "حسان الہند" کے الفاظ لکھے ہیں (۲۱)۔ سید ضیاء الدین دھیشری نے خاقانی شروانی کو "حسانُ العجم" لکھا ہے (۲۲)۔ ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی نے بھی لکھا کہ "خاقانی کی زبردست اور توانا نعتوں کے سبب اسے "حسانِ عجم" کا لقب دیا گیا ہے (۲۳)۔ پروفیسر ضیا احمد بدایونی لکھتے ہیں۔ "اس وقت سے لے کر اب تک اہلِ علم اس (خاقانی) کو حسان العجم کے لقب سے یاد کرتے آئے ہیں۔ خود خاقانی اپنے لئے یہی لقب استعمال کرتا ہے":

مصطفیٰ ﷺ حاضر و حسانِ عجم مدح سرا
وقتِ شیرِ بیرمغ خمش طوطی، گویا بینند (۲۴)

فضل جالندھری کی کتاب "معجزاتِ رسول ﷺ" میں شاعر کے نام کے ساتھ "حسان الہند" لکھا ہے۔ غریب سہارنپوری کے نام کے ساتھ بھی "حسان الہند" کے الفاظ لکھے گئے (۲۵)۔

کچھ نعت خوان مثلاً محمد اعظم چشتی (مرحوم) اور محمد علی ظہوری بھی اپنے نام کے ساتھ بالالتزام "حسانِ پاکستان" لکھواتے ہیں۔ کسی کو پاکستان کا، ہندوستان کا یا عجم کا حسان کہنا، شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت انصاری ؓ کی توہین ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ؒ نے حضرت حسان ؓ کے ساتھ اپنی جس نسبت کی خواہش کی ہے (اور یہ خواہش انہوں نے نعتِ سرکار ﷺ کے توسّل و توسّط سے کی ہے) وہ سب لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہونا چاہئے۔ فرماتے ہیں:

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ ؓ عرب

یا زیادہ سے زیادہ، یہ بات گوارا ہو سکتی ہے کہ لوگ مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی کو "لسان الحسان" کہتے اور لکھتے تھے۔

اپنے نام کے ساتھ "حسانِ......" لکھوانے والے جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اپنی نعت گوئی یا نعت خوانی کے بل پر حضرت حسان بن ثابت ؓ سے نسبت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی صفت کی وجہ سے، ایسی ہی صفت کے حامل کسی صحابی ؓ کے ساتھ نسبت کا یہ پیوند نہ جائز ہے، نہ کبھی کسی نے ایسا کیا ہے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو بھولو پہلوان کو "علیِ پاکستان" کہا جاتا، بلیوں سے محبت کرنے والا "ابوہریرۂ عصر" یا زمین پر سونے والا "ابوترابِ فیصل آباد" کہلاتا۔

چودھری دِلّو رام کوثری کے بارے میں تکلیف دِہ بات یہ ہے کہ جب تک وہ ہندو رہے، ان کی نعتیں سامنے آتی رہیں، ان کے مسلمان ہونے کے بعد دو سال کے دوران میں کہی گئی ان کی کوئی نعت سامنے نہیں ہے۔ بہرحال، ان کی نعتوں کے منتخب اشعار درج کئے جاتے ہیں:

مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا
کہ مصروفِ شیریں بیانی میں رکھا
میں لکھتا رہا نعت اور حق نے شب بھر
قمر کو مری پاسبانی میں رکھا (۲۶)
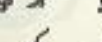
مدینے میں مجھ کو بُلا یا محمد ﷺ
ذرا اپنا کوچہ دکھا، یا محمد ﷺ
نہ کھولوں گا برقِ تجلّی سے آنکھیں
تصوّر ہے تیرا سدا، یا محمد ﷺ
خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا، یا محمد ﷺ
نہیں بادشاہوں کی کچھ مجھ کو پروا

ترے در کا ہوں میں گدا، یا محمد ﷺ
ترا کوثری رہتا ہے ہندوؤں میں
ہے ظلمت میں آبِ بقا، یا محمد ﷺ (۲۷)

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کے بار نے
میں شافعِ گنہ کو لگا پھر پکارنے (۲۸)
حضرت ﷺ نے آ کے مجھ کو سبکدوش کر دیا
رحمت بڑی کی شافعِ روزِ شمار ﷺ نے
دیکھا بنا کے جبکہ محمد ﷺ کا حُسن و نور
محبوب اپنا کر لیا پروردگار نے
ہے نام دلّو رام، تخلص ہے کوثری
دیر و حرم کی سیر کی اس خاکسار نے (۲۹)

رسائی ہے جس کی درِ شاہ ﷺ پر
وہی صاحبِ جاہ و اقبال ہے
پیمبر ﷺ کی انگلی کا ہے یہ نشاں
رُخِ مہ پہ سمجھا جسے خال ہے
ڈروں تیغِ آفت کے کیوں وار سے
کہ نامِ محمد ﷺ مری ڈھال ہے
ورق چند ہیں نعت کے میرے پاس
یہی اپنی پونجی، یہی مال ہے
ہے پائے محمد ﷺ پر سرِ دلّو رام
یہ نسبت مرے اوج پر دال ہے (۳۰)
مدینے کے آنے لگے خواب روز
میاں کوثری نیک یہ فال ہے (۳۱)

ہم مرد ہیں اور عشق ہے مردانہ ہمارا

محبوبِ الٰہی ﷺ سے ہے یارانہ ہمارا
محشر میں بچا لیں گے نبی ﷺ مجھ کو یہ کہہ کر
چھیڑو نہ ارے، یہ تو ہے دیوانہ ہمارا (۳۲)

تھا مجھے عشقِ محمد ﷺ جبکہ یہ عالم نہ تھا
بس خلا ہی تھا خلا، حوّا نہ تھی، آدم نہ تھا
چاند، سورج، آسماں، تارے، زمیں، دریا نہ تھے
گل نہ تھا، گلشن نہ تھا اور قطرۂ شبنم نہ تھا
کوثری اُس وقت بھی تھا مجھ کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ
آج کل جیسا ہے عشق، ایسا ہی تھا کچھ کم نہ تھا (۳۳)

کوثری تنہا نہیں ہے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہے
جو نبی ﷺ کے ساتھ ہے، وہ کبریا کے ساتھ ہے
کس لئے پھر در پے آزار ہیں اشرارِ قوم
اس کا کیا کر لیں گے جو خیرُ الوریٰ ﷺ کے ساتھ ہے
رحمۃٌ للعالمیں کے حشر میں معنی کھلے
خلق ساری شافعِ روزِ جزا ﷺ کے ساتھ ہے
لے کے دلّو رام کو حضرتؐ گئے جنّت میں جب
غُل ہوا، ہندو بھی محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھ ہے (۳۴)

عظیم الشان ہے شانِ محمد ﷺ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمد ﷺ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں
غلامانِ غلامانِ محمد ﷺ
نبی ﷺ کا تعلق ہے تعلقِ الٰہی
کلامِ حق ہے فرمانِ محمد ﷺ
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ

یہی ہیں چار یارانِ محمد ﷺ
علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ
بسا ان سے گلستانِ محمد ﷺ
بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمد ﷺ(۳۵)

گزری ہے مری عمر پیمبر ﷺ کی ثنا میں
بھرے ہوئے اصنام مرے شعر کے گُل سے
ہر چند مصائب میں گرفتار ہوں لیکن
غافل مَیں نہیں نعتِ شہنشاہِ رُسُل ﷺ سے(۳۶)

اُمّید میں رکھتا ہوں جنابِ احدی سے
الفت ہے محمد ﷺ سے، محبّت ہے علیؓ سے
طفلی سے فدا نامِ محمد ﷺ پہ ہُوا ہوں
اسلام پہ شیدا ہوں میں سو جان سے، جی سے
ہر چند ہے اغیار کا مجمع بڑا بھاری
پر عاشقِ حضرت ﷺ نہیں ڈرتے ہیں کسی سے
دل دولتِ اسلام سے بندہ کا غنی ہے
آسودہ مَیں کونین میں ہوں نعتِ نبی ﷺ سے(۳۷)

اللہؐ غنی رونقِ بازارِ محمد ﷺ
معبودِ جہاں بھی ہے خریدارِ محمد ﷺ
مَیں کون ہوں کیا شے ہوں مری گنتی وہاں کیا
جبریلؑ سے ہیں خادمِ سرکارِ محمد ﷺ
سادات زمانے میں جہاں جاؤ وہاں ہیں
کیا باغِ جہاں میں بسا گلزارِ محمد ﷺ
کچھ عشقِ پیمبر ﷺ میں نہیں شرطِ مسلماں

ہے کوثری ہندو بھی طلبگارِ محمد ﷺ(۳۸)

درجہ ہے سب رسولوں سے بڑھ کر رسول ﷺ کا
ثانی کوئی نہیں پسِ داور رسول ﷺ کا
اُمّی لقب اگرچہ تھا اس شاہ ﷺ کا مگر
تھا صدرِ علم صدرِ منوّر رسول ﷺ کا
کیوں کوثری مجھے ہو طلب عزّ و جاہ کی!
کیا کم ہے یہ شرف، ہُوں ثناگر رسول ﷺ کا(۳۹)

کر اے ہندو بیاں اس طرز سے توصیفِ احمد ﷺ کا
مسلماں مان جائیں لوہا سب تیغِ مُہنّد کا
جُدا کب لامِ دِلّو رام ہے میمِ محمد ﷺ سے
تعلّق سو طرح کا ہے مشدّد سے مشدّد کا
محمد ﷺ اور دِلّو رام میں نقطہ نہیں کوئی
کہ ہے مدّاح اور ممدوح میں یہ ربط کس حد کا
لکھوں کیا کوثری مَیں، کونسا قصّہ ہے اب باقی
محمد ﷺ جب خدا کا ہے خدا جب ہے محمد ﷺ کا(۴۰)

شہنشاہِ اعظم محمدؐ محمد ﷺ
رسولِ دو عالم محمدؐ محمد ﷺ
زباں کا یہی ہے اشارہ لبوں کو
کہیں مل کے باہم محمدؐ محمد ﷺ
اگرچہ نبی ﷺ آخری ہے وہ لیکن
ہے سب سے مقدّم محمدؐ محمد ﷺ
الٰہی مرے مُنہ میں جب تک زباں ہو
زباں پہ ہو ہر دم محمدؐ محمد ﷺ(۴۱)

چودھری دِلّو رام کوثری کی ایک نعتیہ نظم کا ذکر پہلے آچکا ہے، ان کی دو نعتیہ نظمیں اور

دیکھئے جن میں انھوں نے اپنے ہندو ہونے کے باوجود، نعت گوئی کی وجہ سے فائدہ اٹھانے کی بات کی ہے:

محشر میں دی فرشتوں نے داور کو یہ خبر
ہندو ہے ایک احمدِ مرسل ﷺ کا مدح گر
ہے بُت پرست اگرچہ وہ لیکن ہے نعت گو
احمد ﷺ کی نعت لکھتا ہے دنیا میں بیشتر
ہے نام دلّو رام، تخلّص ہے کوثری
لے جائیں اس کو خُلد میں یا جانبِ سقر
سنتے ہی یہ ملائکہ سے اک انوکھی بات
فرمایا ذوالجلال نے، جنّت ہے اس کا گھر
اللہ اکبر احمدِ مرسل ﷺ کا یہ لحاظ
کی حق نے لُطف کی نگہِ دنیا پہ بھی نظر(۱۲)

ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنّم نے دی صدا
میں پاس جب گیا تو نہ مجھ کو جلا سکا
بولا کہ تجھ پہ کیوں مری آتش ہوئی حرام
کیا وجہ، تجھ پہ شعلہ جو قابو نہ پا سکا
کیا نام ہے، تو کون ہے، مذہب ہے تیرا کیا؟
حیراں ہوں میں عذاب جو تجھ تک نہ جا سکا
میں نے کہا کہ جائے تعجّب ذرا نہیں
واقف نہیں تو میرے دلِ حق شناس کا
ہندو سہی مگر ہوں ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ
اس واسطے نہ شعلہ ترا مجھ تک آ سکا
ہے نام دلّو رام، تخلّص ہے کوثری
اس سے کیا کہوں، بتا دیا جو کچھ بتا سکا(۱۳)

چودھری دلّو رام کوثری نے بہت سی منقبتیں، بہت سے سلام اور اسلامی موضوعات پر کئی نظمیں بھی کہی ہیں، جو آبِ کوثر، بزمِ کوثری، رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ میں ملتی ہیں۔ "بشارتِ انجیل" حضرت علیؓ کی منقبت میں ان کی کتاب ہے، اسی طرح "حسین اور قرآن" بھی میرے ذاتی ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔ کوثری کی ایک "منقبتِ حضرت علیؓ" آبِ کوثر میں ایسی ہے جس کا مطلع نعتیہ ہے۔ مطلع دیکھئے:

پوچھا جب حق نے کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے
کہہ دیا ہم نے، ثنائے مصطفیٰ ﷺ کرتے رہے (۱۴)

حواشی

(۱) "بزمِ کوثری" از دلّو رام کوثری (مولفہ ایم خان فتح محمد خان ناز بھنگوی) مطبوعہ ملتان میں ہے کہ "بوقت شام سہ شنبہ، پورن ماشی پوہ ۱۹۳۹ بکرمی کو پیدا ہوئے" (ص ۲)

(۱-الف) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ۲۴۱

(۲) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۴ تا ۱۰ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۳۰

(۳) شفیق بریلوی (مرتّب)۔ ارمغانِ نعت۔ طبع سوم۔ ص ۳۷۵

(۴) الفقیہ (ہفت روزہ) امرتسر۔ ۷ جنوری ۲۸/۱۹۳۲ شعبان ۱۳۵۰ھ۔ ص ۱۱

(۵) ارمغانِ نعت۔ ص ۳۷۵ / "مہک" گوجرانوالہ۔ نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ۔ ص ۳۱۹ (مضمون پروفیسر اکبر قادری) / "الہام" (ہفت روزہ) بہاولپور۔ نعت نمبر۔ ص ۱۹ (مضمون اسد نظامی) / رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۵۳۳ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۴۱۔۔۔۔

(۶) تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۲۱۸

(۷) خیرالبشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۳۶، ۳۷ (مقدمہ)

(۸) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۵۱ (مضمون "اعترافِ عظمت")

(۹) ارمغانِ نعت۔ ص ۳۷۵

(۱۰) صفدر حسین، ڈاکٹر۔ رزم نگارانِ کربلا۔ ص ۲۸۷، ۲۸۸ (بحوالہ "انقلاب" ۲ جمادی الثانی ۱۳۴۸ / ۷ نومبر ۱۹۲۹)

(۱۱) ڈاکٹر صفدر حسین نے ان کے نام لاڈو بائی اور شانتی بائی لکھے ہیں۔

(۱۲) انقلاب، لاہور (۳۱ دسمبر ۱۹۳۱) اور الفقیہ امرتسر (۷ جنوری ۱۹۳۲) میں یہی نام چھپا ہے۔ ڈاکٹر صفدر علی "طالب علی" بتاتے ہیں اور ہندوانی نام "داتار سنگھ" لکھتے ہیں۔

(۱۳) الفقیہ۔ ۷ جنوری ۱۹۳۲ / ۲۸ شعبان ۱۳۵۰ھ۔ ص ۱۱

(۱۴) رزم نگارانِ کربلا۔ ص ۲۸۷
(۱۵) "مسک" گوجرانوالہ۔ اشاعتِ خصوصی۔ ص ۳۲۹
(۱۶) صفدر حسین' ڈاکٹر سید۔ رزم نگارانِ کربلا۔ ص ۲۸۹
(۱۷) "آبِ کوثر" کے صفحہ ۲۷ تا ۵۲ پر فاروقِ اعظمؓ اور فاتح بیت المقدس کے عنوان سے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے دو مناقب بھی ہیں۔
(۱۸) رزم نگارانِ کربلا۔ ص ۲۸۶
(۱۹) کوثری' دِتّو رام۔ آبِ کوثر۔ کتب خانہ اثنا عشری' لاہور۔ س ن۔ ص ۷' ۸ (سرورق پر کوثری کے ساتھ لکھا ہے "متوطن قصبہ لاندیھڑی تحصیل ضلع حصار")
(۲۰) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۳۱
(۲۱) عبداللہ عباس ندوی' ڈاکٹر۔ عربی میں نعتیہ کلام۔ مطبوعہ کراچی۔ اشاعت دوم جون ۱۹۷۸ء۔ ص ۱۹
(۲۲) دشتیری' سید ضیاء الدین۔ نعتِ حضرت رسولِ اکرم ﷺ در شعرِ فارسی۔ ص ۱۱۲
(۲۳) نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۱۳۹ (مضمون "فارسی نعت' ایک سرسری جائزہ")
(۲۴) فاران (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ جنوری ۱۹۵۶ء۔ ص ۲۸۵ (مضمون "فارسی شعرا اور نعتِ رسول ﷺ") / ریاض مجید' ڈاکٹر۔ اردو میں نعت گوئی۔ ص ۱۳۹
(۲۵) "خورشید" (ماہنامہ) میرٹھ۔ مئی ۱۹۲۲ء / "زبان" (ماہنامہ) منگرول' انڈیا۔ مئی و جون ۱۹۲۷ء (مضمون "دورِ حاضرہ کے شاعر" از عشرت رحمانی انجیلی رامپوری)
(۲۶) "آبِ کوثر" میں یہ نعت ۲۲۔ اشعار کی ہے (ص ۳ تا ۸)۔ خادم سوہدروی کی کتاب میں ۲۹ (ص ۵' ۶) فانی مراد آبادی کی کتاب میں ۲۱ (ص ۲۳) ماہنامہ "نعت" میں ۲۸ ("غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ ص ۸۵) ڈاکٹر فرمان فتحپوری کی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" کے حصہ انتخابِ نعت میں ۱۳ (ص ۱۹۵) 'تذکرۂ نعت گویانِ اردو' جلد دوم میں گیارہ (ص ۲۱۸) نقوش کے رسول ﷺ نمبر میں ۹ (جلد دہم۔ ص ۶۸۷) اور "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" مرتبہ ممتاز حسن میں اس نعت کے ۹۔ اشعار (ص ۲۳۹) شامل ہیں۔
(۲۷) "آبِ کوثر" (ص ۶ – ۸) میں فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں (ص ۹۳) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب میں (ص ۸' ۹) اور "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" مرتبہ جعفر حسین خاں جونپوری (مطبوعہ لکھنؤ۔ بار اول۔ نومبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۳۹) میں یہ پوری نعت درج ہے۔ (دس اشعار)
(۲۸) فانی مراد آبادی نے "دبایا" کو "دبا دیا" لکھا ہے جس سے مصرع بے وزن ہو گیا۔

(۲۹) "آبِ کوثر" میں اس نعت کے ۹۔ اشعار ہیں (ص ۲۶ – ۲۸) "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" میں بھی پوری نعت ہے (ص ۱۳۱) فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی نے آٹھ آٹھ شعر دیے ہیں (ص ۱۷' ۱۰۔ بالترتیب)
(۳۰) "محمد" (ﷺ) کا آخری حرف "دِتّو رام" کا پہلا حرف ہے۔ "د"
(۳۱) آبِ کوثر میں ۱۳۔ اشعار (ص ۹ تا ۱۱) خادم کی کتاب میں بھی یہی ۱۳۔ اشعار (ص ۶' ۷) ہیں اور فانی کی کتاب میں ۱۲۔ اشعار ہیں (ص ۱۳۰)
(۳۲) آبِ کوثر (ص ۱۲' ۱۳) میں سات اشعار ہیں۔ خادم کی مرتبہ کتاب (ص ۸) میں پوری نعت ہے۔ فانی کی مرتبہ کتاب (ص ۲۱) میں پانچ اشعار ہیں۔
(۳۳) یہ آٹھ اشعار کی ایک نعتیہ نظم ہے جس میں کوثری نے کہا ہے کہ جب کچھ نہ تھا' مجھے اس وقت بھی حضور ﷺ سے عشق تھا اور ویسا ہی عشق آج بھی ہے۔ اس نظم کے پہلے دو اشعار اور مقطع راقم الحروف نے پیش کیا ہے۔ "آبِ کوثر" میں اور خادم و فانی کی مرتب کردہ کتابوں میں پوری نعت ہے (ص ۱۳' ۱۴۔ ص ۷۔ ص ۱۳۶۔ بالترتیب)
(۳۴) آبِ کوثر (ص ۱۵' ۱۶) فانی کی کتاب (ص ۱۳۳) خادم سوہدروی کی کتاب (ص ۷) میں پوری نعت ہے' یعنی چھ اشعار۔ ماہنامہ "مولوی" دہلی کے رسول ﷺ نمبر۔ صفر و ربیع الاول ۱۳۳۵ھ میں اس نعت کے پانچ اشعار شائع کیے گئے (ص ۷۲)
(۳۵) اس نعت کے گیارہ اشعار خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب (ص ۹' ۱۰) نقوش کے رسول ﷺ نمبر (جلد دہم۔ ص ۶۸۶) الرشید کے نعت نمبر (ص ۳۵۸) اور نورِ سخن (ص ۱۸۶) میں ہیں۔ ماہنامہ "مولوی" دہلی کے رسول ﷺ نمبر ۱۳۳۵ھ میں اس کے پانچ اشعار ہیں (ص ۷۳' ۷۴) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں سات اشعار (ص ۱۵۷) پروفیسر سید یونس شاہ کی "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" جلد دوم میں پانچ اشعار (ص ۲۱۹) اور "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ۹۔ اشعار (ص ۱۰) ہیں۔

اس نعت کے ایک شعر میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو "وصیٔ مصطفیٰ ﷺ" کہا گیا ہے۔ یہ شعر رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں بھی اور فانی کی مرتبہ کتاب میں بھی نہیں ہے لیکن خادم سوہدروی کی کتاب میں شامل ہے اور لطف یہ ہے کہ خادم نے پیش لفظ میں کہا ہے کہ جن شعروں یا مصرعوں میں خلافِ شرع کوئی بات نظر آئی ہے' وہ مصرعے یا الفاظ خط کشیدہ ہیں۔ پوری کتاب میں جہاں انہیں کوئی بات قابلِ اعتراض معلوم ہوئی ہے (اس کی اصل شعری صورت جو بھی ہو) انہوں نے اس پر خط کھینچ رکھا ہے۔ مثلاً

نبی ﷺ کے واسطے سب کچھ بنا ہے
بڑی ہے قیمتی جانِ محمد ﷺ

میں پہلا مصرع خطا کشیدہ ہے' یعنی وہ حضور ﷺ کو باعثِ ظہورِ کائنات نہیں مانتے لیکن

علی ان میں وصیِ مصطفیٰ ﷺ ہے
علی ہے رہبرِ گلستانِ محمد ﷺ

میں کچھ بھی خطا کشیدہ نہیں ہے۔

یہ نعت "بزمِ کوثری" میں شامل ہے۔ "آبِ کوثر" میں نہیں ہے۔

(۳۶) یہ نعت آبِ کوثر یا بزمِ کوثری میں نہیں ہے۔ فانی اور خادم کی مرتبہ کتابوں میں اس نعت کے چھ اشعار ہیں (ص ۲۸۔ ص ۶)

(۳۷) یہ نعت بھی آبِ کوثر یا بزمِ کوثری میں نہیں ہے۔ فانی اور خادم کی مرتب کردہ کتابوں میں اس کے ۹۔ اشعار ہیں (ص ۱۳۰ - ص ۹)۔ فانی کی کتاب میں "ہے عاشقِ حضرت' نہیں ڈرتے ہیں کسی سے" میں "ہیں" کا لفظ نہیں لکھا گیا۔

(۳۸) فانی اور خادم کی کتابوں میں اس نعت کے بالترتیب سات اور آٹھ شعر ہیں (ص ۱۹۵ - ص ۱۰)۔ یہ نعت "بزمِ کوثری" میں ہے' "آبِ کوثر" میں نہیں ہے۔

(۳۹) اس نعت کے ۹ - اشعار خادم کی کتاب میں ہیں (ص ۱۰) پانچ اشعار فانی نے اپنی کتاب میں دیئے ہیں (ص ۱۳۲) "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں چار اشعار ہیں۔ اس کتاب میں پہلا مصرع یوں لکھا ہے "اوّل ہے سب رسولوں میں نمبر رسول ﷺ کا"۔ "گلدستۂ نعت" میں اس کے سات اشعار ہیں (ص ۸۱)۔ "آبِ کوثر" اور "بزمِ کوثری" میں یہ نعت نہیں ہے۔ فانی کی کتاب میں مقطع کے دوسرے مصرعے میں "شاکر" کی جگہ "ثناخواں" لکھا گیا ہے۔

(۴۰) آبِ کوثر۔ ص ۲۱' ۲۲ (چھ اشعار) خادم سوہدروی کی کتاب۔ ص ۸ (چھ اشعار) "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ"۔ ص ۱۳۰ (چھ اشعار)۔ تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۲۱۷ (سات اشعار)

سید یونس شاہ نے ماہنامہ "صوفی" پنڈی بہاء الدین کے مارچ ۱۹۳۱ کے شمارے کے حوالے سے یہ شعر بھی دیا ہے جو "آبِ کوثر" میں نہیں ہے۔

محمد ﷺ کی شفاعت پہ یقیں تھا نعت کروں کو
کسی نے قافیہ باندھا نہیں اب تک جو "شاید" کا

(۴۱) یہ نعت بزمِ کوثری میں ہے اور خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتاب میں۔

(۴۲) یہ نعتیہ نظم آبِ کوثر کے صفحہ ۳۰' ۳۱ پر' خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" کے صفحہ ۹ پر "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" کے صفحہ ۱۳۲ پر' ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول کے صفحہ ۱۹ پر' اور "نورِ سخن" کے صفحہ ۱۸۸ پر چھپی۔

(۴۳) یہ نعتیہ نظم آبِ کوثر کے صفحہ ۳۱' ۳۲ پر' خادم سوہدروی کی کتاب کے صفحہ ۹ پر' ماہنامہ

"نعت" کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول' اگست ۱۹۸۸ کے صفحہ ۲۹ پر اور "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" کے صفحہ ۲۳۶ پر شائع ہوئی۔

(۴۴) آبِ کوثر۔ ص ۴۰ / رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ۔ ص ۳۹

کیفؔ اعظم گڑھی' سہدیو رام مبارکپوری

علی جواد زیدی نے اُتّر پردیش کے قصیدہ نگاروں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ولادت ۱۹۰۷' وفات اگست ۱۹۷۹۔ زیدی نے لکھا ہے۔ "اردو اور فارسی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے۔ عربی میں بھی درک تھا۔ غزلوں کے علاوہ نعتیں بھی لکھی ہیں اور قصیدے بھی کہے ہیں۔ حضرت علیؓ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا تھا' اس کے دو شعر اثر انصاری نے "عنوان" (ص ۸۰' ۸۱) میں نقل کیے ہیں"۔

تعالیٰ اللہ جب تشریفِ شاہِ انس و جاں آئی
ہر سُو ایک اک ذرّے سے آوازِ اذاں آئی
بچانے کشتیِ اُمّت کو دریائے جہنّم سے
بردائے حضرتِ شبیرؓ بن کر بادباں آئی

علی جواد زیدی کو ان کا نمونۂ نعت دستیاب نہیں ہوا۔

حاشیہ

علی جواد زیدی۔ قصیدہ نگارانِ اُتّر پردیش۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳۔ ص ۳۲۹

کیفیؔ' برجموہن دتاتریہ

پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفیؔ کے والد کا نام کنھیا لال تھا۔ کیفیؔ ۱۳ دسمبر ۱۸۶۶ کو جمعرات کے دن دلی میں پیدا ہوئے۔ (۱) شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے مضمون "ادیب اور مصنف" میں ہے کہ اردو کے مُسلّم الثبوت انشا پرداز تھے ہی مگر اس کے علاوہ ہندی' عربی'

فارسی اور انگریزی کے بھی فاضل تھے (۲) ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اسماعیل پانی پتی کے حوالے سے کچھ عبارت نقل کرنا چاہی تو عجیب صورت پیدا ہو گئی۔ لکھا گیا۔ "اعلیٰ پائے کے شعرا انشا پرداز تھے (۳) میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول' کشمیری دروازہ لاہور سے پاس کیا' بی اے سینٹ سٹیفن کالج دہلی سے کیا۔ ۱۹۱۹ سے ریاست کشمیر کے محکمۂ خارجہ میں اسسٹنٹ سیکرٹری رہے۔ اس کے بعد جموں کے ماتحت ایک چھوٹی سی ریاست جاگیردار چنبی کے وزیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ میں لائل پور (اب فیصل آباد) آ گئے۔ ۱۹۳۹ میں جب انجمنِ ترقیٔ اردو حیدر آباد سے دہلی آ گئی تو بابائے اردو مولوی عبدالحق انھیں دہلی لے گئے۔ ۱۹۴۵ تک یہ انجمنِ ترقیِ اردو کے اہم کام انجام دیتے رہے۔ (۴)
یکم نومبر ۱۹۵۵ کو غازی آباد میں فوت ہوئے (۵)
علامہ کیفی خواجہ الطاف حسین حالی کے شاگرد تھے۔ لاہور میں ان کی رہائش ماڈل ٹاؤن میں تھی۔ (۶)

ان کی ایک نعت ملتی ہے جس کے سات شعر "ارمغانِ نعت" میں (۷) چار شعر "گلدستۂ نعت" میں (۸) پانچ شعر "نقوش" میں (۹) سات شعر "نورِ سخن" میں (۱۰) اور سات ہی شعر "اوج" کے نعت نمبر میں شامل ہیں (۱۱)

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولِ دوسرا ﷺ کا
مضموں ہو عیاں دل میں جو لولاکَ لما کا (۱۲)

تھی بشترِ محمود خداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا' نتیجہ نہ دعا کا

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رُتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا (۱۳)

معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خُلدِ بریں روضۂ پُر نور کا خاکہ (۱۴)

دے علم و یقیں کو رہے رفعت شہِ عالم ﷺ
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا (۱۵)

یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے
بطحا سے ہُوا جلوہ فگن نور خدا کا (۱۶)

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالم ﷺ
کیفیؔ مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

حواشی

(۱)۔ اختر علی قریشی۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی: شخصیت و فن۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول نومبر ۱۹۸۲۔ ص ۱۷' ۱۸
(۲)۔ نقوش۔ لاہور نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۱۹۳۱ (مضمون "ادیب اور مصنف" از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی)
(۳)۔ گوہر نوشاہی' ڈاکٹر۔ لاہور میں اردو شاعری کی روایت۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول ۱۹۹۱۔ ص ۱۰۳
(۴)۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی: شخصیت اور فن۔ ص ۱۸' ۲۲
(۵)۔ اسماعیل پانی پتی' شیخ۔ تذکرۂ شعرائے متقدمین۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۵۶۔ ص ۶۱۰
(۶)۔ استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۱۱ تا ۱۷ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۳ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا"۔ قسط نمبر۲۔ از محمد دین کلیم)
(۷)۔ شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ ص ۳۷۶
(۸)۔ ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی (مرتبین)۔ گلدستۂ نعت۔ ص ۲۰۶' ۲۰۷
(۹)۔ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۴۷
(۱۰)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۸۹
(۱۱)۔ "اوج" نعت نمبر۔ جلد دُوُم۔ ص ۴۹۷
(۱۲)۔ "اوج" میں "مضموں" میں اعلانِ نون کر کے وزن بڑھا دیا گیا ہے
(۱۳)۔ "اوج" میں اس مصرعے کو "غارِ حرا" پہ ختم کر دیا گیا ہے
(۱۴)۔ "اوج" میں "زیارت" کے بعد "کا" کا اضافہ کر دیا گیا ہے
(۱۵)۔ "اوج" میں اس مصرعے میں "کو" کو "کہ" میں تبدیل کر دیا گیا ہے
(۱۶)۔ "اوج" میں "ایمان" میں نون غنہ استعمال کر کے مصرع بے وزن کر دیا گیا ہے

نوٹ

انسان غلطی کا پتلا ہے۔ کتاب یا رسالہ چھپتا ہے تو ایک آدھ غلطی رہ سکتی ہے' یا پوری کتاب یا پورے رسالے میں کتابت کی چند غلطیاں رہ جائیں تو نظر انداز کی جا سکتی ہیں۔ لیکن جہاں غلطیوں کی بھرمار ہو' اور یہ غلطیاں شعروں میں ہوں کہ شعری بے وزن اور بے معنی ہو جائیں تو ظلم ہے۔

کیفی دہلوی، چندر بھان

منشی چندر بھان کیفی دہلوی کی بھی ایک نعت دستیاب ہے۔ اس کے گیارہ شعر "نورِ سخن" میں چھپے (۱) اور آٹھ شعر ماہنامہ "نعت" میں (۲)

اللہ نے جس عرب کو بیاباں بنا دیا
ابرِ کرم سے تو نے گلستاں بنا دیا

نورِ ازل کی ایسی ضیا پاشیاں ہوئیں
ذرّوں کو آفتاب درخشاں بنا دیا

تھیں چشم و دل میں ایسی محبت کی وسعتیں
سارے جہاں کو کوچۂ جاناں بنا دیا

فطرت کے راز چند اشاروں میں کہہ دیے
مشکل جو کام تھا، اسے آساں بنا دیا

اعدا تمام نور کے سانچے میں ڈھل گئے
ہر کندہ ناتراش کو انساں بنا دیا

تھی جس کلی کو رنگِ حنا سے فسردگی
موجِ نسیم سے گُلِ خنداں بنا دیا

ہر ذرہ کائنات کا گویا ہے وصف میں
جس پہ پڑی نگاہ، اسے جاں بنا دیا

آئینہ ہو رہے ہیں جو اَسرارِ معرفت
نکتہ ورانِ دہر کو حیراں بنا دیا

حواشی

(۱)۔ نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۹۰
(۲)۔ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم۔ جون ۱۹۸۹۔ ص ۳۰

گلزار دہلوی، آنند موہن

پروفیسر پنڈت آنند موہن زتشی گلزار دہلوی کا ایک نعتیہ قطعہ ماہنامہ "فاران" کراچی کے سیرت نمبر ۱۹۵۶ میں شائع ہوا (۱) اس کے بعد فانی مراد آبادی نے یہ قطعہ اپنی کتاب میں شامل کیا۔ (۲) پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون میں یہ قطعہ نعتیہ غزل کے دو اشعار کے طور پر پیش کیا اور لکھا کہ "گلزار ترِبھون ناتھ زار دہلوی کے فرزند ہیں۔ وہ کشمیری پنڈتوں کی ایک گوت زتشی سے تعلق رکھتے ہیں" (۳)

بعد میں نور احمد میرٹھی نے بھی یہی قطعہ اپنی مرتّب کردہ کتاب میں شامل کیا (۴) اسد نظامی نے بھی اپنے مضمون میں یہی چار مصرعے درج کیے لیکن اسے "نعتیہ رباعی" لکھا (۵) جو درست نہیں۔

قطعہ یہ ہے:

پرتوِ حُسنِ ذات آئے تھے
پیکرِ التفات آئے تھے
کذب اور کفر کے مٹانے کو
سرورِ کائنات ﷺ آئے تھے

حواشی

(۱) فاران (ماہنامہ) کراچی۔ سیرت نمبر۔ (جلد ۷۔ شمارہ ۱۰)۔ جنوری ۱۹۵۶۔ ص ۳۶۳
(۲) فانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۹۳
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۸، ۲۷۹
(۴) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۲
(۵) الہام (ہفت روزہ) بہاول پور۔ نعت نمبر۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۲۔ ص ۱۱۸

گلشن بریلوی، رمیش نرائن سکسینہ

ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار نور احمد میرٹھی کی مرتّب کردہ کتاب "نورِ سخن"

میں ہے:

آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی اور
آیا ہے نہ آئے گا محمد ﷺ سا کوئی اور

خالی کوئی پلٹا ہی نہیں در سے نبی ﷺ کے
ہندو ہو، مسلمان ہو، سکھ ہو کہ کوئی اور

یاد آتی ہے جب دوری سرکارِ مدینہ ﷺ
بڑھ جاتی ہے گلشن مری آنکھوں میں نمی اور

اگر یہ معلوم ہو سکتا کہ یہ نعت کہاں سے لی گئی ہے، تو شاید اس نعت کے کچھ اور اشعار بھی دستیاب ہو سکتے۔

حاشیہ

نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۳

گوندھر، لالہ رام جی لال

ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار "نورِ سخن" میں شامل ہیں۔ نعت مثنوی کی ہیئت میں ہے:

ازل سے تھا رتبہ ترا سب سے عالی(۱)
تری ذات کہ تھی وہ رحمت خدا کی(۲)

کریں تیری توصیف کیوں کر بیاں ہم
کہیں کس طرح سارے رازِ نہاں ہم

نہیں تجھ سے برتر ہوئے اس جہاں میں(۳)
تو ہے سب سے افضل زمیں و زماں میں

رہے جب تلک مہر دنیا میں روشن
دکھائے ہمیں جب تلک چاند روشن(۴)

زمانے کی آنکھوں کا تارا رہے تو
حرارت کا عالم کی پارا رہے تو

حواشی

(۱) "نورِ سخن" میں "تیرا" لکھا ہے
(۲) "کہ تھی" ہی تحریر ہے
(۳) "ہوئے" کے بجائے "کوئی" ہو سکتا تھا
(۴) شاید "روشن" ہی قافیہ ہے۔
(۵) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۳

گوہر دہلوی، ڈگمبر پرشاد

ڈگمبر پرشاد کی ایک معراجیہ نعت ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں میری نظر سے گزری (۱) میں نے ماہنامہ "نعت" لاہور کے ایک خاص نمبر بعنوان "معراج النبی ﷺ" حصہ اول میں شائع کر دی (۲)۔ جعفر حسین خاں جونپوری نے اپنی کتاب "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" میں ان کا نام "لالہ ڈگمبر پرشاد جین" لکھا ہے (۳)۔ "آستانہ" میں "ڈگمبر پرشاد" ہے (۴)۔ "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حوالے سے ان کے دو قطعات شامل کیے گئے ہیں۔

ان کی محولہ بالا معراجیہ نعت کے چند اشعار دیکھیے:

کھل گئے چرخ پہ اسرارِ خدا آج کی رات
پڑ گئی عرش پہ بنیادِ وفا آج کی رات

کوئی دیکھے تو یہ اندازِ عطا آج کی رات
جو بھی دینا تھا، وہ خالق نے دیا آج کی رات

ہے فرشتوں میں یہی شور بپا آج کی رات
عرش پہ آتے ہیں محبوبِ خدا ﷺ آج کی رات

کس کے پرتو سے منور ہے بساطِ عالم

عرش پر کون ہُوا جلوہ نما آج کی رات
"بمقامے کہ رسیدی، نہ رسد ہیچ نبی"
خود یہ کہتا تھا محمد ﷺ سے خدا آج کی رات

نورِ عرفاں سے بھرا دل بھی ہے روشن گوہر
ظلمتِ کفر میں پھیلی ہے ضیا آج کی رات

حواشی

(۱) آستانہ (ماہنامہ) دہلی۔ جنوری ۱۹۶۳۔ ص ۲۷ (۹۔ اشعار)

(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۸۹۔ جلد ۲۔ شمارہ ۳۔ "معراج النبی ﷺ" (حصہ اول) ص ۸۹

(۳) جعفر حسین خاں جونپوری۔ رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ۔ اردو پبلشرز، لکھنؤ۔ بار اول۔ نومبر ۱۹۸۳۔ ص ۶، ۲۰۰

(۴) آستانہ، دہلی۔ مئی ۱۹۵۶۔ ص ۳۴ (حضرت علیؓ کی منقبت میں چار قطعات) / آستانہ۔ جنوری ۱۹۶۳۔ ص ۲۷ (محولہ بالا نعت)

ماتھر لکھنوی، وشوا ناتھ پرشاد

ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار نور احمد میرٹھی کی مرتّب کردہ کتاب میں شامل ہیں۔ اگر ماخذ کا علم ہوتا تو شاید کچھ اور اشعار بھی سامنے آجاتے۔

تجلّی رُخ کی کہتی ہے نُبوت لے کے آئے ہو
بہ خود رحمت کا مرکز اور رحمت لے کے آئے ہو

تمھیں تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہو گی
زمانہ خود جھکے گا، ایسی طاقت لے کے آئے ہو

کشش اور جذب سے دنیا سمٹ کر خود ہی آئے گی
زبانِ نور میں پیغام رحمت لے کے آئے ہو

جسے چاہو اسے پروانۂ جنت عطا کر دو
نظر میں، رحمتیں، قدموں میں جنت لے کے آئے ہو

یہی سن کر تو ماتھر نے بھی پیشانی جھکائی ہے
پیمبر ﷺ ہو خدا کے، تاجِ عظمت لے کے آئے ہو

حاشیہ

نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۵

ماہ، پنڈت وشوا ناتھ

ماہنامہ "پیشوا" دہلی کے رسول ﷺ نمبر بعنوان "تذکرۂ جمیل" ۱۹۳۴ میں پنڈت وشوا ناتھ ماہ بی اے کے ایک نعتیہ مُسدّس "ایشیا کا اجالا" کے سات بند چھپے تھے۔ ان سات بندوں کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ یہ ان کا مکمل مسدس نہیں ہے۔ لیکن مزید بند کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے۔

وشوا ناتھ ماہ کا یہ نعتیہ مسدس بعد میں کسی کتاب یا انتخاب میں شائع نہیں ہوا، پہلی بار زیرِ نظر تالیف میں چھپ رہا ہے۔

دیا جس نے گوتم کو وہ جوشِ الفت
وہ انساں، چرندوں، پرندوں کی چاہت
سمائی ہوئی آب و رگل میں محبّت
اسی دستِ قدرت نے بخشی یہ نعمت
محبّت کا پیغام مشرق میں پھیلا
ہُوا جس سے سب ایشیا میں اجالا

رگھرا تھا گناہوں کی ذلّت میں یورپ
کہ مدہوش تھا خوابِ غفلت میں یورپ
تڑپتا تھا قعرِ ضلالت میں یورپ
غرض سو رہا تھا جہالت میں یورپ
کہ مشرق سے نکلی وہ نورانی صورت

ہُویدا ہوئی ابنِ مریم کی صورت
اُدھر چین جاپان تک بودھ پھیلے
اِدھر دینِ عیسیٰ نے گاڑے تھے جھنڈے
مگر درمیانی علاقے تھے ایسے
تہی دست تھے وہ بیاباں عرب کے
نہ زرخیز تھے وہ، نہ ملتا تھا پانی
نہ فاتح، مبلغ کسی کو کشش تھی
اِدھر ریت کے تھے وہ بیجان ذرّے
اُدھر دل گناہوں میں جو جل بجھے تھے
غرض زندگی کے، تھے آثار ایسے
کوئی موت میں ہو گرفتار جیسے
کہ ہے جان ذرّوں کو قدرت نے رگڑا
بیاباں سے بجلی ہوئی اک ہویدا
وہ بادل ہوئے گم، جہاں سے وہ نکلی
مگر دل تھا اور دل میں یادِ خدا تھی
پھری دشت میں وہ بصد بے قراری
ریاضت میں اک عمر اس نے گزاری
بچ پا لیا اصلیت کا جب اس نے
گرج کر چمک اٹھی بے باکیوں سے
سکوں مل گیا پر تڑپ تھی وہ قائم
کہ بکتے عرب تھے صفاتِ بہائم
ذرا بات پر دشمنی تھی وہ دائم
بہائم میں مذہب کو کرتا تھا قائم
تھے اوساں بجا، یاد اپنا خدا تھا

عقیدہ وہ لغزش سے ناآشنا تھا
سکھایا، پیمبرؐ کئی آ چکے ہیں
بتایا کہ عاشق کئی جا چکے ہیں
ترانے وہ توحید کے گا چکے ہیں
تجلّی میں موسیٰؑ اسے پا چکے ہیں
پرستارِ حق کافری سے بری ہے
کہاں برقِ سینا، کہاں سامری ہے

حاشیہ
پیشوا (ماہنامہ) دہلی۔ رسول ﷺ نمبر بعنوان "تذکرۂ جمیل"۔ جون جولائی ۱۹۳۲ء ص ۱۳۰

ماہر بلگرامی، کملاپت سہائے

نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کے ایک نعتیہ مسدس کے دو بند درج ہیں۔ قیاس کہتا ہے کہ اس مسدس کے اور بھی بند ہوں گے لیکن ماخذ کے بارے میں علم نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

چل گیا اسمِ محمد ﷺ کا وہ جادو دل میں
پا لیا جس نے ہر اک جذبے پہ قابو دل میں
نامِ احمد ﷺ کا جو چرچا ہوا ہر سُو دل میں
دردِ دل بیٹھ گیا اٹھ کے دو زانو دل میں
آج اوصافِ نبی ﷺ اس کو کرتا ہیں رقم(۱)
خود جھکا جاتا ہے تعظیم میں رہ رہ کے قلم

صرف اسلام ہی کا تو نہیں تو ﷺ پیغمبر
تیرا احسان ہے ہر قوم پہ، ہر ملت پہ
بخدا تو نے رہِ راست دکھائی اٹھ کر

تیرا ممنون ہے دنیا کا ہر اک فردِ بشر
کیوں نہ دنیا ہو ثنا خواں تری اے پاک رسول ﷺ
پاک دل، پاک نفس، پاک روش، پاک اصول(۲)

حواشی

(۱) مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے "کرتا ہیں" سے پہلے "ہو" کا لفظ چھوٹ گیا ہو۔
(۲) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۱۹۶

مجبورؔ جلالوی، منشی لالہ چھترو مل

"نورِ سخن" میں ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار شامل ہیں (۱)۔

نبی برحق ہو تم اور مالکِ شرعِ مبیں تم ہو
رسالت ختم ہے تم پر کہ ختم المرسلیں تم ہو
تمہارے مرتبے سے عیسیٰؑ و مریمؑ کو کیا نسبت
وہ ہیں گردوں نشیں اور مالکِ عرشِ بریں تم ہو
نہ ہو کیونکر دماغ اہلِ زمیں کا عرشِ اعظم پر
کہ تم فخرِ نبی آدمؑ ہو اور فخرِ زمیں تم ہو
تمہاری شان میں لولاک فرمایا ہے خالق نے
تمہارا ہی مکاں کونین ٹھہرا اور مکیں تم ہو
تمہیں مجبورؔ سب دادِ سخن کیونکر نہ دیں دل سے
کہ دل اور جان سے مدحت سرائے شاہِ دیںؐ تم ہو(۲) (۲)

حواشی

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۹۷
(۲) آخری مصرعے میں "جان" کو "جاں" لکھا ہے جس سے مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔ یہاں اعلانِ نون ضروری تھا۔

مجرمؔ دسوہہ، ہربنس لال

پنڈت ہربنس لال مجرمؔ دسوہہ کی ایک نعت کے نو اشعار "نورِ سخن" میں شائع ہوئے ہیں۔ پتا نہیں، دسوہہ کوئی قوم ہے، یا ان کا کوئی تعلق چک دسوہہ ضلع فیصل آباد سے ہے جہاں کے ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی نے "اسماء النبی الکریم ﷺ" کے نام سے چار جلدوں میں بڑی مبسوط کتاب لکھی ہے۔

نعت کے چند اشعار دیکھئے:

نظر آتے نہیں، اور لطف یہ، دل کے قریں تم ہو
جسے پھر بھی زمانہ چاہتا ہے، وہ حسیں تم ہو
زمانہ جس پہ مرتا ہے، خدا خود جس پہ شیدا ہے(۱)
وہ ماہِ جانستاں تم ہو، وہ مہرِ دل نشیں تم ہو
سیہ کاروں کو کیا دھڑکا، گنہ گاروں کو کیا کھٹکا
شَفِیعُ الْمُذْنِبِیْن تم، رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن تم ہو
تمہی پر ہو گئی ہیں ختم ساری رحمتیں حق کی(۲)
جبھی مجرمؔ سمجھتا ہے کہ خَتْمُ الْمُرْسَلِیْن تم ہو(۳)

حواشی

(۱) کتاب میں "جس پر مرتا ہے" لکھا ہے۔ "پر" کے ذریعے شعر کو بے وزن کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
(۲) کتاب میں "ہو گئیں ہیں" لکھا ہے۔
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۹۸، ۱۹۹

محرومؔ، تلوک چند

منشی تلوک چند محرومؔ، مشہور ماہرِ اقبالیات اور خوش فکر شاعر پنڈت جگن ناتھ آزادؔ کے والد تھے۔ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے (۱) عیسیٰ خیل اور میانوالی کے گورنمنٹ

سکولوں میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ پنشن پانے کے بعد دہلی چلے گئے (۲) فانی مراد آبادی نے "پروفیسر تلوک چند محروم بی اے (دہلی)" کے بارے میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۸ سے ۱۹۵۸ تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ کتابوں میں گنجِ معانی' رباعیاتِ محروم' نیرنگِ معانی' شعلۂ نوا' کاروانِ وطن اور بہارِ طفلی کے نام دیے ہیں"۔ (۳)

پروفیسر خالد بزمی نے ان کی نعت کے حوالے سے لکھا ہے "مجھے تلاش بسیار کے باوجود ان کی ایک نعتیہ نظم ملی ہے۔ اس میں حضورِ اکرم ﷺ کی سیرت کا ایک واقعہ منظوم کیا گیا ہے۔" (۴)

پوری نظم یہ ہے:

روایت ہے حضرت ﷺ ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے
بیاں فرما رہے تھے خوبیاں مردِ مسلماں کی
صحابہؓ تھے ہمہ تن گوش ارشاداتِ عالی پر'
کہ حقِ روح اک اک بات تھی اس فخرِ دوراںؐ کی

جنازہ اک یہودی کا اسی جانب سے آ نکلا!
فضا اُمڈی ہوئی تھی نالہ و فریادِ پیہم سے
انہیں معلوم تھا یہ نعش ہے اک نامسلماں کی
کہ بیگانہ ہے مسلم زار نالی اور ماتم سے

مگر پھر بھی اٹھا انسانیت کا درد پہلو میں
ہویدا ہوگئے آثارِ رقت رُوئے تاباں پر
ہوئے استادہ فوراً پاس سے میّت جب آ گزری
کیا وہ فرض ادا' ہوتا ہے انساں کا جو انساں پر

صحابہؓ نے تعجب سے یہ پوچھا یک زباں ہوکر
ہماری فہم میں آئی نہیں یہ بات' یا حضرت ﷺ
صریحاً مرنیوالا ایک کافر اور مشرک تھا
کہ جس کی روح تھی پروردۂ ظلمات' یا حضرت ﷺ

اُسے تعظیم دی ہے آپ نے کیوں اس طرح اٹھ کر
ہوئے ہیں آپ کے چہرے سے کیوں غم کے نشاں ظاہر
وہ تھا مردود' کوسوں دور راہِ حق پرستی سے
زمانے پر ہیں اس کے اعتقاداتِ نہاں ظاہر

یہ فرمایا مجھے معلوم ہے' وہ نامسلماں تھا
میسّر ہو سکی اس کو نہ توفیقِ خداوندی
مگر اس بات سے انکار ہرگز نہیں ہوسکتا
اسی جان آفرینِ پاک کی مخلوق تھا وہ بھی

اسی کے رحم کے سائے میں اس نے پرورش پائی
اسی کے لطف سے اس نے بسر کی زندگی ساری
ہمارا اور اس کا ایک خالق' ایک آقا ہو
تو لازم تھا کہ اس سے کیجئے اظہارِ غم خواری

صحابہؓ محوِ حیرت ہوگئے یہ گفتگو سن کر!
نہ کیونکر دلنشیں ہوتا جوابِ پُر اثر ایسا
بجا لائے خدا کا شکر بے اندازہ یہ کہہ کر
زہے قسمت کہ ہم کو مل گیا ہے راہبر ایسا (۵)

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیشرو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے،
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
شمیمِ جانفزا لاتی ہے مکے اور مدینے سے (۶)

نظم کا آخری قطعہ لوگوں نے محروم کے نمونۂ نعت کے طور پر نقل کیا ہے (۷) پروفیسر خالد بزمی نے لکھا ہے۔ "ان کی نعت کا ایک اور شعر مجھے یہ مل سکا ہے:

ہے روحِ بشر اُس کے تجسّس میں ازل سے
جس حسن کے ہیں پردہ کُشا جامیؒ و عطارؒ (۸)

حواشی

(۱) عبدالقادر سروری' پروفیسر۔ جدید اردو شاعری۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۵۹ / اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۳۔ ص ۱۰۵

(۲) نظیر لودھیانوی۔ تذکرۂ شعرائے اردو۔ مطبوعہ لاہور۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۵۳۔ ص ۲۹۰

(۳) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۲۰

(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۲۵ (تلاش بسیار کا پتا نہیں' لیکن یہ وہی نظم "سیرتِ نبوی ﷺ کی ایک مثال" ہے جو فانی کی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر موجود ہے اور فانی کی کتاب ہی کے بل پر انہوں نے اپنا مضمون مرتب کیا ہے)

(۵) کتاب میں "رہبر" لکھا ہے جس سے مصرع بے وزن ہو جاتا ہے۔

(۶) فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۲۰'۲۱

(۷) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۱۷ / نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۰۰ / نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد دہم۔ ص ۵۶۶

(۸) شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۹۸۱۔ ص ۲۵۵

مخمور لکھنوی' برج ناتھ پرشاد

ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار "نورِ سخن" میں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

یہ ارضِ مدینہ ہے کہ فردوسِ بریں ہے
جو ذرہ ہے اس شہر کا' وہ مہرِ مُبیں ہے

کیا اس کا بگاڑیں گے زمانے کے حوادث
جس کی درِ سرکارِ دو عالم ﷺ پہ جبیں ہے

دیکھے تو کوئی گنبدِ خضرا کی تجلی
اک نور ہے جو فرش سے تا عرشِ بریں ہے

ہندو ہوں' بہت دور ہوں اسلام سے لیکن
مجھ کو بھی محمد ﷺ کی شفاعت پہ یقیں ہے

جس ذات کی مدحت میں کہی نعت ہے میں نے

مخمور وہی آج مرے دل میں مکیں ہے

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۰۳

مست کشمیری' دینا ناتھ

ان کے مجموعۂ کلام "فردوسِ خیال" میں مخمس کی صورت میں ان کی ایک نعت "ماہِ عرب ﷺ" کے نو بند ملتے ہیں۔ ہیئت کے لحاظ سے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہر بند کے پہلے تین مصرعے الگ ردیف قافیے میں اور آخری دو مصرعے الگ ردیف قافیے میں ہیں (۱) ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر بعنوان "نعت کے سائے میں" میں یہ نعت شامل کی گئی (۲)۔

پردۂ ظلمت سے چمکا ناگہاں اک ماہتاب
معرفت کے نور سے دل جس کا رشکِ آفتاب
فضلِ یزداں سے عرب میں آ گیا اک انقلاب
لائے پیغامِ بقا پیغمبرِ عرفاں اساس
رہبرِ کامل رہِ حق کے' رسولِ ﷺ حق شناس

ہو گئے دل پاک جوشِ بارشِ الہام سے
وحدتِ ملت بڑھی توحید کے پیغام سے
آشنا ہونے لگی خلقت خدا کے نام سے
ہوتے ہوتے دل منور خلق کے ہوتے گئے
ریگزاروں میں عرب کے' تخمِ حق بوتے گئے

دل جو تھے بیگانۂ عشق و محبت آج تک
تھیں جو نظریں ناشناسِ نورِ وحدت آج تک
سرد جن لوگوں کا تھا جذبِ اُخوت آج تک

اب انھیں احساسِ شانِ علّیِ قدرت ہو چکا
قلب ہر اک واقفِ رمزِ طریقت ہو چکا
جاگ اُٹھے دل' ضمیروں کو ملی رخشندگی
مُردنی مٹنے لگی' اب زندگی تھی زندگی
نور سے سینے منور' ذہن میں تابندگی

اب عرب کے دشت و صحرا گلشنِ فردوس تھے
جلوۂ توحید سے پُرنور کالے کوس تھے
روشنی ماہِ عرب ﷺ کی دور تک جانے لگی
رفتہ رفتہ اس سے اک دنیا ضیا پانے لگی
مسلکِ اسلام پر خلقت یقیں لانے لگی
امتیازِ حق و باطل کا ہُوا پیدا شعور
تیرگی دل کی مٹی' باطن میں چمکی شمعِ نور(۲)

حواشی

(۱) ستے کشمیری' دینا ناتھ۔ فردوسِ خیال۔ مطبوعہ نئی دہلی۔ پہلی بار جون ۱۹۷۷ء۔ ص ۲۱۱ - ۲۱۵
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۹۳ء۔ "نعت کے سائے میں"۔ ص ۳۳' ۳۴

مضطر' پربھو دیال

پنڈت پربھو دیال مضطر کی ایک نعت ماہنامہ "آئینہ" لاہور کے ایک شمارے میں نظر سے گزری (۱)۔ راقم السطور (راجا رشید محمود) نے یہ نعت "آئینہ" کے حوالے سے ماہنامہ "نعت" کے ایک شمارے "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم میں شامل کر دی (۲) یہی نعت ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کی کتاب میں چھپی ہے (۳)۔

ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے لکھا ہے "مضطر پربھو دیال کی وہ نعت جو ترکیب بند کی شکل میں ہے' خاصی وقعت کی چیز ہے۔ اس نعت میں ۱۳ بند ہیں۔ ہر بند میں دو اشعار کے بعد ایک ٹیپ کا مصرع آتا ہے"۔ اس تحریر کے بعد ڈاکٹر صاحب نے پربھو

دیال عاشق لکھنوی کے نعتیہ مخمس کا ایک بند درج کر دیا ہے (۴)۔

اس میں ڈاکٹر صاحب کا ایک کمال تو یہ ہے کہ انھوں نے پربھو دیال عاشق جالندھری کو پربھو دیال مضطر سمجھا ہے۔ دوسرا کمال ہے کہ مخمس کو ترکیب بند کہا ہے۔ تیسرا کمال یہ ہے کہ مخمس کے تیرہ الگ الگ مصرعوں کو ایک ہی خیال فرما کر لکھ دیا ہے کہ ہر بند میں دو اشعار کے بعد ایک ٹیپ کا مصرع آتا ہے۔ بہرحال' پربھو دیال مضطر کی جو واحد نعت ملتی ہے' اس کے ساتوں اشعار نذرِ قارئین ہیں:

اے ابرِ کرم بحرِ سخا احمدِ مختار ﷺ
دنیا کے عذابوں سے بچا' احمدِ مختار ﷺ
ہو شمسِ ضحیٰ' بدرِ دُجیٰ احمدِ مختار ﷺ
ہے تم سے دو عالم کی ضیا احمدِ مختار ﷺ
لَوْلَاکَ لَمَا شانِ شہا احمدِ مختار ﷺ
ہیں خضرِ ہُدیٰ نورِ خدا احمدِ مختار ﷺ
ہے تیرے لئے پردۂ کثرت کی نمائش
ہے تو ہی دو عالم کی رِدا احمدِ مختار ﷺ
والشمس ترے عارضِ پُرنور کی تابش
واللیل تری زلفِ دوتا احمدِ مختار ﷺ
ہو عرصۂ محشر میں مرا فاش نہ پردہ
لے دامنِ رحمت میں چھپا احمدِ مختار ﷺ
عصیاں کے تلاطم میں پھنسی ہے مری کشتی
للہ اسے پار لگا احمدِ مختار ﷺ

حواشی

(۱) آئینہ (ماہنامہ) لاہور۔ یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء۔ ص ۱۰
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم۔ ص ۴۷
(۳) طلحہ رضوی برق' ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ۱۹۷۴ء۔ ص ۸۷
(۴) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۵۵

مضطر لکھنوی، کنور سین

اصل نام کرپا دیال اور عرف کنور سین تھا۔ مصحفی کے شاگرد تھے۔ ولادت ۱۱۸۸ھ / ۷۵ - ۱۷۷۴ء اور وفات ۱۸۶۴ء / ۶۵ - ۱۲۸۱ھ سے قبل ہوئی۔ ان کا ایک طویل قصیدہ (۳۲۵- اشعار) "ریاضُ الشہدا" مطبع ثمر ہند میں ۱۲۹۱ھ میں چھپا۔ اس قصیدے کا ذکر شیفتہ نے "گلشنِ بے خار" میں کیا ہے۔ یہاں مضطر کے بارے میں لکھا ہے: "از عرصہ دوازدہ سال بہ علاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقاتِ بلند شہر است، بسر اوقات می سازد" (۱) علی جواد زیدی لکھتے ہیں کہ شیفتہ نے جو اسے "قصیدہ در واقعۂ کربلا نوشتہ" لکھا ہے اور ان سے استفادے کی صورت میں کریم الدین اور فیلن نے بھی یہی بات دُہرائی ہے، وہ درُست نہیں۔ اس قصیدہ رائیہ میں دراصل حضرت رسولِ مقبول ﷺ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور گیارہ اماموں کی شہادت اور امام مہدی کی غیبت کا بیان ہے (۲)۔

اس قصیدے کے چند نعتیہ اشعار دیکھئے:

پیغمبرِ آخر زماں، شاہنشہِ کون و مکاں ﷺ
سالارِ جیشِ مرسلاں، لمعانِ نورِ کردگار

پیغمبرِ اُمّی لقب، والا حَسَب، عالی نَسَب ﷺ
مہرِ عجم، ماہِ عرب، لا مثل، فردِ روزگار

وقتِ آخر، روحُ القدس، قدسیوں کے گروہ کے ساتھ حاضرِ خدمتِ رسول ﷺ ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:

اوّل سلام حق دیا، پھر عرض خدمت میں کیا
اے سر گروہِ انبیا، اے عاشقِ پروردگار ﷺ

ہے ذاتِ پاکِ کبریا، مشتاق کیا کیا وصل کی
فردوس کوثر میں گیا، کی منطفی دوزخ کی نار

جنت ہوئی پیراستہ، حوریں ہوئیں آراستہ
غلماں بخدمت خواستہ، خدمت کے ہیں اُمیدوار

تب بولے یہ حضرت نبی ﷺ، اس سے بھی شافی تر کوئی
مجھ کو خبر دو یا اخی! تا کم ہو میرا اضطرار

روح الامینؑ نے پھر کہا، کاے سیّدِ ہر دو سرا ﷺ
فرمائے ہے ربُّ العلیٰ، جب ہو گا محشر آشکار

آویں گے حاضر اجمعیں، از انبیا تا مرسلیں
اے رحمۃٌ للعالمیں ﷺ تم ہو گے سب کے تاجدار

فرمایا، کہیے یا اخی! اس سے بھی خوش مژدہ کوئی
حاصل ہو تا خورسندگی، اور برطرف خاطر کا بار

تب عقلِ کُل نے یوں کہا، وعدہ خدا نے ہے کیا
امت تری روزِ جزا، ہووے گی اوّل رُستگار

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بس، اب دل کی نکلی سب ہوَس
یہ مُژدہ سن نزعِ نفس ہرگز نہیں کچھ ناگوار

حواشی

(۱) شیفتہ۔ نواب مصطفیٰ خاں۔ گلشنِ بے خار۔ اُتر پردیش اکادمی، لکھنؤ (منشی نول کشور کے زیرِ اہتمام لکھنؤ سے ۱۸۷۳ء میں شائع شدہ نسخے کی عکسی نقل ہے)۔ ص ۱۸۱۔ یہی بات نساخ نے لکھی ہے اور غزل کا ایک شعر نمونے کے طور پر دیا ہے (نساخ، عبدالغفور۔ سخن شعرا۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ ۱۹۸۲۔ پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء کی عکسی نقل۔ ص ۳۲۵)

(۲) علی جواد زیدی۔ قصیدہ نگارانِ اُتر پردیش۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳۔ ص ۲۸۶

مغموم، باوا کرشن گوپال

۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ لاہور میں ایک عرصہ تک قیام رہا۔ بھارت کے مختلف شہروں میں رہے۔ ۱۹۷۳ء میں بھارتی حکومت کی ملازمت سے پنشن پانے کے بعد

امریکہ (نیو جرسی) میں اپنے بیٹوں کے پاس رہتے ہیں۔ مطبوعہ کُتُب میں بیداریٔ وطن، نقوشِ حسن، رباعیاتِ مغموم، بزمِ ماتم، آرزوؤں کے خواب، آرزوؤں کے جزیرے، نقوشِ جمال، جہاں نما اور جادۂ شوق ہیں (۱)۔

ان کا انٹرویو بطورِ نعت گو شاعر "اوج" کے نعت نمبر جلد اول میں اور ان کی نعت جلد دُوُم میں شائع ہوئی ہے۔ نعت کے ساتھ ان کا تخلص "مغموم" اور مقطع میں "مغموم" چھپا ہے (۲)۔

چند منتخب شعر یہ ہیں:

نعت کہنے کی جہاں دل میں تمنّا دیکھی
وہیں جذبات میں تحریک بھی پیدا دیکھی

تجھے دیکھا جو تصوّر میں نبیؐ اکرم ﷺ
تیرے جلووں سے تجلی برقِ تجلّا دیکھی

گُل و گلزار میں ہے تیری ہی زلفوں کی مہک
ذرّے ذرّے میں ترے حُسن کی دنیا دیکھی

یوسفؑ و عیسیٰؑ و موسیٰؑ بھی نہ تھے تیری نظیر
تجھ سے بڑھ کر نہ کوئی ہستیٔ رعنا دیکھی

انبیا آئے، ولی آئے، پیمبر آئے
ان میں اک ذات تری برتر و بالا دیکھی

تو نے انسان کی تعلیم سکھائی ہم کو
قدر انسان کی اک تجھ سے دوبالا دیکھی

آج جس قسم کے ہنگامے ہیں دنیا میں بپا
تیری تعلیم ہی ان سب کا مُداوا دیکھی

تیری تعظیم ہے، تکریم ہے بر رُوئے زمیں
تیری توقیر سرِ عرش معلی دیکھی

حواشی

(۱) "اوج"۔ نعت نمبر۔ جلد اول۔ ص ۳۱۷
(۲) "اوج"۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۳

مکھّن، بہاری لال

نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب میں "درود" ردیف کی نعت کا مطلع اور مقطع (یا صرف یہی دو شعر) ہیں جن کے خالق کا نام "بہاری لال مکھّن" تحریر ہے۔ شعر جیسے بھی ہیں، نذرِ قارئین ہیں:

حق سے نازل مصطفیٰ ﷺ پر ہے درود
بعد از خود، مرتضیٰؓ پر ہے درود
مکھن اور ہفتاد و دو تن ہیں یقیں
ان اصحاب سر فدا پر ہے درود

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۰۵

مکھّن لال، راجا

مہاراجا چندو لال (حیدر آباد) کی جانب سے عرض بیگی تھے اور اسی حیثیت سے راجا کا خطاب ملا (۱)۔ ۱۲۴۰ھ میں عمر خیام کی رباعیات کا منظوم ترجمہ رباعیات میں کیا (۲) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے ۱۲۴۰ھ کے ساتھ شمسی سن نکالنے کی سعی میں ۱۸۲۲ لکھ دیا ہے حالانکہ ۱۲۴۰ھ تو جنوری ۱۸۲۴ میں شروع ہوا تھا (۳)۔

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے لکھا ہے کہ "مکھّن لال کا قلمی دیوان کتب خانہ آصفیہ، حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ اس مجموعے میں نعت زیادہ ہے۔ فارسی اور اردو، دونوں میں نعتیہ اشعار ہیں۔ حصہ اول ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۴ مسدس (۱۷ + ۱۸ + ۲۹ + ۳۰ بند)۔ تیسرے مسدس کے ابتدائی ۱۴ بند غائب ہیں۔ سولہویں بند میں

صرف آخری مصرع درج ہے۔ ان کے علاوہ ایک مثمن اور ایک نعتیہ تضمین ہے۔ اردو کی نہ تو کوئی نعتیہ غزل ہے اور نہ رباعی۔ حصہ دوم کے ۵۲ صفحات ہیں جن میں زیادہ تر کلام فارسی میں ہے (۴) یہی معلومات ڈاکٹر اسماعیل آزاد نے اس طرح نقل کی ہیں، جیسے خود انہی کی تحقیق ہو، ---- اور حوالہ دینا تو اس لئے نامناسب سمجھا جاتا ہے کہ اس طرح کسی کا کیا ہوا کام اپنے کھاتے میں پڑ جائے۔ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد نے شعر بھی وہی دیئے ہیں جو رفیع الدین اشفاق نے دیئے ہیں لیکن ان کی ترتیب بدل دی ہے۔

ان کے دو مُسدّسوں کا ایک ایک بند ملاحظہ فرمایئے:

نہیں مجھ پہ فراغت تاکہ میں پنچوں مدینے کو(۵)
رکھوں آنکھوں کے خاتم بیچ اس نوری نگینے کو(۶)
نپٹ اس آرزو میں تلخ میں سمجھا ہوں جینے کو
جو حاصل ہووے مطلب، تم بتاؤ اس قرینے کو
نہ باشد غیرِ تو دیگر پناہم یا رسولَ اللہ ﷺ
بکُن لطف و کرم بر اشک و آہم یا رسولَ اللہ ﷺ

کیا نبی ﷺ اور کیا نبوت کی معلّٰی شان ہے
جس کی صورت سے ہویدا صورتِ رحمان ہے
ذات جن کی دو جہاں میں منبعِ احسان ہے
مدح میں ان کی مقصّر طاقتِ انسان ہے
یا رسولَ اللہ ﷺ! تم پہ جان و دل قربان ہے
یاد تیری دل میں میرے ہر گھڑی ہر آن ہے(۸)

حواشی

(۱) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۳ (بحوالہ دکن میں اردو از نصیر الدین ہاشمی۔ ص ۵۵۶)
(۲) رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۲۴۳
(۳) ضیاء الدین لاہوری۔ جوہر تقویم۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۰۴
(۴) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۲۴۳
(۵) ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کی کتاب میں عام طور سے صحتِ لفظی کا خیال رکھا گیا ہے لیکن اس

مصرع میں "پنچوں" میں نون غنہ نہیں لکھا گیا۔
(۶) "بیچ" کو نور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب میں "پیچ" لکھا ہے جو غلط ہے۔
(۷) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۲۴۴ (بحوالہ دیوانِ کمسن، ص ۴، ۵) / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۶ / نورِ سخن۔ ص ۲۰۶
(۸) اردو میں نعتیہ شاعری۔ ص ۲۴۶ / نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ اول۔ ص ۳۰ / اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۵

مُلّاؔ، (جسٹس) پنڈت آنند نرائن

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں غیر مسلموں کی نعت گوئی کے بارے میں لکھا کہ "اردو کے غیر مسلم شعرا" میں خصوصیت کے ساتھ، ہر دور میں چند نعت گو شعرا نظر آتے ہیں جنہوں نے کچھ تو رسم شاعری کے طور پر اور کچھ نے گہری عقیدت کے ساتھ نعتیں لکھی ہیں۔ ناانصافی ہو گی، اگر میں ان ہندو شعرا کا نمونۂ کلام بھی نہ پیش کرتا چلوں۔ گزشتہ اوراق میں بھی نرائن شفیقؔ و صاحبِ دکنی، پنڈت دیا شنکر نسیمؔ، عزت سنگھ عیشؔ دہلوی اور مُنشی درلال شگفتہؔ لکھنوی کا نام آچکا ہے، (اور صرف نام ہی آیا ہے ---- محوی) اس دور کے چند نام اور بھی خاصی شہرت کے مالک ہیں مثلاً آنجہانی تلوک چند محرومؔ، آنند نرائن مُلّاؔ، جگن ناتھ آزادؔ، نریش کمار شادؔ، جوشؔ ملسیانی، رانا بھگوان داس بھگوانؔ، پنڈت رگھوندر راؤ جذبؔ اور پنڈت پربھو دیال مضطرؔ وغیرہ(۱)۔

اس کے بعد ڈاکٹر برق نے رانا بھگوان داس، جگن ناتھ آزادؔ، جذبؔ، مضطرؔ، سرکشن پرشاد شادؔ حیدر آبادی اور دتا تریہ کیفیؔ کا نمونۂ نعت دیا ہے اور کالکا پرشاد، دِلّو رام کوثریؔ، شیو پرشاد وہبیؔ، دُرگا سہائے سرورؔ، راجندر بہادر موجؔ، رگھو ناتھ خلیبؔ سرحدی، سوم ناتھ سومؔ سورنڈوی اور سکھدیو پرشاد بسملؔ الٰہ آبادی کے نام دیئے ہیں (۲)۔

ممکن ہے، ڈاکٹر برق نے کہیں آنند نرائن مُلّاؔ کی کوئی نعت دیکھی یا سنی ہو، میری

فرشتوں کو ہے انتظارِ محمد ﷺ

تیرے کام اور تیری باتیں
اہلِ جہاں کو درسِ عظیم
تو خوش ہے تو خالق خوش ہے
اے محبوبِ ربِّ دو عالم ﷺ

انسانوں میں سب سے بڑھ کر آپ محمد ﷺ
دھرتی پہ، آکاش کے اوپر آپ محمد ﷺ
طوفانوں میں موج کے رہبر آپ محمد ﷺ
کام آتے ہیں وقت کے اوپر آپ محمد ﷺ

کرتا ہے محمد ﷺ کا جو ذکرِ مسعود
ہوتا ہے میسّر اسے دُرِّ مقصود
ہر محفلِ میلاد و نعت گوئی میں موجؔ
لازم ہے کہ ہو رحمتِ باری کا درود(۹)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ عارف پبلشنگ ہاؤس، لائل پور (اب فیصل آباد)۔ س ن۔ ص ۳۳
(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۷۰
(۳) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۳، ۲۹، ۱۱۷، ۱۲۱
(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۱۵
(۵) آزاد فتحپوری، ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد اول۔ ص ۳۴۸، ۳۴۹
(۶) الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۰۱ھ۔ ص ۱۳۵۷ (جلد دوم)
(۷) اوج (مجلّہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور) نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۶۸۷ تا ۷۰۳ / خادم سہروردی، عبدالمجید (مرتب) ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ مسلمان کمپنی، لاہور۔ س ن
(۸) یہ نظم ماہنامہ "نعت" لاہور کے مارچ ۱۹۹۲ کے شمارے بعنوان "نعت کے سائے میں" میں چھپی (ص ۴۰، ۴۱) / موجیں۔ ص ۴۷ تا ۵۰
(۹) موجؔ فتح گڑھی، راجیندر بہادر۔ موجیں۔ مطبوعہ فتح گڑھ (یوپی)۔ ۱۹۸۳۔ ص ۲۵ تا ۲۶

نظر سے ان کی کوئی نعت نہیں گزری۔

حواشی

(۱) طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۸۴
(۲) ایضاً۔ ص ۸۵ تا ۸۸

ملکھی رام لاہوری، لالہ

پنجابی کے مشہور شاعر تھے۔ باپ کا نام گلاب مل کھتری تھا۔ ۱۸۸۳ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۶ میں بھائی لاہورا سنگھ کے شاگرد بنے۔ ان کے آٹھ لڑکے پیدا ہوئے مگر کم سنی ہی میں وفات پا گئے۔ باغ منشی لدّھا، بیرون ٹکسالی گیٹ، لاہور کے جوار میں مشاعروں میں پڑھا کرتے تھے۔ برکت علی محمڈن ہال، بیرون موچی دروازہ لاہور کے نعتیہ مشاعروں میں بھی پڑھتے تھے۔ مؤرخِ لاہور، محمد دین کلیم نے اپنے ایک مضمون میں بابو صدیق الحسن ولد بابو غلام محمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ برکت علی ہال میں انہوں نے ایک نعت پڑھی جس کا آخری مصرع یہ تھا:

ملکھی چدوں دا کلمہ شریف پڑھیا، بُھل گئیاں کہانیاں حرام دیاں

جب ان کا قصہ ہیر، گراموفون پر پڑھا جاتا تو لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے اور انارکلی سے گزرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ دھوتی اور صدری ان کا لباس تھا۔ ۱۹۴۰ تک زندہ تھے۔ مولانا عبداللہ قریشی بتاتے ہیں کہ کناری بازار کے کونے پر ٹوپیاں والی گلی میں واقع ایک قدیم کنوئیں کے ساتھ ایک تھڑا ان کی نشست گاہ تھا جہاں اپنا کلام سنایا کرتے تھے۔(۱)

ان کا "معجزہ ہیر" سیٹھ آدم جی عبداللہ، نولکھا بازار، لاہور نے بھی اور جے ایس سنت سنگھ لاہور نے بھی چھاپا (صفحات ۸) ان کے دو اور کتابچے پاک رسول ﷺ، اور نعتِ رسول ﷺ جے ایس سنت سنگھ نے شائع کیے (صفحات ۲۱، ۲۴)
ان کے "باراں ماہ" کا چیت کا ٹکڑا محمد دین کلیم نے اپنے مضمون میں نقل کیا ہے:

چیتر - چند نبی ﷺ دی صورت چل کے درشن پایئے نی

سوہنے شہر مدینے اندر خوشیاں عید منایئے نی
روضے پاک مبارک اُتوں صدقے صدقے جایئے نی
مکھیؔ منتاں کر کر اوہدیاں باقی عمر لنگھایئے نی

حاشیہ

استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۱۱ مئی تا ۱۷ مئی ۱۹۸۲۔ ص ۲۳ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا"۔ دوسری قسط۔ از محمد دین کلیم)۔ ـــ اور ' راقم الحروف کی یادداشت

منشیؔ 'مُول چند

تذکرہ "سخن شعرا" میں ہے۔ "منشیؔ تخلص ' مولچند کائتھ دہلوی۔ شاگرد نصیؔر دہلوی۔ ۱۸۳۲ میں انتقال کیا۔ ان کا شاہنامۂ اردو نظم نظر سے گزرا" (۱) "طبقاتِ شعرائے ہند" میں منشیؔ مولچند کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ "منشیؔ تخلص مُول چند کا ہے جو نصیؔر کے شاگردوں میں ہے۔ وہ کائتھ تھا۔ اس نے شاہ نامہ اردو زبان میں لکھا ہے۔ دِلّی کا رہنے والا ہے" (۲)۔

ڈاکٹر گیان چند نے منشیؔ کے "شاہنامۂ اردو" کا تفصیلی ذکر کیا ہے جس کا تاریخی نام "قصۂ خسروانِ عجم" ہے۔ اس نظم میں نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ گیان چند لکھتے ہیں۔ "ابتدا میں حمد ' مناجات ' نعت اور تعریفِ صحابیات (۳) ہے۔ ایک ہندو شاعر کا نعت لکھنا قطعاً" موجبِ حیرت نہیں کیونکہ یہ روایت کی پابندی کا نتیجہ تھی۔ بیشتر ہندو مثنوی نگاروں نے نعت و منقبت وغیرہ لکھیں" (۴)۔

مثنوی میں تو یہ روایت ہو سکتی ہے ' جن ہندوؤں نے نعتیہ غزلیں ' نعتیہ مسدس ' نعتیہ مخمس لکھے ہیں ' انہوں نے کس روایت کی پابندی کی ہے؟

بہر حال ـــ ڈاکٹر گیان چند نے ان کی ایک اور مثنوی ہیر رانجھا کے آغاز میں بھی حمد و نعت کے اشعار کا ذکر کیا ہے (۵)۔

نمونۂ نعت دستیاب نہیں ہوا۔

حواشی

(۱) نساخ ' عبدالغفور۔ سخنِ شعرا۔ پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) کا عکس ' اُتر پردیش اردو اکادمی ' لکھنؤ نے ۱۹۸۲ میں شائع کیا۔ ص ۴۶۳ (ڈاکٹر گیان چند نے ۱۸۳۲ کے مطابق ۱۲۴۸ھ لکھا ہے ' کندن لال کندن نے ۱۲۴۰ھ۔ کندن لال کندن کی تاریخ غلط ہے (جوہرِ تقویم۔ ص ۲۰۴ ' ۲۰۵)

(۲) کریم الدین۔ طبقاتِ شعرائے ہند۔ اُتر پردیش اردو اکادمی ' لکھنؤ۔ ۱۹۸۳ (۱۸۴۷ کے ایڈیشن کا عکس)۔ ص ۳۸۹

(۳) لفظ "صحابہ" ہونا چاہیے۔ صحابہ ہی کی تعریف میں شعر کہے گئے ہوں گے۔

(۴) گیان چند ' ڈاکٹر۔ اردو مثنوی شمالی ہند میں۔ جلد دوم۔ انجمن ترقیِ اردو ہند ' نئی دہلی۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۹۸۷۔ ص ۱۰ (کندن لال کندن نے بھی مثنوی "شاہنامۂ اردو" میں حمد ' نعت و مناجات کا ذکر کیا ہے۔ جنوبی و شمالی ہند کی تاریخی مثنویاں (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)۔ مطبوعہ دہلی۔ ۱۹۹۱۔ ص ۱۸۵)

(۵) اردو مثنوی شمالی ہند۔ جلد دُوُم۔ ص ۱۳

منظؔر بدایونی ' چھوٹے لال گپتا

ان کا ایک نعتیہ مطلع "نورِ سخن" میں شائع کیا گیا ہے:

میں سارے جہاں کے الم چاہتا ہوں
محمد ﷺ کا لیکن کرم چاہتا ہوں (۱)

شمس بدایونی کی کتاب "شعرائے بدایوں ' دربارِ رسول ﷺ میں" میں پنڈت دھرم نرائن حضرتؔ کے دو نعتیہ اشعار تو موجود ہیں ' منظؔر بدایونی کا کوئی ذکر نہیں (۲)۔ خدا جانے مندرجہ بالا مطلعے کا ماخذ کیا ہے!

حواشی

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۰۸

(۲) شمس بدایونی۔ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں۔ مطبوعہ بدایوں۔ ب۔ ' دل۔ ۱۹۸۸

منوّؔر لکھنوی ' بشیشور پرشاد

علی جواد زیدی نے ان کی ولادت کی تاریخ ۸ جولائی ۱۸۹۷ ' اور وفات کی تاریخ

۲۲ مئی ۱۹۷۰ء لکھی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اپنے منظوم تراجم کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ استادی کے مرتبے پر فائز تھے اور کئی اچھے شاگرد ان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ قصیدے نعت و منقبت میں 'تمام لوازمِ قصیدہ گوئی کے ساتھ نظم کئے ہیں (۱)۔

پروفیسر سیّد یونس شاہ لکھتے ہیں کہ عربی' فارسی اور اردو کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ سنسکرت اور انگریزی زبانوں سے بھی روشناس تھے۔ محکمہ ریلوے میں ملازمت کے بعد پنشن پائی (۲)۔

بنیادی طور پر فانی مراد آبادی نے یہ معلومات اپنی مرتّب کردہ کتاب میں دیں۔ فانی کے مطابق ۱۹۴۳ء میں ان کی عمر ۶۸ سال تھی۔ ان کی تصانیف میں کائناتِ دل' سوزِ وطن' جگرہائے لختِ لخت' ریزۂ گل' تاثراتِ منوّر' نوائے نو' ادائے نو' ضیائے نو' عطائے نو' بنائے نو' زعفران زار کے نام فانی نے لکھے ہیں (۳)۔

منوّر لکھنوی ثم دہلوی کا ایک نعتیہ مسدس اور ایک نعتیہ غزل ملتی ہے۔ دونوں کا نمونہ دیکھئے:

بانیٔ اسلام اے خورشیدِ تابانِ عرب
اے محمد مصطفیٰ ﷺ جانِ عرب' شانِ عرب
علَمِ اقدس میں پھلا پھولا گلستانِ عرب(۴)
جگمگایا نورِ وحدت سے بیابانِ عرب
آپؐ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر
اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

اپنے مسلک کے محافظ' اپنی اُمّت کے کفیل
سینہ ر شقاف کی خاکِ مدینہ ہے دلیل
آپ ﷺ نے کر دی نجاتِ روح کی پیدا سبیل
حشر میں اہلِ صفا کے آپ ﷺ ہی ہوں گے وکیل
لاکھ کعبے ضوفشاں تھے دیدۂ پُرنور میں
روشنی پیدا نہ تھی ایسی چراغِ طور میں

آپ ﷺ پر نازل خدائے پاک نے قرآں کیا
سُرمۂ توحید سے وا دیدۂ عرفاں کیا
آشکارا زندگی کا جوہرِ پنہاں کیا
پیکرِ اقدس کو رشکِ کعبۂ ایماں کیا
جو نہ سمجھیں آپ ﷺ کا رتبہ' وہ اہلِ دل نہیں
اور کوئی جادۂ تسلیم کی منزل نہیں(۵)

منوّر لکھنوی کی جو نعت ملتی ہے' اس کے چند شعر درج ذیل ہیں:

اسی سے ہے لقبِ پاک سرورِ کونین ﷺ
یہ عرش و فرش' یہ کل کائنات آپ ﷺ کی ہے
ہے مرتبہ اسے دارالسلام کا حاصل
شریکِ دل نگہِ التفات آپ ﷺ کی ہے
عرب کو جس نے بنایا جوابِ صد فردوس
بس ایک ذاتِ ستودہ صفات آپ ﷺ کی ہے
ہے کون' شیخِ معظم(۶) کی جو کرے تردید
خدا کے بعد اگر ہے تو ذات آپ ﷺ کی ہے(۷)

جعفر حسین خاں جونپوری نے "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" میں منوّر لکھنوی کے مناقبِ اہلِ بیت میں کہے گئے شعر نقل کئے ہیں اور پروفیسر شفقت رضوی نے ان کے حمدیہ شعر اپنے مضمون میں اکٹھے کئے ہیں (۸)۔

حواشی

(۱) علی جواد زیدی۔ قصیدہ نگارانِ اُتر پردیش۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء۔ ص ۲۹۸ (پروفیسر شفقت رضوی نے سن پیدائش ۱۸۹۸ لکھا ہے۔ والد کا نام دوارکا پرشاد افق بتایا ہے۔ سہ ماہی اردو کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۷۲)

(۲) تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۲۰۷

(۳) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۸

(۴) نور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب "نورِ سخن" میں "علَمِ اقدس" کو "علَمِ مقدس" لکھا ہے۔ اسی

طرح مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔

(۵) نور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب میں اس مسدس کے چار بند ہیں (ص ۷۸، ۷۹) / "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" مرتبہ ممتاز حسن میں بھی چار بند ہیں (ص ۲۴۳، ۲۴۴) / "نورِ سخن" میں گیارہ بند ہیں (ص ۲۰۹ تا ۲۱۴) جن میں سے کئی نعتیہ نہیں، اسلام اور مسلمانوں کے حالِ زار پر ہیں / ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم میں چھ بند ہیں جن میں کسی نہ کسی طرح سرکار ﷺ کا ذکر موجود ہے (جون ۱۹۸۹۔ ص ۳۷)

(۶) شیخ سعدی کا مشہور مصرع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" مراد ہے۔

(۷) ماہنامہ "فاران" کراچی کے سیرت نمبر ۱۹۵۶ میں اس نعت کے آٹھ اشعار ہیں (ص ۱۸۸) / فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں بارہ اشعار ہیں (ص ۹۵) / تذکرۂ نعت گویانِ اردو، جلد دوم میں تین اشعار دیے گئے ہیں (ص ۱۷۳) / ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں چار اشعار ہیں (اگست ۱۹۸۸۔ ص ۳۲)

(۸) اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا دسمبر ۱۹۸۴۔ ص ۴۷

موج فتح گڑھی، راجندر بہادر

حافظ محمد ایوب فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" کے پیش لفظ میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخ لکھی ہے، لازماً یہ کتاب اس تاریخ کے بعد چھپی ہوگی۔ فانی نے کتاب میں موج کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کہیں ۱۹۲۲ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ فتح گڑھ ضلع فرخ آباد (یوپی) میں مقیم تھے، فرخ آباد میں وکالت کرتے تھے۔ دو کتابیں طوفاں (۱۹۵۴) اور موج و ساحل (۱۹۵۸) شائع ہوئیں (۱) خالد بزمی نے لکھا ہے کہ ترقی کرتے کرتے ڈپٹی ایڈووکیٹ جنرل ہو گئے (۲)۔

فانی مراد آبادی نے ان کی چار نعتیں شامل کتاب کی ہیں (۳) ان میں سے معراجیہ نعت کے گیارہ میں سے ۹ شعر، صفحہ ۱۱۷ کی نعت کے آٹھ میں سے تین اور صفحہ ۳۱ کی نعت کے سات میں سے تین اشعار پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون میں نقل کیے جبکہ صفحہ ۳۳ والی نعت کے ۹ میں سے ۵ شعر نور احمد میرٹھی نے اپنی کتاب میں دیے

(۴)۔ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری نے صفحہ ۱۱۷ والی نعت کے تین شعر نقل کیے ہیں (۵)۔ "خورشید" کے نعت نمبر میں ان کی صفحہ ۱۱۷ والی نعت کے آٹھوں اشعار درج ہیں (۶)۔ "اوج" کے نعت نمبر اور خادم سوہدروی کی کتاب میں ان کی کوئی نعت شامل نہیں (۷)۔

پاکستان کے رہنے والوں کے تو انڈیا کے باسیوں سے رابطے نہیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وہاں کی چھپی ہوئی کتابیں بھی یہاں دستیاب نہیں ہوتیں لیکن تعجب تو ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری پر ہے جنہوں نے اپنی کتاب "اردو شاعری میں نعت" (دو جلدیں) میں ذرا تردّد نہیں کیا۔ ورنہ انہیں ۱۹۸۴ میں فتح گڑھ یوپی سے چھپا ہوا موج کا مجموعۂ کلام "موجیں" مل سکتا تھا، اور وہ فانی مراد آبادی کی کتاب میں سے تین اشعار نقل کرنے پر اکتفا نہ کرتے۔

"موجیں" میں ایک نظم (جو دراصل واقعۂ سیرت ہے) بصورتِ مثنوی موجود ہے (۸) ان کے علاوہ ۱۳ نعتیں بھی شامل کتاب ہیں۔ اس میں فانی مراد آبادی کی کتاب میں شامل (صفحہ ۳۳ والی) نعت نہیں ہے جس کے دو اشعار یہ ہیں:

ابتدا تم ہو، انتہا تم ہو
عقل حیران ہے کہ کیا تم ہو
صرف نظروں سے پردہ داری ہے
ورنہ ہر شے سے رونما تم ہو

"موجیں" میں شامل نعتوں کے کچھ اشعار دیکھیے:

خالق نے سنوارا ہے ہر کام محمد ﷺ کا
گرتوں کا سہارا ہے اک نام محمد ﷺ کا
ہر مذہب و ملت پر یکساں ہے کرم جاری
ممنون نہیں تنہا اسلام محمد ﷺ کا
اوہام کی ظلمت میں اک شمع ہدایت ہے
بھٹکی ہوئی دنیا کو پیغام محمد ﷺ کا
تصویر حقیقت ہے، اک درسِ محبت ہے

ہر بات محمدؐ کی، ہر کام محمد ﷺ کا

رہ حق میں مثالِ شمع قرآنِ محمد ﷺ ہے
یہی سب سے بڑا دنیا پہ احسانِ محمد ﷺ ہے
یقیں اللہ پر، اللہ کے بندوں سے ہمدردی
یہ مشرب ہے محمدؐ کا، یہ ایمانِ محمد ﷺ ہے
فقط اک کالی کملی اور لباسِ دلقِ پارینہ
یہ پوشاکِ محمدؐ ہے، یہ سامانِ محمد ﷺ ہے

امینِ رازِ حق، حق بیں، حقیقت۔ آشنا تم ہو
شہِ دیں، شاہِ موجودات، فخر الانبیا تم ہو
نبی پیغمبرِ دنیا، نبی ہو شافعِ محشر ﷺ
کہ ہر موقع پہ کام آتے ہو تم، کیا جانے کیا تم ہو
سفینہ موج کا لرزاں ہے طوفانِ معاصی میں
مگر کیا خوف لہروں کا، جب اس کے ناخدا تم ہو

دیکھ کر عرش پہ محبوبِ خدا ﷺ کی آمد
رک گئی گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات
قابلِ فخر ہے یہ رات کہ اک ابنِ بشر
بن گیا رازِ الٰہی کا امیں آج کی رات
مذہب و قوم سے محدود نہیں فیضِ رسول ﷺ
جھک گئی سارے زمانے کی جبیں آج کی رات

خیر البشر ﷺ کا عرش پہ آج انتظار ہے
ٹھہری ہوئی سی گردشِ لیل و نہار ہے
انگلی کے اک اشارے سے شق القمر ہوا
اک بندۂ خدا کو بھی کیا اختیار ہے
ہر دم ہے موجِ بارشِ انوار و رنگ۔ و بو

محبوبِ رب ﷺ کی جس جگہ جائے قرار ہے

فلک پہ آمدِ محبوبِ حق ﷺ ہے
ادب سے منتظر کروبیاں ہیں
ہے سدرہ سے زمیں تک نورِ باری
یہ استقبال کی تیاریاں ہیں
نہیں اسلام ہی ممنون تنہا
عقیدت کیش سب اہلِ جہاں ہیں

عیاں لولاک سے ہے منزلت محبوبِ داور ﷺ کی
ہوئی شق القمر سے رونما۔ عظمت پیمبر ﷺ کی
خدا کے روبرو جا کر محمد ﷺ لوٹ تک آئے
تھا بستر گرم اور کنڈی رہی ہلتی ہوئی در کی
خدا کے ذکر میں ذکرِ محمد ﷺ آ ہی جائے گا
جدا کب مہر سے ہے روشنی مہرِ منور کی

نرالی ہے دنیا میں شانِ محمد ﷺ
بیانِ خدا ہے بیانِ محمد ﷺ
تھا معراج کا ایک حیلہ، وگرنہ
خدا کو بڑھانا تھی شانِ محمد ﷺ

درِ یتیم ہے تمہاری زندگی
گم رہوں کے رہنما، تم پہ سلام
تم سے بیعت، بیعتِ اللہ ہے
حاملِ سرِ خدا تم پہ سلام

معصیت کے لمحات میں زندگی کے
علاوہ خدا اور محمد ﷺ کے، کیا ہے

فلک پہ ہے آمد حبیبِ۔ خدا ﷺ کی

نازؔ ما نکپوری، چرن سرن

چرن سرن نازؔ ما نکپوری کے والد کا نام شری شاردا پرساد ہے۔ آبائی وطن ما نکپور ضلع پرتاپ گڑھ (یوپی) ہے۔ اب جونپور میں رہتے ہیں(۱) اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔ "میرے والد صاحب مذہبی اور صُوفی منش تھے۔ ساتھ ہی ساتھ بہت آزاد خیال بھی تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت سے مجھ میں مختلف مذاہب کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ میری والدہ مذہبی رواداری اور بے تعصّبی میں میرے والد صاحب سے بھی آگے تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا مذہبی تعصّب کو صرف اپنائے ہی نہیں بلکہ اس سے بالاتر ہو کر ایک دین کی ابتدا کرے جس میں انسان انسان برابر ہوں"۔(۲)

"رہبرِ اعظم ﷺ" شاعر کی ایک طویل نظم ہے جو ۱۹۶۵ سے ۱۹۸۱ تک کے دوران میں لکھی گئی۔ اس میں ایک سو پانچ بند ہیں (یعنی چھ سو تیس اشعار) ہر بند چھ شعروں پر مشتمل ہے۔ نظم میں سیرت النبی ﷺ کے بہت سے واقعات کو نظم کیا گیا ہے اور ان واقعات سے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

نظم کے آغاز میں تین شعر "پیغمبرِ اسلام ﷺ" کے عنوان سے شائع کیے گئے ہیں:

آیا لباسِ نور میں پیغمبرِ خدا ﷺ
ذرّوں پہ جا کے برسی جو اس نور کی ضیا
ہر ذرہ آفتاب کی مانند ہو گیا
کہتے ہیں، اس کے جسم کا سایہ کہیں نہ تھا
جلوہ جلال و نور کا یوں بے نقاب تھا
جو عکس آفتاب تھا، وہ آفتاب تھا (۳)

کتاب میں حجرا سود کی تنصیب کا واقعہ سات بندوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا

ہے اور اس میں آقا حضور ﷺ کی اس صفتِ مبارکہ کو کہ وہ لڑائی جھگڑے کو مٹانا چاہتے تھے، مُکمل کر بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں کہا گیا۔

امن و اماں کی راہ بھی ہموار آخر ہو گئی
پتّھر یہی اس پل نشانِ راہِ منزل ہو گیا
وہ بال آخر دُھل گیا جو پڑ گیا تھا بال سا
یوں صاف سعیٔ امن سے آئینۂ دل ہو گیا

حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ جس طرح قبل اعلانِ نبوت لوگوں کی مدد فرماتے تھے، معاشرے کے سکون و استحکام اور انسانوں کی بہبود کے لیے جیسے کام انجام دیتے تھے، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نازؔ ما نکپوری لکھتے ہیں۔

سب کا امیں بن کر رہا، سب کا یقیں بن کر جیا
سینہ سپر سب کے لیے میدان در میداں رہا
سب کی نگاہوں میں رہا، ہر طرح سے پاکیزہ تر
سب کے لیے وجہِ سکوں، تسکینِ قلب و جاں رہا

تبلیغ اسلام کے حوالے سے تعلیمِ مُساوات و اخوت اور گفتار و کردار کی ہم آہنگی کے ذریعے تلقین کا ذکر یوں کرتے ہیں:

درسِ مُساوات و اُخُوّت عام کرتے ہر طرف
دیوارِ تفریق و عناد و دشمنی ڈھاتے گئے
کہتے تھے جو کرتے تھے وہ، اپنے عمل سے غیر کو
چلتے ہیں سیدھی راہ پہ کیسے، یہ سمجھاتے گئے

نازؔ نے تین بند میں شعبِ ابی طالبؓ اور اس کے اثرات کا ذکر کیا ہے، مسلمانوں پر مکّہ میں جو ظلم ڈھائے گئے، ان کا پوری دردمندی سے تذکرہ کرتے ہوئے ہجرت کی بات کی ہے:

اس کے لیے گردِ سفر لائی پیامِ جاں فزا
ارضِ مدینہ کی ہوئی اس کے لیے آغوش وا

مدینۂ کریمہ میں جس طرح سرکارِ والا تبار ﷺ نے حکومت کی نیو ڈالی' اس کی طرف اشارہ دیکھئے:

قائم حکومت اس نے کی اللہ کے اعجاز سے
آئینِ نو نافذ کیا اس نے نئے انداز سے

اُخوتِ اسلامی کے عملی مظاہرے کا اثر یہ ہوا کہ

ہر سمت سے جتھے پہ جتھا خیر مقدم کو بڑھا
انصار سے مل کر مہاجر بھائی بھائی بن گئے
حیران و ششدر رہ گئے وہ سب' جو دشمن اب بھی تھے
اس طرح سے مل جل کے سب مفرد اکائی بن گئے

پھر شاعر نے تعلیماتِ نبوی ﷺ کو بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ مثلاً

مومن ہو تم' مومن رہو' پاکیزگی پیدا کرو
اعمال میں تقدیسِ ذوقِ بندگی پیدا کرو

پاؤں کو پھیلاؤ' مگر چادر کی وسعت دیکھ کر
سر پر اٹھاؤ بوجھ لیکن سر کی قوت دیکھ کر

غصے پہ قابو ہے جسے' اور جو ہمہ ایثار ہے
ہر اک جہادِ زیست میں وہ غازیٔ کردار ہے

جس نے کیا ہے قتلِ ناحق ایک بھی انسان کا
وہ صرف مجرم ہی نہیں' دشمن ہے وہ ایمان کا

بوڑھوں کی بھی عزت کرو' بچوں پہ بھی شفقت کرو
سر خم اطاعت میں کرو' ماں باپ کی خدمت کرو

بدر و اُحد کے معرکوں کے نتیجے کے طور پر کیا ہوا' ناز کہتے ہیں:

ہر گام پر' ہر موڑ پر امن و اماں کی بات تھی
رحمت نشاں ہر صبح تھی' عنبر فشاں ہر رات تھی

پھر فتح مندیوں کا اور اس فتح و ظفر کے نتیجے میں جس طرح اسلامیوں کا حوصلہ بڑھا

اور کفارِ مکہ کو سرنگوں ہونا پڑا'------ اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

خیبر سے مکے تک رہا یوں مرحلہ در مرحلہ
جاری رہا پیہم یونہی فتح و ظفر کا سلسلہ
ہر گام پر رسوا حریفوں کی سیاست ہو گئی
جس سے کہ بڑھتا ہی گیا مردانِ حق کا ولولہ

فتح مکہ میں جس طرح ہمارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا نے اعلان "لا تثریب" کیا' اس کا منظر دیکھئے:

حکمِ نبی ﷺ سے خم ہوئے نیزے' کمانیں جھک گئیں
فرطِ تشکر سے بھی بے شرم آنکھیں جھک گئیں

حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ کے کئی گوشوں کا ذکر کرنے کے بعد ناز مانکپوری یہ نتیجہ برآمد کرتے ہیں کہ:

اس کے عمل کو آج بھی جھٹلایا جا سکتا نہیں
کوئی بھی اس کی زندگی پر حرف لا سکتا نہیں

سب کا امانت دار تھا سچا امیں بن کر جیا
اس کی دیانت پر کبھی الزام آ سکتا نہیں

اس کی نظر میں کچھ نہ تھی لال و گہر کی حیثیت
اس کا سا کوئی دوسرا کردار پا سکتا نہیں

کیا عیش و عشرت کی طلب' کیا سیم و زر کی آرزو
اس کی طرح' کوئی بھی ہو' ٹھوکر لگا سکتا نہیں

جو راستہ اس نے دکھایا اور جس پر وہ چلا
کوئی بھی ہادیٔ زماں وہ رہ دکھا سکتا نہیں

حضور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ازواجِ مطہرات کے بارے انہوں نے یوں قلم اٹھایا:

اس کی نظر میں پاک تر دنیا کی ہوائیں بھی تھیں

اس واسطے بیواؤں سے کچھ شادیاں اس نے بھی کیں

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خانہ آبادی پر دیے گئے جہیز کے حوالے سے ایک بند کے آخر میں انھوں نے کہا:

دستور وہ قائم کیا جو سب کے بس کی بات تھی
سب سے غریب انسان کی جتنی حد اوقات تھی

انھوں نے حضور ختمی مرتبت ﷺ کی صفتِ ختم نبوت پر یوں بات کی:

یہ آخری اعزاز ہے' اس پر نبوت ختم ہے
اس پر سیاست ختم ہے' اس پر شریعت ختم ہے

حضور محسن کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں یہ شاعر یوں اظہار حقیقت کرتے ہیں:

اب بھی نیا عنوان ہے خیرالبشر ﷺ کی زندگی
اب بھی ہے نگراں عزم کی اس حق نگر کی زندگی (۴)

شاعر نے پیش لفظ میں اپنی ۱۹۷۲ سے قبل کی نعتوں کو دو قسموں میں بانٹا ہے۔ پہلی قسم میں وہ نعتیں شامل کی ہیں جو کسی دیندار مسلمان کی کہی ہوئی معلوم ہوں۔ ایسی نعتوں کے چند شعر دیکھیے:

بتوں کی انجمن میں لے کے پیغام خدا آیا
تمھی میں سے عیاں ہو کر رسولِ کبریا آیا
زباں آیاتِ قرآنی سے شیریں ہو گئی جس کی
وہ رشکِ خضر آبِ زیست برساتا ہوا آیا
تقاضائے وفا یہ ہے' نبھاؤ تم محبت کو
تمھارے واسطے وہ لے کے پیغامِ وفا آیا

عرفانِ حق حاصل ہو گا
حاصل کر عرفانِ نبی ﷺ
دنیا بھر کے دین و مذاہب

پابندِ فرمانِ نبی ﷺ

حور و فرشتہ' جن و بشر میں' اس دنیا میں' اُس دنیا میں
عام ہوئی ہے تیری شریعت' میرے محمد ﷺ رحمتِ عالم
ساری دنیا ایک ہوئی ہے شاہ و گدا کا فرق نہیں ہے
تو نے وہ دی تعلیمِ اُخوت' میرے محمد ﷺ رحمتِ عالم

چھائی ہے کیسی گونج ذرا تھمگی تو دیکھ
نامِ نبی ﷺ کا سلسلہ روشنی تو دیکھ
جس سے جڑی ہے روشنی' ارتقا کی بات

تاز لکھتے ہیں "میری دوسری قسم کی نعتیں وہ ہیں جنھیں میں نے ہندو ہو کر لکھا ہے"۔ ایسی نعتوں کے چند اشعار بھی ملاحظہ فرمایئے کہ یہ ہندو کیسا ہے؟

مری گنگا جل میں بھی سرورِ آبِ کوثر ہے
دلِ انکار کی آواز بھی اللہُ اکبر ہے
ستارے ہیں اگر کج رو تو میرا کیا بگاڑیں گے
جو مولا ﷺ ہو گئے میرے تو کیا چرخِ ستمگر ہے
سبیلِ زندگی بھی وہ' سبیلِ معرفت بھی وہ
خدا کی بندگی میرے لئے عشقِ پیمبر ﷺ ہے

زندگی کی جہد کا اک سلسلہ پیدا ہوا
ذہنِ انساں میں خیالِ ارتقا پیدا ہوا
رفتہ رفتہ جاگ اُٹھی آدمی کی بھی خودی
اک بلک پیدا ہوئی' اک حوصلہ پیدا ہوا
ہر تعلق، غیر واضح' رشتے سب اُلجھے ہوئے
مشکلیں کرنے کو حل عقدہ کشا پیدا ہوا
لے کے پیغامِ حیات تو کوئی آ ہی گیا
آمنہ کے گھر رسولِ ﷺ کبریا پیدا ہوا

بے وسیلہ بھی وسیلے سے سوا ملتا ہے
آبِ گنگا میں بھی کوثر کا مزا ملتا ہے
چاہنے والے کو انعامِ وفا ملتا ہے
گو مجازی ہے مگر خوب بعد ملتا ہے
عشقِ محبوب ﷺ خدا سے ہی خدا ملتا ہے

مانگنے والے کی اوقات کو وہ کیا سمجھے
مسندِ فقر دے یا تختِ سلیماں بخشے
خوب واقف ہے وہ ہر شخص سے، جو چاہے وہ دے
اس کی کیا شانِ عطا ہے، وہی اس کو جانے
در بدر کتنا پھروں کیوں، مجھے کیا ملتا ہے

دل کی تسکین کسی چیز سے ہو سکتی نہیں
دولتِ عشق جو مل جائے، کمی کوئی نہیں
اور دولت یہ کبھی زہد سے ملتی ہی نہیں
گر نہیں عشقِ رسولِ عربی ﷺ کچھ بھی نہیں
کبر و نخوت کے سوا زُہد سے کیا ملتا ہے

آج ناکامِ محبت ہوں تو شکوہ کیا
کشتۂ رنج و مصیبت ہوں تو شکوہ کیا
وقت کی تلخ حقیقت ہوں تو شکوہ کیا
نازؔ محرومِ عنایت ہوں تو شکوہ کیا
حاصلِ عشقِ نبی ﷺ روزِ جزا ملتا ہے (۵)

حواشی

(۱) نازؔ مانکپوری۔ رہبرِ اعظم ﷺ۔ ناشر: شاعر، دہلی۔ ۱۹۸۶ء۔ ص ۲
(۲) ایضاً۔ ص ۹ (شاعر کی تحریر بعنوان "نظرِ ثانی")
(۳) ایضاً۔ ص ۳۸
(۴) ایضاً۔ ص ۵۷، ۶۴، ۶۸، ۷۶، ۷۸، ۸۰، ۸۳، ۸۷، ۸۹، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۳۰، ۱۳۷

(۵) ایضاً۔ ص ۱۰ تا ۱۱

نافذؔ دہلوی، لالہ چھنومل

لالہ چھنومل نافذؔ کے بارے میں فانی مراد آبادی نے لکھا ہے کہ بےؔخود دہلوی کے شاگرد ہیں (۱) یہی بات پروفیسر خالد بزمی نے دُہرائی ہے (۲) ان کی نعت خادم سوہدروی یا مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ یا نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتابوں میں نہیں ہے۔ فانی کی کتاب میں اس نعت کے تیرہ اشعار ہیں۔ خالد بزمی نے پانچ اشعار نقل کیے ہیں۔

چند اشعار دیکھیے:

اب حسیں دل ہیں نہ ان کی یاد اب پہلو میں ہے
آج کل اُلجھا ہوا دل شاہ ﷺ کے گیسو میں ہے

دیدۂ تر خونِ دل شامل یہ کیوں آنسو میں ہے
جب تشفی کے لئے یادِ نبی ﷺ پہلو میں ہے

ہجرِ احمد ﷺ میں ہُوا ہوں اس قدر گریہ کناں
نوحؑ کے طوفان کا عالم ہر اک آنسو میں ہے

پُرسشِ روزِ جزا کی فکر پھر کیوں ہو ہمیں
بخشوانا جب ہمارا، آپ ﷺ کے قابو میں ہے

جسم و جاں جلتے ہیں فرقت میں نبی ﷺ کی رات دن
دل نہیں آتش کی چنگاری مرے پہلو میں ہے

اچھے اچھے اور بھی دیکھے ہیں گلشن دہر میں
گلشنِ طیبہ مگر بے مثل رنگ و بو میں ہے

در پہ پیشانی گھسوں آنکھوں کو تلووں سے ملوں
یہ تمنا ساتھ لے کر دل مرے پہلو میں ہے

کیا مدینے کے چمن سے ہو کے آئی ہے ابھی
کس لئے یہ دلکشی قمری تری کُو کُو میں ہے

کس لئے ہو خوف تربت کے اندھیرے کا مجھے
رُوئے زیبا کا تصوّر جب مرے پہلو میں ہے

الفتِ حضرت ﷺ کا نافذ ایک ادنیٰ ہے یہ وصف
یہ کمالِ نعت گوئی اور پھر ہندو میں ہے

حواشی

(۱)۔ فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۵
(۲)۔ شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۲

نانک، گورو نانک جی

۹۳۵ھ / ۱۵۳۸ء میں فوت ہوئے۔ ان کے دو شعر "جنم ساکھی" کے حوالے سے شفیق بریلوی کی مرتبہ کتاب "ارمغان نعت" میں درج کئے گئے (۱)۔ "نورِ سخن" میں بھی یہی اشعار اور ترجمہ شائع کیا گیا (۲)۔

اُٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنڑے سُول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول ﷺ

وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے اور اس کے سینے میں درد اٹھتا رہے، وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے جب اس کے دل میں رسول ﷺ کی چاہ نہ ہو۔

م محمد ﷺ من توں، مَن کتاباں چار
مَن خدائے رسول ﷺ نوں، سچا ای دربار

تو حضرت محمد ﷺ کو مان اور چاروں کتابوں کو بھی مان۔ تو خدا اور رسول ﷺ (دونوں) کو مان کیونکہ خدا کا دربار سچا ہے۔

حواشی

(۱) شفیق بریلوی (مرتب)۔ ارمغانِ نعت۔ طبع سوم ص ۳۷۲

(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۲۲

ناؔمی سہارنپوری، روپ کشور

"نورِ سخن" اور ماہنامہ "نعت" کے ایک خاص نمبر میں ان کی ایک نعت ملتی ہے۔ "نورِ سخن" میں اس کے نو اشعار چھپے ہیں (۱)۔ "نعت" میں آٹھ اشعار (۲)۔ نعت یہ ہے:

رسولوں میں محمد ﷺ مصطفیٰ تم سب سے برتر ہو
قسیمِ آبِ کوثر ہو، شفیعِ روزِ محشر ہو

گزارے سات دن جو آستانے پر محمد ﷺ کے
گدا وہ ایک ہی ہفتہ میں شاہِ ہفت کشور ہو

رسولُ اللہ ﷺ کے در پر رسائی اس کی ہوتی ہے
مقدّر جس کا یاور ہو، نصیبہ جس کا رہبر ہو

گرے جس جا پسینہ آپ ﷺ کے جسمِ معطّر کا
وہیں سے عندلیبانِ چمن پیدا گُلِ تر ہو

دلوں میں روشنی پھیلے چراغِ عشقِ احمد ﷺ کی
محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے معمور گھر گھر ہو

ملیں کھانے کو طیبہ میں کھجوریں باغِ حضرت ﷺ کی
دعا یہ ہے، ہرا نخلِ تمنا بار آور ہو

قیامت گرم ہو جب آفتابِ روزِ محشر سے
رہے سر پر الٰہی سایۂ آلِ پیمبر ﷺ ہو

نہیں ناؔمی کو کچھ ڈر پُرسشِ روزِ قیامت کا
گنہگاروں کے سرور ہو، شفیعِ روزِ محشر ہو

حواشی:

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۲۰، ۲۲۱

(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ دوم۔ جون ۱۹۸۹۔ ص ۴

زؔمل امرتسری

پروفیسر خالد بزمی کے مضمون "اعترافِ عظمت" میں ان کے بارے میں لکھا ہے۔ "سوامی زؔمل امرتسری نے بڑے سادہ' آسان اور ہلکے پھلکے انداز میں نعتیں کی ہیں۔ ان کے نمونۂ کلام کے طور پر ایک نعت کے چند اشعار پیش ہیں:

سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے

ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہِ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ﷺ ہو جائے"(۱)

میں حیران ہوا کہ زؔمل امرتسری کا کوئی ذکر فانی مراد آبادی کی کتاب میں نہیں ہے' بزمی صاحب نے ان کا نام اور نمونہ نعت کہاں سے لیا ہے۔ پھر مجھے یاد آیا کہ نعت کے یہ اشعار تو میں نے کہیں پڑھے ہیں۔ فانی کی کتاب کھنگالی تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار لالہ دھرم پال گپتا وفاؔ کے ہیں (۲)۔ بزمی صاحب نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا تھا۔ "غیر مسلم نعت گو شعرا پر یہ مضمون لکھنے کے لئے مجھے مختلف اخبارات و رسائل کے علاوہ جس کتاب سے سب سے زیادہ مدد ملی' وہ حافظ محمد ایوب صاحب فانی مراد آبادی مرحوم کی مرتب کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" ہے" (۳) ------ اور' لطیفہ یہ ہے کہ بزمی صاحب نے لالہ دھرم پال گپتا وفاؔ کی محولہ بالا نعت میں سے ایک شعر

چھڑا کے بُت کی پرستش' سکھائی تھی وحدت

ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے

وفاؔ کے ذکر میں نقل کردیا ہے اور چار اشعار زؔمل امرتسری کو دے دیے ہیں (۴) اور وفاؔ کا ذکر صفحہ ۲۷۱ پر ہے' زؔمل کا ۲۷۲ پر۔

حواشی

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱۔ ص ۲۷۲
(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۹
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۸۰
(۴) ایضاً"۔ ص ۲۷۱

نسیؔم' پنڈت دیا شنکر

پروفیسر شفقت رضوی نے لکھا کہ اردو شاعری پر مسلمانوں کی روایات کا اتنا گہرا اثر مرتب ہوا تھا کہ پنڈت دیا شنکر نسیؔم نے جب اپنی شہرۂ آفاق مثنوی "گلزارِ نسیم" لکھی تو اس کی ابتدا بھی حمد اور مناجات ہی سے کی۔...... مختصر سی حمد کے بعد مناجات بھی مثنوی میں شامل کی ہے (۱) ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برق بھی لکھتے ہیں کہ "مثنویوں میں حمد و نعت و منقبت کو روایتی طور پر اجزائے لاینفک قرار دیا گیا اور ہر مثنوی نگار پر' خواہ وہ کسی دین و مذہب کا ہو' مثنوی لکھتے وقت ان اجزا کی رسمی پیروی لازم ہوئی۔ آتش کے شاگرد' منشی دیا شنکر نسیؔم کو ہندو تھے مگر جب انہوں نے "گلزارِ نسیم" لکھی تو اشعارِ حمد و نعت بھی موزوں کئے (۲)۔

عبدالغفور نسّاخ نے اپنے تذکرہ "سخنِ شعرا" میں لکھا ہے "نسیم تخلّص' دیا شنکر' پنڈت کشمیری۔ ولد گنگا پرشاد۔ باشندہ لکھنؤ۔ صاحبِ مثنوی گلزارِ نسیم۔ شاگردِ آتش' اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ مثنوی ان کی نظر سے رہی؟" (۳)

دیا شنکر نسیؔم کے مسلمان ہونے کی بات شاید اور کسی نے نہیں لکھی لیکن نسّاخ نے تحدّی آمیز انداز میں بات کی ہے۔ بہرحال' انہوں نے مثنوی گلزارِ نسیم کے آغاز میں

قلم کی تعریف میں جو اشعار حمد و نعت و منقبت میں لکھے، وہ یہ ہیں:

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری

کرتا ہے یہ دو زبان یکسر
حمدِ حق و مدحتِ پیمبر ﷺ

پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے
یعنی کہ مطیعِ پنجتنؑ ہے

ختم اس پہ ہوئی سخن پرستی
کرتا ہے زباں کی پیش دستی (۴)

حواشی

(۱) اردو (سہ ماہی) کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۷۵، ۷۷
(۲) طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ص ۳۰
(۳) نساخ، عبدالغفور۔ سخن شعراء۔ پہلی اشاعت ۱۸۷۴ء / ۱۲۹۱ھ کا عکس مطبوعہ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۲ء۔ ص ۵۱۸
(۴) ممتاز حسن (مرتب)۔ خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۲۷۴ ("نورِ سخن" میں پہلے تین اشعار درج ہیں۔ ص ۲۲۳)

نشترؔ لکھنوی، اودھے ناتھ

بنائے کُن فکاں، نورِ خدا کی بات کرتے ہیں
ادب کے ساتھ ختم الانبیا ﷺ کی بات کرتے ہیں
سلامی دیتی ہیں پلکیں، نگاہیں جھوم جاتی ہیں
خوشی میں جب حبیبِ کبریا ﷺ کی بات کرتے ہیں
غرض تسنیم و کوثر سے، نہ ہم کو کام جنت سے
کہ ہم دل سے محمد مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں

مٹائیں ظلمتیں جس نے، دکھائی راہِ حق جس نے
ہم اُس نورِ خدا، اُس رہنما ﷺ کی بات کرتے ہیں
نہ کیوں حُسنِ سُخن پر ہوں ہمارے رحمتیں صدقے
زباں کوثر سے دھو کر مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں
ہمیں دوزخ کی کیا پروا، ہمیں کیوں ڈر ہو محشر کا
ہیں عاصی، شافعِ روزِ جزا ﷺ کی بات کرتے ہیں
سلام اس ذاتِ عالی پر، درود اس نورِ اقدس پر
پڑھو صلِ علیٰ، ہم مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں
یہ ہیں جن و بشر کیا شے، خدا کے ہم زباں ہو کر
فرشتے بھی ورِ خیر الوریٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں

قانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں اس نعت کے نو اشعار ہیں (۱)۔ پروفیسر خالد بزمی کے مضمون میں اس نعت کے سات اشعار درج کیے گئے ہیں (۲)۔ "نورِ سخن" میں پوری نعت ہے (۳)۔ ماہنامہ "نعت" میں آٹھ شعر چھپے (۴)۔

حواشی

(۱) قانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۸
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۶
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۲۵، ۲۲۶
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ دوم۔ ص ۷۱

نشترؔ، سرداری لعل

لالہ سرداری لعل نشترؔ کی نعت سب سے پہلے ماہنامہ "فیض الاسلام" راولپنڈی کے سیرت نمبر ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں پندرہ اشعار تھے۔ پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں تیرہ اشعار شامل کیے (۲)۔ یہی تیرہ اشعار ممتاز حسن نے اپنے انتخاب نعت "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" میں نقل کیے (۳)۔ جو دو اشعار

چھوڑ دیے گئے' یہ ہیں:

چراغِ حقیقت تھے، شمعِ ہُدیٰ تھے
وہ انساں کے پردے میں نورِ خدا تھے
ملائک سے بالاتر انسان تھے وہ
حقیقت میں اللہ کی شان تھے وہ (۴)

یہ نعت مثنوی کی ہیئت میں ہے اور "فیض الاسلام" میں اس کا عنوان "شانِ محمد ﷺ" چھپا تھا۔ چند اشعار نذر قارئین ہیں:

جنابِ محمد ﷺ شہِ انبیا تھے
مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے
طلسمِ عداوت کو حضرت ﷺ نے توڑا
خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا
گناہوں کے جس وقت طوفاں بپا تھے
وہی کشتیِ دہر کے ناخدا تھے
کیے صاف پہلے تو دل کاوشوں سے
جِلا دی پھر اخلاق کی تابشوں سے
میسّر یہ قدرت کسی کو کہاں تھی
زبانِ محمد ﷺ خدا کی زباں تھی
فقط ایک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خواں محمد ﷺ کا سارا جہاں ہے

نور احمد میرٹھی نے اس مثنوی کے صرف تین اشعار دیے ہیں (۵)

حواشی

(۱) "فیض الاسلام" راولپنڈی کے سیرت نمبر (نومبر ۱۹۵۵) میں میرے دو مضامین بھی شائع ہوئے تھے۔
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (اول)۔ ص ۲۷۳، ۲۷۵
(۳) مختار ... ﷺ کے حضور میں۔ ص ۲۷۷
(۴) فیض الاسلام (ماہنامہ) راولپنڈی سیرت نمبر۔ نومبر ۱۹۵۵۔ ص ۱۳۴

(۵) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۲۴

نظرؔ، ہری کشور شرما

پنڈت ہری کشور شرما نظرؔ کی ایک نعت کے تین اشعار نور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب میں چھپے ہیں۔ نذر قارئین ہیں:

جی چاہتا ہے کوچۂ انوار میں چلوں
اپنے رسولِ پاک ﷺ کی سرکار میں چلوں
تنہائیوں میں سوچتا رہتا ہوں دوستو!
مقدور ہو تو شہرِ پُر انوار میں چلوں
نعلینِ پاک ﷺ آپ کا پالوں جو اے نظرؔ
سر پر رکھوں اور سایۂ دیوار میں چلوں

حاشیہ

نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۲۷

نظرؔ لکھنوی

سیا رام سریواستو نام، نظرؔ تخلص۔ نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب میں ان کی ایک نعت کے سات اشعار ملتے ہیں۔ میرٹھی نے یہ تردُّد نہیں فرمایا کہ ماخذ بتا دیں' اس لئے اس پر مزید کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

چند اشعار دیکھئے:

اشعار لکھوں ایسے میں مدحِ محمد ﷺ میں
قرطاس پہ خامے کو اندازِ خرام آئے
یہ حکمِ مشیّت ہے، صف بستہ رہیں قدسی
جب بزم میں تاروں کی وہ ماہِ تمام ﷺ آئے

وہ بُت کدۂ آزر بن جائے نہ کیوں کعبہ(۱)
جس دل میں محبت ہو' جو دل ترے کام آئے

افلاک کی راہوں سے گزرے ہیں محمد ﷺ جب
خاموش فضاؤں سے تاروں کے سلام آئے

دیباچۂ ہستی میں عنواں ہو نظرؔ پہ بھی
اس نعتِ محمد ﷺ میں میرا کہیں نام آئے(۲)

حواشی

(۱) عام طور سے لوگ "آزر" کو "ذ" کے ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہے۔ دراصل یہ "ز" کے ساتھ ہے۔
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۲۸

نعیمؔ، روشن لعل

بابو روشن لعل نعیمؔ کے نام کے ساتھ فانی مراد آبادی نے "ڈیرہ غازی خاں" کے الفاظ لکھے تھے (۱)۔ پروفیسر خالد بزمی نے اس سے فقرہ بنا لیا۔ "نعیم ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے' معلوم نہیں کہ وہ آج کل کہاں ہیں" (۲)۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے تو کمال کیا ہے' ان کا نام ہی تبدیل کر دیا ہے "بابو روشن خان نعیمؔ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے' آپ کی نعتیہ کاوشیں سوز دروں سے معمور ہیں" (۳)۔

ان کی دو نعتیں ملتی ہیں۔ یہ دونوں نعتیں فانی کی کتاب میں بھی ہیں' خادم سوہدروی کی کتاب میں بھی۔

للہ بُلا لیجئے سرکارِ مدینہ
مر جائے نہ یہ ہند میں بیمارِ مدینہ(۴)
بن جاؤں میں دیوانۂ سرکارِ مدینہ ﷺ
لگ جائے الٰہی مجھے آزارِ مدینہ(۵)
حسرت ہے کہ دم نکلے درِ شاہِ عرب ﷺ پہ

مدفن ہو تہِ سایۂ دیوارِ مدینہ
اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک
کافی ہے مجھے گوشۂ گلزارِ مدینہ
چھا جائے مری قبر پہ رحمت کی بدریا
دُربارِ شب و روز ہوں انوارِ مدینہ
مر جائے نعیمؔ الفتِ سرور ﷺ میں الٰہی
تعویذِ لحد ہو درِ دربارِ مدینہ

ترے معجزے جو کہ تھے یا محمد ﷺ
انھیں برحق و برملا دیکھتے ہیں
ترے پاک پند و نصائح میں حضرت ﷺ
ہم اک جوشِ صدق و صفا دیکھتے ہیں
طبیب آپ ہیں یا محمد ﷺ دلوں کے
ہم اس در کو دارالشفا دیکھتے ہیں
ترا عشق ہے مومنوں کے دلوں میں
وہ ہر وقت شانِ خدا دیکھتے ہیں(۶)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳' ۱۵۳
(۲) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۹۰
(۳) آزاد فتحپوری' ڈاکٹر اسماعیل۔ اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم۔ ص ۲۵۷
(۴) فانی کی کتاب میں "للہ ملا" لکھا ہے۔ "للہ" کو عام طور سے کاتب غلط لکھ دیتے ہیں۔
(۵) نعت کا یہ مطلع ثانی فانی کی کتاب میں میں چوتھے شعر کے طور پر لکھا ہے۔
(۶) اس نعت میں ایک شعر حمدیہ ہے جو میں نے نقل نہیں کیا:

گنہگار ہیں بخشش دے ہم کو رب
ترا ہی فقط آسرا دیکھتے ہیں

ایک اور حمدیہ شعر جس میں فنی سقم بھی ہے' وہ بھی میں نے نہیں لکھا۔
(۷) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۲۹

نغزؔ بلگرامی، کرشن سہائے

"گلدستۂ ابرِ سخن" امرتسر کے پہلے شمارے میں منشی کرشن سہائے نغزؔ بلگرامی سیاہہ نویس تحصیل نگھاسن ضلع کھیری کی ایک طرحی نعت ہے۔ نغزؔ بلگرامی منشی گپت رائے خوش کے بیٹے تھے۔ گلدستۂ ابرِ سخن کا یہ شمارۂ اول اکتوبر ۱۸۸۹ء میں شائع ہوا۔ اس کا ایک نسخہ محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے اور اس کی نقل "نعت لائبریری" میں محفوظ ہے۔ مصرع طرح "بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے مظہر کا" پر ۳۶ شعرا کا نعتیہ کلام موجود ہے جن میں دو ہندو ہیں۔ گلدستہ ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ نغزؔ بلگرامی کی نعت یہ ہے:

تصوّر جب سے آیا دل میں میرے نعتِ سرور ﷺ کا
زباں میری دہن میں ہو گئی اک موجہ کوثر کا

ثنا خواں ہوں دِلا میں اس شہِ محبوبِ داور ﷺ کا
نگیں راں جس کا ہے فغفور، قیصر پاسباں در کا

اسی کی شان میں "لولاک" فرمایا ہے خالق نے
یہ رُتبہ کس نبی کا تھا، یہ درجہ کس پیمبر کا

نہیں کم معجزہ شق القمر کا چشمِ بینا کو
کریں کیوں مختصر کو طول لکھ کر حال پتھر کا

عرب رطب اللساں، مصری شکر لب شکرِ احمد ﷺ میں
ابھی تک روم لوہا مانتا ہے اس کے مخجر کا

نگاہِ لطف سے شاہِ امم ﷺ گر یک نظر دیکھیں
گہُر بن جائے ہر قطرہ ہمارے دامنِ تر کا

یہی نعتِ پیمبر ﷺ ہو گی اپنی حافظ و ناصر
کریں کس واسطے ہم نغزؔ کھٹکا روزِ محشر کا

حاشیہ
گلدستۂ ابرِ سخن۔ امرتسر۔ اکتوبر ۱۸۸۹ء۔ ص ۱۴

نورؔ لکھنوی، کرشن بہاری

مجلہ "مہک" گوجرانوالہ کی اشاعتِ خصوصی "نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ" میں ان کی نعت کے سات شعر شائع ہوئے (۱)۔ نور احمد میرٹھی کی مرتب کردہ کتاب میں اس نعت کے پانچ اشعار شائع کئے گئے ہیں (۲)۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری نے بھی اس نعت کے پانچ اشعار شاملِ کتاب کئے ہیں (۳)۔

چند اشعار دیکھئے:

آتے ہیں نبی، جاتے ہیں نبی" بستر پہ شکن پڑتی ہی نہیں (۴)
کٹ جاتی ہے جب معراج کی شب، عالم میں سویرا ہوتا ہے

وہ نور خدا کا ٹکڑا تھا، کس طرح بھلا ہوتا سایہ (۵)
مٹی سے بنایا جاتا ہے، جس جسم میں سایہ ہوتا ہے

ہر عیب سے دل گر پاک نہیں، دیدارِ نبی ﷺ ناممکن ہے
ہو جاتا ہے جب دل آئینہ آئینے میں جلوہ ہوتا ہے

گلزارِ محمد ﷺ کیا کہنا، بازارِ مدینہ کیا کہنا
ایمان کے سکّے چلتے ہیں، فردوس کا سودا ہوتا ہے

یہ ربطِ نبوت اور وحدت، ہر حال میں یکساں ہوتا ہے
جھکتی ہے جبیں کعبہ کی طرف اور دل میں مدینہ ہوتا ہے

اک تجربۂ ذاتی ہے مرا، اب اس کو دعا کہئے کہ دوا (۶)
جو یادِ نبی ﷺ کو کرتا ہے، بیمار وہ اچھا ہوتا ہے (۷)

وہ نور کی نظریں ہوتی ہیں گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں (۸)
مل جاتا ہے جو چوکھٹ سے تری، وہ نور کا سجدہ ہوتا ہے

حواشی

(۱) مہک (مجلہ گورنمنٹ کالج) گوجرانوالہ۔ اشاعتِ خصوصی "نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ"۔ ص ۳۳، ۳۴
(۲) نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۳۰
(۳) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۷۷، ۲۷۸
(۴) اسماعیل آزاد کی کتاب میں "بستر" لکھا ہے۔
(۵) ہم "مقدمہ" میں لکھ چکے ہیں کہ غیر مسلم تعلیماتِ اسلام اور حدودِ نعت سے واقف نہیں ہوتے۔ نعت میں تو بعض اوقات مسلمان شاعر بھی بے احتیاطی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔
(۶) نورِ سخن میں ہے "اک تجربہ ذاتی ہے میرا"
(۷) نور احمد میرٹھی نے "جو یادِ نبی ﷺ کی" لکھا ہے۔
(۸) اسماعیل آزاد نے پہلا مصرع یوں لکھا ہے۔ "وہ نور کی نظری ہوتی ہے' گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہے" ---- اور اس طرح "نظر" خراب کر دی ہے۔

نیرنگ سنبھلی

"نورِ سخن" میں نام یہی لکھا ہے۔ اصل ماخذ کا پتا ہوتا تو دیکھا جاتا کہ ان کا اصل نام کیا ہے' کہیں یہ "سنبھلی" تو نہیں۔ موجودہ صورت میں "نورِ سخن" میں شامل ان کی نعت نقل کی جاتی ہے۔

مدینے بلائیں گے مجھ کو محمد ﷺ عنایت ہے' ان کی نظر ہو چلی ہے
بلندی پہ چمکے گا میرا ستارہ کہ اب شامِ غم کی سحر ہو چلی ہے
بھنور میں ہے تارِ نفس کا سفینہ جبیں پر اجل کا ہے ٹھنڈا پسینہ
خبر لو مری تاجدارِ مدینہ ﷺ کہ اب زندگی مختصر ہو چلی ہے
بڑھا چل مدینے کی جانب کو اے دل تجھے حق نے بخشے ہیں جذباتِ کامل
ملے گی یقیناً تجھے تیری منزل کہ اب انتہائے سفر ہو چلی ہے
بلا کر مدینہ مقدر جگا دو' سیہ خانۂ زندگی جگمگا دو
خدا کے لئے اب تو جلوہ دکھا دو تڑپتے ہوئے عمر بھر ہو چلی ہے

نوازیں گے تجھ کو شہنشاہِ بطحا ﷺ ملے گا تجھے نعت خوانی کا صدقہ
نہ گھبراؤ نیرنگ رکھو بھروسا' نبی ﷺ کو تمہاری خبر ہو چلی ہے

حاشیہ

(۱) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۳۱

وفا' دھرم پال گپتا

فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب میں ان کا نام یوں تحریر ہے۔ "لالہ دھرم پال گپتا وفا۔ مدیر اعلیٰ روزنامہ تیج دہلی" (۱)۔ ان کی ایک ہی نعت دستیاب ہے۔ فانی کی کتاب میں اس کے آٹھ اشعار چھپے ہیں۔ خادم سوہدروی کی کتاب میں ان کی نعت نہیں ہے۔ "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں یہ نعت دو ٹکڑوں میں شامل ہے۔ ایک جگہ پانچ' دوسری جگہ چار اشعار تحریر ہیں۔ دو اشعار کی ہر دو جگہوں پر تکرار ہے۔ اس طرح اس نعت کے سات اشعار کو دو صفحوں پر پھیلا دیا گیا ہے۔ نور احمد میرٹھی کی مرتبہ کتاب میں فانی والے آٹھویں شعر موجود ہیں (۲)۔

پروفیسر خالد بزمی نے یہ کیا ہے کہ ان کی اس نعت کا ایک شعر ان کے نام سے (۳) اور چار اشعار "نزکل امرتسری" کے نام سے پیش کر دیے ہیں۔ نیز دھرم پال گپتا وفا کی ایک اور نعت جو نقل کی ہے' اس کے مقطع میں "عرش" تخلص استعمال ہوا ہے (یہ نعت وفا کی نہیں ہے' عرش صہبائی کی ہے اور ان کے ذکر میں نقل کی جا چکی ہے)

بارِ غم سے جب ہوا میں مائلِ فریاد عرش
میرے دل کو دے گئی تسکین سی یادِ رسول ﷺ

اس صورت میں وفا کی جو واحد نعت دستیاب ہے' اس کے چند اشعار دیکھئے:

چھڑا کے بُت کی پرستش' سکھائی تھی وحدت
ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے
سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے

کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے

ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہِ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ﷺ ہو جائے

"اوج" کے نعت نمبر میں بھی یہ پوری نعت (آٹھ شعر) شائع کی گئی ہے لیکن شاعر کے نام میں اصلاح کر کے "اُپتا" کو "گپتا" بنا دیا ہے (۵)۔

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۵۸
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۳۲، ۲۳۳
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۱
(۴) ایضاً۔ ص ۲۷۲
(۵) "اوج"۔ نعت نمبر۔ جلد دوم۔ ص ۴۰۲

وفا، شنکر لال

جنم پتری میں نام پریم شنکر ہے۔ منشی بھوانی پرشاد سری واستو کے گھر پرتاپ پورہ، آگرہ میں پیدا ہوئے۔ محمد اسماعیل تمکینؔ میرٹھی کی صحبت سے شاعری سے لگاؤ پیدا ہوا۔ علامہ سیمابؔ اکبر آبادی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔ "حفظ الغیب" مطبوعہ دیوان ہے (۱)

مقبول عرشی نے ان کا جو نمونۂ کلام درج کیا ہے، اس میں تصوّف کی جھلکیاں صاف نظر آتی ہیں۔ مثلاً

وجودِ بزمِ دو عالم کی ابتدا ہوں میں

خدا نہیں ہوں مگر مظہرِ خدا ہوں میں

"خدا" ردیف کی ایک غزل کے پانچ اشعار بھی شاملِ کتاب ہیں جس کا مقطع نعتیہ ہے:

ساتھ ہی سر کے جھکا دے دل بھی اپنا اے وفاؔ
یہ مدینہ ہے محمد ﷺ کا کہ دربارِ خدا (۲)

حواشی

(۱) مقبول عرشی۔ شعرائے برج پردیش۔ سرکار بک ڈپو، آگرہ۔ پہلی بار نومبر ۱۹۹۱۔ ص ۲۹، ۳۰
(۲) یہ شعر میں نے اپنے مضمون "نعت کے سائے میں" میں بھی نقل کیا (ماہنامہ "نعت" لاہور۔ مارچ ۱۹۹۲۔ جلد ۵۔ شمارہ ۳۔ "نعت کے سائے میں"۔ ص ۲۹)

وہبیؔ، شیو پرشاد

منشی شیو پرشاد وہبیؔ لکھنوی "اودھ اخبار" لکھنؤ کے مینیجر تھے۔ "کُلّیاتِ وہبیؔ" مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوا (۱)۔

وہبیؔ کی ایک نعت نور احمد میرٹھی کی مرتّب کردہ کتاب "نورِ سخن" میں شائع ہوئی ہے (۲)۔ یہ نو اشعار ہیں۔ یہی نو اشعار ماہنامہ "الرشید" لاہور کے نعت نمبر میں بھی چھپے (۳)۔ ماہنامہ "نعت" لاہور کے نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم میں اس نعت کے آٹھ اشعار شائع ہوئے (۴)۔

نعت یہ ہے:

بے خبر ہو دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ ﷺ
یا الٰہی! دل ہو ایسا مبتلائے مصطفیٰ ﷺ

دل ہے میرا بستۂ زُلفِ دو تائے مصطفیٰ ﷺ
جان ہے پروانۂ شمعِ رُخسارِ لقائے مصطفیٰ ﷺ

حکم موسیٰؑ کو ہُوا معراج میں فَاخْلَعْ مگر
تاجِ فرشِ عرش ہے نعلینِ پائے مصطفیٰ ﷺ

بوریائے فقر تختِ سلطنت سے ہے سوا

بادشاہِ ہفت کشور ہے گدائے مصطفیٰ ﷺ
ذرّے اس در کے ہیں، کیا سیّارے کیا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت میں ہے ضیائے مصطفیٰ ﷺ
شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفیٰ ﷺ
جو ہُوا سائل، رہی اس کو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کر دیتی ہے مستغنی عطائے مصطفیٰ ﷺ
آدمی کیا، مدح کر سکتے نہیں جنّ و ملک
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفیٰ ﷺ
آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنہیں شمس و قمر
زیب ہے کہئے کہ ہیں یہ نقشِ پائے مصطفیٰ ﷺ
ہوتی ہے جسرت یہی، کیوں دل نہ یہ میرا ہُوا
دیکھتا ہوں جب میں وہی نقشِ پائے مصطفیٰ ﷺ

حواشی

(۱) علی جواد زیدی۔ قصیدہ نگارانِ اُتّر پردیش۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳۔ ص ۳۳۵، ۳۳۶
(۲) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۳۴، ۲۳۵
(۳) الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۳۱۱ھ۔ ص ۳۵۸
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ دوم۔ ص ۹۹

ہرکشن لال، پنڈت

"پیشوا" دہلی کا رسول ﷺ نمبر جو ۱۹۲۸ میں شائع ہوا، اس میں ۳۷ مضامین اور ۲۹ منظومات ہیں۔ ان میں پنڈت ہرکشن لال کی ایک فارسی نعت ہے (۱)۔ خادم سوہدروی اور قانی مراد آبادی نے یہ نعت اپنی کتابوں میں درج کی ہے (۲) نور احمد میرٹھی نے اس کے چار بند درج کئے ہیں (۳)۔

اے سرورِ پیغمبراں اے صاحبِ ہر این و آں
بہ ہر نفس، بہ ہر زباں توئی شفیعِ عاصیاں
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
مشکل ز ما ثنائے تو کہ دو جہاں برائے تو
لولاک زیرِ پائے تو فرشتگاں فدائے تو
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
داری مقامِ بالیقیں قرینِ ربِّ اطلس
منم بہ خاطرِ حزیں ز اعمالِ زیست شرگیں (۴)
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
جا گیرِ چشم و سر شوی شفیعِ من اگر شوی
در عمر راہبر شوی بہ حشر چارہ گر شوی
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
محبوبِ ذاتِ کبریا نشانِ شانِ مصطفیٰ ﷺ
رفیع تر صبح و مسا زِ تو وقارِ انبیا
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (۵)

قانی اور خادم نے اپنی مرتّب کردہ کتابوں میں شاعر کے نام کے ساتھ لکھا ہے "سابق مہتمم خزانہ مہاراجا پرتاپ سنگھ والئی کشمیر"۔ ان دونوں کتابوں میں نام "ہرکشن لعل" لکھا ہے۔

حواشی

(۱) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ ستمبر ۱۹۸۸ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ اوّل۔ ص ۴۱
(۲) قانی مراد آبادی (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۸۱ (چھ بند) / خادم سوہدروی، عبدالمجید (مرتّب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۳۱، ۳۲ (چھ بند)
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتّب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۹
(۴) "نورِ سخن" میں "ز اعمال" کو "نہ اعمال" لکھا گیا ہے
(۵) آخری بند ماہنامہ "نعت" میں چھپا۔ (نعت۔ ستمبر ۱۹۸۸۔ ص ۴۱)

ہمدم گوری پرشاد

فانی مراد آبادی نے ان کا نام "گوری پرشاد ہمدم۔ آگرہ" لکھا ہے (۱)۔ ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری کی کتاب میں ہے "ہمدم اکبر آبادی کا نام کنور گوری پرشاد ہے" (۲)۔ یعنی انہوں نے آگرہ کی نسبت کو ان کے نام کا حصہ بنا دیا ہے حالانکہ جب تک کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ اس طرح کی کوئی نسبت نہ لکھتا ہو' وہ نسبت اس کے نام کا حصہ نہیں بنانا چاہئے۔ خالد بزمی نے اسے یوں پیش کیا ہے "گوری پرشاد ہمدم سرزمین آگرہ جیسی ادب خیز جگہ سے تعلق رکھتے ہیں" (۳)۔

ان کی ایک ہی نعت فانی نے اور خادم سہروردی نے اپنی مرتب کردہ کتابوں میں نقل کی ہے۔ اسی نعت کے پانچ اشعار ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں چھپے (۴)۔ خالد بزمی نے چار شعر اپنے مضمون میں شامل کئے ہیں اور نور احمد میرٹھی نے وہی پانچ اشعار چھاپے ہیں جو ماہنامہ "نعت" میں شائع ہوئے (۵)۔

چند اشعار دیکھئے:

شوقِ پابوس لئے چل تو مدینے مجھ کو
زہے قسمت کہ بلایا ہے نبی ﷺ نے مجھ کو

واپسیں دم ہے' مجھے ذکرِ نبی ﷺ کرنے دو
دوستو' موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو

چشمِ مشتاق ہے در پر' تو ہیں کان آہٹ پر
ان کے آنے کی خبر دی جو کسی نے مجھ کو

کیوں دلِ خستہ مرا ہجر میں بے تاب نہ ہو
ہو گئے ان کی زیارت کو مہینے مجھ کو

کیوں نہ ہو فخر' یہ توقیر ہے کیا کم ہمدم

بخش دی نعت کی جاگیر نبی ﷺ نے مجھ کو

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۰۶
(۲) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۵۴
(۳) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۷۲
(۴) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۸۰
(۵) نورِ سخن۔ ص ۲۳۶ (فانی کی کتاب میں ۹۔ اشعار ہیں)
(۶) ماہنامہ "نعت" میں "شوق پابوسی" چھپا' نور احمد میرٹھی نے بھی یہی نقل کیا۔

یکتا، منشی نند کشور

مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی مرتب و شائع کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ان کی ایک ہندی نعت جو "یا رسولَ اللہ (ﷺ)" ردیف میں ہے' کے پانچ اشعار ملتے ہیں (۱) "ارمغانِ نعت' یا رَسُولَ اللہ ﷺ" مرتبہ تابش قصوری میں اس نعت کے سات اشعار چھپے (۲)۔ "نورِ سخن" میں یہی سات اشعار ہیں (۳)۔

لگا دو پار کشتی کو ہماری یا رسولَ اللہ ﷺ
مصیبت میں کرو یاری ہماری یا رسولَ اللہ ﷺ

ہے کالی رات اندھیاری بھنور اٹھتی بڑی بھاری
تمہاری آس ہت کاری ہماری یا رسولَ اللہ ﷺ

گنہ کر معاف سب میرے شرن میں ہوں پڑا تیرے
دیا کر دے کٹے رچنا ہماری یا رسولَ اللہ ﷺ

کروں اب دھیان میں کس کا' نہیں ہے آپ سم دوجا
شفاعت ہے' بڑی بھاری تمہاری یا رسولَ اللہ ﷺ

نہیں کوئی رہا اپنا' ہوا جگ رین کا سپنا

تمہارے نام کو جپنا ہے جاری یا رسول اللہ(۴)
ہے جیسے نوحؑ کو تارا خلیلؑ اللہ نستارا
لگا دو ہم کو بھی پارا ہے یاری یا رسول اللہ ﷺ
یہ دو ہتھ جوڑ کر بنتی تمہاری اب کرے یکتا
میں جاؤں دل سے بلہاری تمہاری یا رسول اللہ ﷺ(۵)

حواشی

(۱) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۳۲
(۲) تابش قصوری، محمد منشا (مرتب)۔ اغثنی یا رسول اللہ ﷺ۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۲۳
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۳۷، ۲۳۸
(۴) "نورِ سخن" میں "جپنا" کو "چھپنا" لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔
(۵) "اغثنی یا رسول اللہ" ﷺ میں مقطع کا پہلا مصرع حسنِ کتابت کا شکار ہو گیا ہے۔ دوسرے مصرع میں "دل سے" کے بجائے "جاں سے" ہے۔

ضمیمہ

بیتاب، سرداری لعل

ماہنامہ "پیشوا" دہلی کا ایک رسول نمبر، ۱۹۳۲ / ۵۱ ۱۳ھ میں "تذکرۂ جمیل" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کا نسخہ بہاء الدین زکریاؒ لائبریری، چھمبی، تحصیل چوا سیدن شاہ ضلع چکوال میں موجود ہے۔ راقم الحروف نے اس خاص نمبر میں سرداری لعل بیتاب کی نعت دیکھی اور اس کا ایک شعر ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ چہارم (ستمبر ۱۹۹۳۔ ص ۲۱) میں شائع کیا۔ شعر یہ ہے:

پڑھائیں آیتیں حق کی، بتائیں حکمتیں ان کی
محمد مصطفیٰ ﷺ بے شک جہاں کے رہنما تم ہو

"پیشوا" کا محولہ بالا شمارۂ خاص فی الوقت پیشِ نظر نہیں ہے۔ پوری نعت اس میں دیکھی جا

سکتی ہے۔

چھوٹو داس، بابا

ماہنامہ "پیشوا" دہلی (رسول ﷺ نمبر۔ تذکرۂ جمیل۔ ۱۹۳۲ / ۵۱ ۱۳ھ) ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور جلد ۹ کا شمارہ نمبر ۷ ہے۔ اس میں جن غیر مسلموں کی نعتیں شائع ہوئیں، ان میں بابو چندی پرشاد شیدؔا دہلوی، بابو جگندر ناتھ خمارؔ امرتسری، منوہر لال دلؔ، منشی پیارے لال رونقؔ دہلوی، سالکؔ رام سالک غازی پوری، آنند لال شہرتؔ، سرداری لال بے تابؔ، پادری ای آر مسیحیؔ الہ آبادی، شنکر لال ساقیؔ، مہاراجا سرکشن پرشاد شادؔ، پنڈت امرناتھ ساحرؔ دہلوی، دیوان نند کشور عشقؔ، منشی نند کشور یکتاؔ، بابا چھوٹو داس اور امرچند قیسؔ جالندھری شامل ہیں۔

اس خاص نمبر کا تعارف ماہنامہ "نعت" کے ستمبر ۱۹۹۳ کے شمارے میں شائع ہوا۔ فی الوقت "پیشوا" میرے سامنے نہیں ہے، اس لئے بابا چھوٹو داس کا نمونۂ نعت نہیں دیا جا سکتا۔ بہرحال، ضروری ہے کہ ان کا ذکر نعت گوؤں میں آ جائے۔

خمارؔ امرتسری، جگندر ناتھ

"جگن ناتھ خمارؔ امرتسری" کے نام سے "نورِ سخن" میں ایک نعت شائع ہوئی۔ میں نے اس کے حوالے سے اس شخصیت کا ذکر کر دیا ہے۔ اب ماہنامہ "نعت" لاہور کا خاص نمبر "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصۂ چہارم سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ وہی نعت جو نور احمد میرٹھی نے جگن ناتھ خمارؔ امرتسری کے نام سے چھاپی، ماہنامہ "پیشوا" دہلی کے رسول ﷺ نمبر "تذکرۂ جمیل" مطبوعہ ۱۹۳۲ میں " جگندر ناتھ خمارؔ امرتسری" کے نام سے چھپی تھی۔ ماہنامہ نعت کے محولہ بالا نمبر (ستمبر ۱۹۹۳) کے صفحہ ۱۵ پر شاعر کا نام چھپا اور صفحہ ۲۶ پر ان کی اسی نعت کا ایک شعر "پیشوا" کے محولہ بالا نمبر کے حوالے سے شائع کیا گیا۔

"پیشوا" کا محولہ بالا نمبر فی الوقت میرے پاس نہیں ہے، اس لئے نہیں کہا جا سکتا

کہ نور احمد میرٹھی کی بات درست ہے یا ماہنامہ "نعت" میں "پیشوا" کے حوالے سے دیا گیا نام صحیح ہے۔

ساقی دہلوی' پنڈت جواہر ناتھ

اب تک کی حاصل کردہ معلومات کے مطابق اردو کے سب سے پہلے رسول ﷺ نمبر میں پنڈت جواہر ناتھ ساقی کی ایک نعتیہ نظم "برزخ رسول ﷺ" شائع ہوئی۔ یہ ماہنامہ "نظام المشائخ" دہلی کا فروری مارچ ۱۹۱۱ / محرم صفر ۱۳۲۹ھ کا مشترکہ شمارہ (جلد ۳۔ شمارہ ۲' ۳) ہے۔ اس کے صفحات ایک سو ساٹھ ہیں۔ اس کا ایک نسخہ عابد حسین شاہ کی قائم کردہ بہاء الدین ذکریا "لائبریری" ' ممگینی' تحصیل چوا سیدن شاہ ضلع چکوال میں موجود ہے۔ اس نمبر کا تعارف ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ چہارم (ستمبر ۱۹۹۳) میں شائع ہوا۔ (ص ۶' ۷)

اس تعارف میں جواہر ناتھ ساقی کی مذکورہ بالا نعتیہ نظم کا حوالہ ملتا ہے۔ نمونۂ نعت فی الوقت دستیاب نہیں۔

شہرت' آنند لال

ماہنامہ "پیشوا" دہلی کے مذکورہ بالا رسول ﷺ نمبر بعنوان "تذکرۂ جمیل" مطبوعہ ۱۹۳۲ (۱۳۵۱ھ) میں آنند لال شہرت کی ایک نعت موجود تھی۔ میں نے ان کی نعت کا ایک شعر

نظام اس کا کمالِ آدمیت
پیام اس کا ٹھ از امن و اماں ہے

ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ چہارم (ستمبر ۱۹۹۳۔ جلد ۶' شمارہ ۹۔ ص ۲۲) میں چھاپا تھا۔ فی الوقت "پیشوا" کا محولہ بالا نمبر میرے سامنے نہیں ہے۔ اس کا ایک نسخہ بہاء الدین ذکریا "لائبریری میں موجود ہے۔ مستقبل میں اس موضوع پر کام کرنے والے اس نمبر کو حاصل کر کے پوری نعت حاصل کر سکیں گے۔

سکھوں کی نعت گوئی

سکھوں کے معاملے میں دوسرے غیر مسلموں کی نعت گوئی سے ہٹ کر' صرف ایک ہی بات کہی جا سکتی ہے کہ سکھ توحید کے قائل ہیں۔ سکھ مت میں خالق و مالک کی وحدانیت کو ماننا بنیادی بات ہے۔ اس طرح وہ ہندوؤں کی بہ نسبت مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ ہندو تو بُتوں کی پوجا کرتے ہیں' اپنی مرضی سے پتھر کے یا دوسری کسی دھات کے' یا چاہیں تو لکڑی کے بُت بنا لیتے ہیں۔ ان کے نقوش بھی اپنی مرضی سے یا اپنے خیال کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ اور ان کے سامنے جھک جاتے ہیں' انہیں پرنام کرتے ہیں' انہیں سجدہ کرتے ہیں' ان سے مدد مانگتے ہیں۔۔۔ سکھوں کی یہ حالت نہیں۔ وہ ایک خدا کو مانتے ہیں اور اس حد تک مسلمانوں سے قریب ہیں۔

مسلمان بھی توحید کے قائل ہیں لیکن ہم اس توحید کے قائل ہیں جو حضور محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ ہمارے لئے جو کلمۂ توحید پڑھنا اور اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے' وہ لا الہٰ الاّ اللہ پر ختم نہیں ہوتا' محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر تکمیل پذیر ہوتا ہے۔۔۔۔ اور' میرا ایمان ہے کہ اگر آپ توحید کے قائل ہیں تو آپ کے لئے حضور ختمی مرتبت ﷺ کی رسالت و نُبوت بلکہ محبوبیت کا قائل ہونا مشکل نہیں رہتا۔

یہ بات تو زیر نظر تالیف کے صفحات سے' بلکہ ہر فقرے اور ہر شعر سے واضح ہوتی ہے کہ حضور محسن کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی سیرتِ طیبہ کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے والے آپ ﷺ کی تعریف و ثنا میں تر زبانی پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ جو صاحبِ علم و دانش حضورِ اکرم ﷺ کی رحمتہ للعالمینی کو پیشِ نظر رکھتے ہیں' وہ آپ ﷺ کی مدحت میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ پھر' اگر کوئی آدمی توحیدِ خداوندی کا پہلے سے قائل ہو تو اس کے لئے سرکار ﷺ کے حالاتِ حیات سے واقفیت کے نتیجے میں متاثر ہونا نسبتاً" آسان ہوتا ہے۔

اس لئے سکھ حضرات سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کہتے نظر آتے ہیں تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے۔ لیکن ہندو اور سکھ نعت گوؤں کا تقابل کریں تو ہندو

نعت گو زیادہ ہیں، سکھ کم ہیں۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ سکھ قوم شاعری کی طرف کم ہی آتی ہے۔ سکھ عسکری صلاحیتوں کی حامل قوم ہے، شعر و سخن کی دنیا ان کی جنگ و جدل کی زندگی سے مختلف ہے۔ ہندو عددی اعتبار سے سکھوں سے کہیں زیادہ بھی ہیں اور شعر و سخن کی دنیا میں آنے والے بھی ہیں۔

پروفیسر شفقت رضوی نے سکھ شعرا کی حمد گوئی کا ذکر اپنے مضمون "ہندو شاعروں کے کلام پر فکرِ اسلامی کے اثرات" میں کیا ہے۔ انہوں نے جن سکھوں کے حمدیہ اشعار شاملِ مضمون کئے ہیں، ان میں یہ شاعر شامل ہیں۔ ٹھاکر راجیشور سنگھ اعزاز۔ راجا بہادر سنگھ بہادر (شاگردِ انشا)۔ دیوان صورت سنگھ بہار و صورت۔ جواہر سنگھ جوہر (شاگردِ جرات)۔ منشی جواہر سنگھ جوہر (شاگردِ خواجہ وزیر ۔ م ۱۸۸۰)۔ موہن سنگھ دیوانہ (پ ۱۸۹۹)۔ کنور مندر سنگھ بیدی سحر۔ منشی دیوالی سنگھ مخمور۔ منشی شیو سنگھ (دہلی)۔ منشی سدا سنگھ قرار (شاگردِ سودا)۔

چونکہ توحید سکھوں کے مذہب کی بنیاد ہے اور ان کے ماحول میں ہندو بتوں کو پوجتے ہیں، اس لئے ان کے چند حمدیہ اشعار کا مطالعہ قارئین کرام پسند کریں گے:

لقب جس کا دل ہے، وہی گھر خدا کا
یہ کعبہ بتوں کا سنوارا نہیں ہے (سدا سنگھ قرار)

نہیں دیکھتے خلق میں جو خدا کو
خدا جانے وہ لوگ کیا دیکھتے ہیں (موہن سنگھ دیوانہ)

مری تدبیر تیغ و تبر و بم کا کام کرتی ہے
رضائے حق بہ رنگِ خوبیٔ تقدیر لڑتی ہے (موہن سنگھ دیوانہ)

کس کو ہے اس کے فروغِ شمعِ وحدت کی نظر
ایک موسیٰؑ ہی تھا پروانہ تجلی گاہ کا (جوہر۔ شاگردِ وزیر)

الوہیت، فنا، تخلیق، شانیں خاص اس کی ہیں
پرستش کرتے ہیں ہم نام رکھ کر اس کی قدرت کا (جوہر۔ شاگردِ جرات)

اثیم، ٹھاکر یوا سنگھ

ماہنامہ "الرشید" لاہور کے نعت نمبر ۱۴۱۱ھ میں ان کی ایک نعت شائع کی گئی ہے (۱)۔ پہلے چار اشعار کے بعد شاعر کا نام ہے، پھر پانچ اشعار مزید چھاپ کر شاعر کا نام لکھا گیا ہے۔ اس طرح نظر بظاہر اثیم کی دو نعتیں نظر آتی ہیں، حقیقت میں یہ ایک ہی نعت ہے جس کے تین اشعار تو نعت کے نہیں، باقی اشعار نعتیہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

پھیکا ہے نورِ خورِ رُخِ انور کے سامنے
ہے ہیچ مشک زلفِ معنبر کے سامنے

اتنا کرم ہو، آنکھ میں آ جائے روشنی
کہنا صبا یہ جا کے پیمبر ﷺ کے سامنے

جس در سے آج تک کوئی لوٹا نہ خالی ہاتھ
دستِ طلب دراز ہے اُس در کے سامنے

حاجت ہے کیا بیان کی، ہے سربسر عیاں
ذرّہ کا حال مہرِ منور کے سامنے

رضواں تجھے جو ناز ہے جنّت پہ اِس قدر
کیا چیز ہے وہ روضۂ اطہر کے سامنے

سر پر ہو ان کا دستِ شفاعت اثیم کے
جس دم کھڑا ہو داورِ محشر کے سامنے

حواشی

(۱) الرشید (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ۔ ص ۳۶۰ (جلد دوم)
(۲) "الرشید" میں "سر پر" کے بجائے "سر پہ" لکھا ہے۔

اشک جالندھری، نردیو سنگھ

فانی مراد آبادی نے لکھا ہے کہ ان کی تعلیم بی اے اور عمر (۱۹۶۲ میں' فانی کی کتاب کی اشاعت کے وقت) ۳۲ سال ہے۔ پیشہ آڈیٹر لکھا ہے (۱)۔ ان کی ایک نعت کے آٹھ اشعار اِس کتاب میں ہیں۔ "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں تین اشعار دیے گئے ہیں۔ پروفیسر خالد بزمی نے چار (۲) اور نور احمد میرٹھی نے پانچ اشعار منتخب کیے ہیں (۳)۔ خادم سوہدروی کی مرتب کردہ کتاب میں اشک کی نمائندگی نہیں ہے۔

رسائی پھر یقینی ہے تری اے طالبِ منزل
حبیبِ کبریا ﷺ جب ہے امیرِ کارواں تیرا

اے دونوں جہاں کی نعمتیں حاصل ہیں دنیا میں
بنایا جس نے دل میں اے رسولُ اللہ ﷺ مکاں تیرا

رُخجل ہوں میں گناہوں سے' کرم ہو شافعِ محشر ﷺ
مجھے بھی ہو بقا حاصل' ملے جو آستاں تیرا

اگر کوئی تمنّا ہے مرے دل میں تو یہ آقا ﷺ
دمِ آخر جبیں میری ہو' سنگِ آستاں تیرا

بہت گھبرا گیا ہوں یا نبی ﷺ! آلامِ دنیا سے
سکوں مل جائے' مجھ کو بھی' ملے جو آستاں تیرا

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۴۷
(۲) شام و سحر۔ نعت نمبر (۱)۔ ص ۲۹۳
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۴۷
(۴) "نورِ سخن" میں اس نعت کا مقطع بھی لے لیا گیا جبکہ وہ نعت نہیں ہے۔

بی ڈی (بواوتی)

سردار بوڑ سنگھ بیر (امرتسر) کی اہلیہ۔ ان کی ایک اردو نعتیہ نظم کے چار اشعار اور فارسی کے چار اشعار جن کا ایک شعر نعتیہ ہے' فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب

"ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" میں موجود ہیں (۱)۔ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتحپوری نے ان کے اردو کے یہی چار اشعار نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بواوتی صاحبہ کی نعتیں ان کے سوزِ دروں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان میں داخلیت کی کارفرمائی لائقِ توجّہ ہے"۔ (۲) اس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بی ڈی کی کئی نعتیں دیکھی ہیں' حالانکہ ان کے سامنے فانی مراد آبادی ہی کی کتاب ہے۔

میں کس لئے ہوں زیست سے بیزار ہو گئی
میری حیات کس لئے دشوار ہو گئی

فرقت نے کس کی ہے مجھے مجنوں کر دیا
میں کس کی جان و دل سے خریدار ہو گئی

کافور ہو گئی ہے مرے دل کی تیرگی
شکرِ خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی

اخلاقِ احمدی ﷺ نے ہے حیراں کیا مجھے
بی ڈی کنیزِ احمدِ مختار ﷺ ہو گئی (۳)

آرزوئے جلوۂ دلدار گر بی ڈی تُراست
عرضِ من دارم' نثارِ احمدِ مختار ﷺ شو (۴)

"ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" مرتبہ عبدالمجید خادم سوہدروی میں بھی یہی چار اشعار اردو کے اور چار فارسی کے ہیں (۵)۔

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۱۵۶'۱۵
(۲) اردو شاعری میں نعت۔ جلد دوم (حالی سے حال تک)۔ ص ۲۷۳
(۳) پروفیسر خالد بزمی نے اپنے مضمون "اعترافِ عظمت" میں یہ چاروں شعر نقل کیے ہیں (شام و سحر۔ نعت نمبر ۱۹۸۱۔ ص ۲۸۰)
(۴) نور احمد میرٹھی نے اپنی مرتبہ کتاب "نورِ سخن" میں فارسی کے چاروں شعر نمونۂ نعت کے طور پر نقل کیے ہیں اور صرف یہ فارسی اشعار ہی نقل کیے ہیں' حالانکہ ان میں صرف مندرجہ بالا شعر ہی نعتیہ ہے (نورِ سخن۔ ص ۵۴)
(۵) خادم سوہدروی کی مرتبہ کتاب۔ ص ۳۷

بیدار، پروفیسر کرپال سنگھ

ماہنامہ "جلوۂ طور" ملتان کی اشاعتِ خاص بعنوان "پیغمبرِ اسلام ﷺ انجیل مقدس کی روشنی میں" ۲۰ × ۳۰ / ۱۶ کے ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ جنوری فروری ۱۹۵۸ میں شائع ہوئی۔ اس میں پروفیسر کرپال سنگھ بیدار کی ایک نعت شامل ہے۔ (۱)۔ محولہ بالا نعت ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر بعنوان "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" (حصہ اول) میں "جلوۂ طور" کے حوالے سے شائع کی گئی (۲)۔ بیدار کی اور کوئی نعت کہیں سے نہیں ملی۔

اے کہ تجھ سے رخِ عالم کو درخشانی ملی
ساغرِ خورشید کو صہبائے نورانی ملی
اے کہ انوارِ حقیقت سے بنا پیکر ترا
حیرت و آئینۂ تخلیق ہے جوہر ترا
اے کہ تیری ذات سے پیدا نشانِ زندگی
اے کہ تیری زندگی ہے سرِ نہانِ زندگی
اے کہ تجھ پر آشکارا رازہائے کائنات
تیری ہستی ابتدا و انتہائے کائنات
اے کہ تیرے رخ کی تابش سے فضا پُرنور ہے
تیری خاکِ پا کا ہر ذرہ حریفِ طور ہے
ضوفشاں تیری محبت ہے دلوں میں اس طرح
عکسِ انجم مضطرب آبِ رواں میں جس طرح
تیری شانِ لطف عالم میں درخشاں ہو گئی
رحمتِ "الفقر فخری" ابرِ نیساں ہو گئی
اس قدر تیری کرامت کی فراوانی ہوئی

بیکسوں کو دولتِ پرویز ارزانی ہوئی
حاکم و محکوم کو تو نے برابر کر دیا
ذرۂ ناچیز کو ہمدوشِ اختر کر دیا
تیری پُراسرار ہستی کا بیاں ہو کس طرح
تجھ میں جو اعجاز مخفی ہے، عیاں ہو کس طرح
آسمانی عظمت و تقدیس کا مظہر ہے تو
مختصر یہ ہے، خدا کا خاص پیغمبر ﷺ ہے تو

حواشی

(۱) جلوۂ طور (ماہنامہ) ملتان۔ اشاعتِ خاص۔ جنوری فروری ۱۹۵۸۔ ص ۱۹
(۲) نعت (ماہنامہ)۔ فروری ۱۹۸۹۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" (اول)۔ ص ۸۷

بیکل، بشن سنگھ

سردار بشن سنگھ بیکل کے ایک نعتیہ مسدس کے چار بند ماہنامہ "پیشوا" دہلی کے رسول ﷺ نمبر بعنوان "تذکرۂ جمیل" ۱۹۳۲ میں شائع ہوئے (۱)۔ یہ نمبر میرے ذاتی ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔ میں نے یہ چاروں بند ماہنامہ "نعت" کے خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول میں چھاپ دیے (۲)۔ ممتاز حسن نے اپنے انتخابِ نعت میں اس مسدس کے تین بند شامل کیے (۳)۔ نور احمد میرٹھی نے "نورِ سخن" میں اس کا ایک بند نقل کیا ہے (۴) آفتاب احمد نقوی (اب ڈاکٹر) نے اس مسدس کے تیسرے بند کے آخری دو مصرعوں کو ایک شعر کے طور پر نقل کر دیا ہے (۵)۔

"الفضل" قادیان کے ایک خاص نمبر میں اس مسدس کے چاروں بند شائع کیے گئے اور ساتھ میں لکھا گیا۔ "تمیز جناب خلیق لاابالی، سرگودھا" (۶)

مسدس یہ ہے:

اے رسولِ پاک ﷺ اے پیغمبرِ عالی وقار
چشمِ باطن ہیں نے دیکھی تجھ میں شانِ کردگار

تیرے دم سے تُل نظر سے ہیں وہ عرفاں کے خار
خوبیوں کا ہو تری کیونکر بھلا ہم سے شُمار

نور سے تیرے، اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبروِ کفّار کی پانی ہوئی

کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا رہنما جانیں تجھے
دیکھنے کو دے خدا آنکھیں تو پہچانیں تجھے
حق کی ہے بیکل صدا، شمسُ الضحیٰ مانیں تجھے

گر مسلمانوں کا اک پیغمبرِ اعظم ہے تو
اپنی آنکھوں میں بھی اک اوتار سے کب کم ہے تو

حواشی

(۱) پیشوا (ماہنامہ) دلی۔ رسول ﷺ نمبر۔ "تذکرۂ جمیل"۔ جون جولائی ۱۹۳۳ء۔ ص ۱۵۱
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ "غیر مسلموں کی نعت"۔ حصہ اول۔ ص ۱۷
(۳) خیر البشر ﷺ کے حضور میں۔ ص ۱۰۷
(۴) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۹۲
(۵) سلسبیل (ماہنامہ) لاہور۔ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ نمبر۔ اکتوبر نومبر ۱۹۸۱ء۔ ص ۳۱۵ / محفل (ماہنامہ) لاہور۔ خیر البشر ﷺ نمبر۔ مارچ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۰۱ (مضمون از آفتاب احمد نقوی)
(۶) الفضل (روزنامہ) قادیان۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء۔ ص ۲۱

جوہرؔ، جواہر سنگھ

"جواہر سنگھ جوہرؔ" نام کی دو شخصیتیں ہیں۔ ایک کے بارے میں عبدالغفور نساخؔ نے لکھا ہے۔ "جوہرؔ تخلص۔ جواہر سنگھ ولد بختاور سنگھ راقمؔ۔ باشندۂ لکھنؤ۔ شاگردِ خواجہ وزیرؔ و مرزا ناطقؔ۔ فارسی گو۔ دیوان ان کا نظر سے گزرا" (۱)۔

سید محسن علی محسنؔ لکھنوی کے "تذکرۂ سراپا سخن" میں ان کے بارے میں یہ معلومات ملتی ہیں۔ "جوہرؔ۔ منشی جواہر سنگھ۔ سررشتہ دار بخشی گری دفتر دیوانی بادشاہ ہیں۔

ولد رائے بختاور سنگھ راقمؔ بن رائے بہاری لال برادرِ عم زاد رائے صاحب رام پسر راجا پورن چند کے اور خواہر زادے بخشی الملک راجا لال جی بہادر کے۔ قوم کا کھتری۔ باشندۂ لکھنؤ۔ صاحبِ دیوانِ فارسی اور ریختہ مع قصائد۔ ریختہ میں شاگردِ خواجہ وزیرؔ، فارسی میں شاگردِ ناطقؔ" (۲)۔

پروفیسر شفقت رضوی نے دونوں کا نام "جواہر سنگھ جوہرؔ" لکھا ہے۔ دوسرے جرأتؔ کے شاگرد ہیں (۳)۔ انہوں نے خواجہ وزیرؔ کے شاگرد کے بارے میں لکھا ہے کہ ۱۸۸۰ میں فوت ہوئے (۴)۔

"سخنِ شعرا" میں جرأتؔ کے شاگرد کا نام "جواہر سنگھ جوہرؔ" تحریر ہے اور ساتھ لکھا ہے۔ "اجاگر طوائف پر عاشق تھے"۔ اس تذکرے میں ان کا جو شعر نمونے کے طور پر دیا ہے وہ "اجاگر" ردیف میں کہی گئی غزل کا مطلع ہے (۵)۔

اب کچھ پتا نہیں چلتا کہ ان دونوں میں سے نعت کا شعر کس نے کہا جو ناظر کاکوروی نے "اردو کے ہندو ادیب" کے صفحہ ۷۳، اور ۲۳۴ پر نقل کیا ہے۔ صفحہ ۷۳ پر شاعر کا نام "جوہر سنگھ جوہرؔ" لکھا ہے اور انہیں خواجہ وزیرؔ کے ارشد تلامذہ سے بتایا ہے۔ صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴ پر ہے کہ "لکھنؤ کی شاہی سرکار سے وابستہ تھے مگر جب یہ چمن اجڑا تو بلرام پور چلے گئے"۔ دونوں جگہوں پر مندرجہ ذیل شعری نمونۂ کلام کے طور پر دیا ہے (۶)۔

قصور اے شیخ دیں ثابت نہیں منصور و سرمد کا
انا الحق حُسنِ سنت ہے انا ہے میم احمد ﷺ کا

حواشی

(۱) نساخؔ، عبدالغفور۔ سخنِ شعرا۔ مطبوعہ لکھنؤ (کتاب کی پہلی اشاعت اکتوبر ۱۹۷۳/ ۱۳۹۱ھ کا عکس) ۱۹۸۲۔ ۱۱۸
(۲) تذکرۂ سراپا سخن (مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن) مطبوعہ لاہور۔ جنوری ۱۹۷۰ء۔ ص ۳۴
(۳) اردو (سہ ماہی) انجمن ترقی اردو، کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۷۵، ۷۸
(۴) ایضاً"۔ ص ۷۸
(۵) سخن شعرا۔ ص ۱۱۳

(۹) ناظر کاکوروی۔ اردو کے ہندو ادیب۔ دہلی۔ ۱۹۳۲۔ ص ۲۷، ۲۳۳، ۲۳۴

راجا، بلوان سنگھ

عبدالغفور نساخ نے تذکرہ "سخن شعرا" میں ان کے بارے میں لکھا۔ "راجا تخلص۔ بلوان سنگھ۔ خلف راجا چیت سنگھ بہادر۔ راجہ بنارس مقیم اکبر آباد۔ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہیں" (۱)۔ سید محسن علی محسن لکھنوی کے "تذکرہ سراپا سخن" میں بھی یہی معلومات ہیں (۲)۔

پروفیسر سید یونس شاہ نے ان کے بارے میں جو معلومات دی ہیں، وہ یہ ہیں۔ "نظیر اکبر آبادی کے ایک شاگرد۔ مہاراجا بلوان سنگھ بہادر راجا کاشی گوتم برہمن، تخلص راجا، سکونت قدیم بنارس، حال آگرہ۔ عمر ۷۰ سال۔ مدتِ شاعری ۳۷ سال۔ تصنیفات: یہ دیوان و یک مثنوی و یک بیاض سلام و مرثیہ وغیرہ"۔ (۳) اب یہ کسی طرح پتا نہیں چلتا کہ انہوں نے یہ معلومات کہاں سے نقل کی ہیں، بلوان سنگھ راجا کی عمر ۷۰ سال کس سن میں تھی؟...... وغیرہ۔

پروفیسر سید یونس شاہ نے پہلے لکھا ہے کہ ان کی غزل کا ایک شعر سنئے۔ اور یہ لکھ کر غزل کے دو شعر درج کئے ہیں۔ پھر لکھا ہے "اب نعت کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے"۔۔۔ یہ لکھ کر ایک نعت کا اور ایک منقبت کا ۔۔۔۔۔ مندرجہ ذیل شعر درج کیا ہے:

هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ کا مطلب نورِ احمد ﷺ ہے
اسی پہ ابتدا ٹھہرے، اسی پہ انتہا ٹھہرے

الٰہی ذرۂ خاکِ نجف ہوں، بُو ترابی ہوں
کوئی پرجا، کوئی راجا، کوئی ظلِ ہُما ٹھہرے

مجھے جعفر حسین خاں جونپوری کی مرتبہ کتاب "رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" میں بلوان سنگھ راجا کی ایک نعتیہ رباعی ملی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

کیا چیز تھی نورِ مصطفیٰ ﷺ سے پہلے

بے شبہ یہ تھے انبیا سے پہلے
بعد ان کے نبوت ہے اسی طرح محال
جس طرح نہ تھا کوئی خدا سے پہلے (۴)

حواشی

(۱) نساخ، عبدالغفور۔ سخن شعرا۔ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۲ (پہلے ایڈیشن مطبوعہ ۲۹ / ۱۸۷۴ کا عکس)۔ ص ۱۷۴
(۲) محسن لکھنوی، سید محسن علی۔ تذکرۂ سراپا سخن۔ (مرتبہ: ڈاکٹر اقتدا حسن)۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۰۔ ص ۳۵
(۳) یونس شاہ، پروفیسر سید۔ تذکرۂ نعت گویان اردو۔ جلد دوم۔ ص ۴۰
(۴) جعفر حسین خاں جونپوری (مرتب)۔ رثائی ادب میں ہندوؤں کا حصہ۔ اردو پبلشرز، لکھنؤ۔ بار اول۔ نومبر ۱۹۸۳۔ ص ۸۷

سحر، کنور مہندر سنگھ بیدی

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کی زبان شستہ تھی۔ زیادہ تر اردو بولنے والے علاقوں میں رہے، شستہ اردو بولتے تھے۔ پہلے مشرقی پنجاب کے ضلع سنگرور کے ڈپٹی کمشنر تھے، بعد میں دہلی کے ڈپٹی کمشنر ہو گئے۔ محمد دین کلیم لکھتے ہیں کہ انہیں محمد عبداللہ قریشی مدیر "نقوش" لاہور نے بتایا تھا کہ لاہور میں جب بھی آتے، قتیل شفائی کے ہاں (کچی کوٹھی (حسن آباد) میں ٹھہرتے تھے (۱)۔

میں ان کی وفات سے چند ماہ قبل فروری ۱۹۹۲ میں دہلی گیا تو ایک دن ان سے ملنے ان کی قیام گاہ پر پہنچا۔ بہت شفقت سے پیش آئے۔ میں نے ماہنامہ "نعت" لاہور کے "غیر مسلموں کی نعت" کے موضوع پر شائع ہونے والے تین شمارے پیش کئے تو مجھے اپنی نعتیں بھجوانے کا وعدہ کیا، اپنی خود نوشت "یادوں کا جشن" عنایت فرمائی اور ایک نعت کے تین شعر لکھوائے (۲)۔

ان کی چند نعتیں دستیاب ہیں، ہر نعت کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں:

نعت خوانِ سرورِ کون و مکاں ﷺ ہوتا ہوں میں

دیکھنا، روح الامینؑ سے ہم زباں ہوتا ہوں میں
رات دن جس آستاں پہ ہیں ملائک سجدہ ریز
بارہا اوجِ تخیّل سے وہاں ہوتا ہوں میں
سرورِ کون و مکاں ﷺ پہ بھیجتا ہوں صد درود
اس طرح شیریں سخن، رطبُ اللّساں ہوتا ہوں میں
عجز سے پابوس ہوتی ہے حیاتِ جاوداں
جب فدائے نامِ شاہِ اِنس و جاں ﷺ ہوتا ہوں میں
جب کبھی جاتے ہیں مل کر سُوئے طیبہؔ خوش نصیب
کارواں کے ساتھ گردِ کارواں ہوتا ہوں میں(۳)

بلندی پہ اپنا نصیب آ گیا ہے
درِ پاکِ مولیٰ ﷺ قریب آ گیا ہے
مدینہ بالآخر قریب آ گیا ہے
مرے کام میرا نصیب آ گیا ہے
یہ کہہ کہہ کے دل کو سنبھالا ہے، میں نے
ٹھہر جا، مدینہ قریب آ گیا ہے
نکلنے کو ہیں دل کے ارماں سحرؔ سب
وہ دیکھو، مدینہ قریب آ گیا ہے(۴)

مدینہ تک پہنچ جائے، پہنچ جائے تو مَر جائے
یہی بیمارِ غم کا مُدّعا، معلوم ہوتا ہے
سمٹ کر دو جہاں کی وسعتیں آئیں تخیّل میں
تصوّر سرورِ لولاک ﷺ کا معلوم ہوتا ہے
سحرؔ کے لب بافراطِ ادب بے تابِ جُنبش ہیں
سنو، صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ معلوم ہوتا ہے(۵)

مقدّرات سے یہ اہتمام ہو جائے

کہ میری روح کا طیبہ مقام ہو جائے
جو کام عشقِ نبی ﷺ میں تمام ہو جائے
حصولِ لذّتِ کیفِ دوام ہو جائے
وصول ہو جو اجل سے پیام ہو جائے
زباں پہ جاری محمد ﷺ کا نام ہو جائے
یہی ہے ایک تمنائے زندگی ہمدم
حریمِ پاک میں عرضِ سلام ہو جائے
درِ رسول ﷺ پہ جا کر جو ہوں میں سر بہ سجود
تو شام صبح بنے، صبح شام ہو جائے
رسائی تا بہ درِ شاہِ دو جہاں ﷺ ہو اگر!
یہی فقیر فلک احتشام ہو جائے
پھر اک جہان ہے مشتاق یا رسول اللہ
تجلّیات کو پھر اذنِ عام ہو جائے
یہ آرزو ہے مدینے پہنچ کے اے مولا ﷺ
نثار روضہ پہ ادنیٰ غلام ہو جائے
سبب شفاعتِ مولا کا ہو تو کیا کہنا
گناہ قابلِ صد احترام ہو جائے
وفورِ شوق میں روضہ کے سامنے گرنا
مرا رکوع و سجود و قیام ہو جائے
حبیبِ پاک ﷺ بلا لیں اگر مجھے تو سحرؔ
مری رسائیِ طالع کا نام ہو جائے(۶)

پہنچ کے طیبہ میں یا الٰہی نظر یہ کیا چیز آ رہی ہے
مری نگاہوں میں آج کیسی حسین دنیا سما رہی ہے
نزول ہوا شوق کا تقاضا تڑپ رہی ہے ہر اک تمنا

چلو مدینے، چلو مدینے، یہ دل سے آواز آ رہی ہے
شہرِ عربؐ کی عنایتوں کا تحرّ نہیں ہے کوئی ٹھکانا!
مرے گناہوں کی بے پناہی ہزار مجھ کو ڈرا رہی ہے(۷)

فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں ان کا ایک سلام بصورتِ مثنوی ہے (۱۷ شعر) سلام کے تمہیدی شعر ملاحظہ فرمائیے:

تصوّر بے پناہی میں ہو یکتا
تخیّل ہو سراسر عرش پیما
صدائیں نکلیں سازِ تارِ جاں سے
زمینِ شعر اُترے آسماں سے
پھر اپنی روح سے کاغذ بناؤں
قلم طوبیٰ کی شاخوں سے منگاؤں
مدد لوں قلب کی ضو پاشیوں سے
سجاؤں نو بہ نو نقاشیوں سے
وفورِ شوق میں پھر والہانہ
کروں عرضِ سلامِ عاشقانہ(۸)

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسول ﷺ کی
ہے بندگی خدا کی، اطاعت رسول ﷺ کی
ہے مرتبہ حضور ﷺ کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول ﷺ کی
تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں ﷺ کی یاد
سرمایۂ حیات ہے الفت رسول ﷺ کی
انسانیت، محبتِ باہم، تمیز، عقل
جو چیز بھی ہے، سب ہے عنایت رسول ﷺ کی
ترتیب دی گئیں شبِ اسریٰ کی خلوتیں

تحقیق کلّی یہ شان، یہ عظمت رسول ﷺ کی(۹)

جو اشعار مجھے خود انھوں نے لکھوائے تھے، یہ ہیں:

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں
صرف مُسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں
خود بخود ان کے تصوّر سے سنور جاتا ہے
ہم نے خود اپنے مقدّر کو سنوارا تو نہیں
محتسب حشر میں مانگے ترے بندوں سے حساب
تجھ کو محبوبِ خدا ﷺ، یہ بھی گوارا تو نہیں(۱۰)

حواشی

(۱) استقلال (ہفت روزہ) لاہور۔ ۱۱ تا ۱۷ مئی ۱۹۸۲ء۔ ص ۲۶ (مضمون "لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعرا")

(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۹۳ء۔ "نعت کے سائے میں"۔ ص ۱۵، ۱۶، ۱۹

(۳) فانی مراد آبادی کی کتاب میں اس نعت کے سات شعر ہیں (ص ۱۱) پروفیسر خالد بزمی کے مضمون میں پانچ شعر (شام و سحر نعت نمبر۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۵۸) اور "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" جلد دوم میں چار شعر نقل کئے گئے ہیں (ص ۳۶۸، ۳۶۹)

(۴) فانی کی کتاب میں اس نعت کے دس اشعار ہیں (ص ۸۲) تذکرۂ نعت گویانِ اردو میں چار شعر (جلد دوم۔ ص ۳۶۹)

(۵) فانی کی کتاب میں ۹ شعر ہیں (ص ۲۹) "اردو شاعری میں نعت" جلد دوم میں چار (ص ۲۷۴) اور "تذکرۂ نعت گویانِ اردو" جلد دوم میں تین شعر ہیں (ص ۳۷۰)

(۶) فانی کی کتاب میں اس نعت کے گیارہ اشعار ہیں (ص ۱۱۳) / فانی کے کاتب نے نعت کے گیارہ اشعار یوں کتابت کئے ہیں کہ دور سے یہ مسدس معلوم ہو۔ پروفیسر سید یونس شاہ نے اس نعت کو دور ہی سے دیکھ کر پہلے تین شعر مسدس کا ایک بند کہہ کر نقل کر دیئے ہیں (تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۷۰) / ماہنامہ "نعت" کے ایڈیٹر نے نعت پڑھ لی اور اس کے چار شعر ایک پرچے میں چھاپ دیئے (غیر مسلموں کی نعت" جلد اول۔ اگست ۱۹۸۸ء۔ ص ۶۹)

(۷) فانی کی کتاب میں ۹ شعر ہیں (ص ۳۷) خالد بزمی نے اپنے مضمون میں پانچ شعر دیئے ہیں (شام و سحر نعت نمبر۔ ۱۹۸۱ء۔ ص ۲۵۹) اور "نعت" میں ۳ شعر شائع کئے گئے ("غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۶۵)

(۸) یونس شاہ نے یہی پانچ شعر دیے ہیں (تذکرۂ نعت گویانِ اردو۔ جلد دوم۔ ص ۳۲۶) خالد بزمی نے یہ پانچ شعر دینے کے بعد سلام کے پانچ شعر بھی نقل کیے ہیں (شام و سحر۔ نعت نمبر۔ ۱۹۸۱۔ ص ۲۵۸)

(۹) فانی کی کتاب میں ۹ شعر ہیں (ص ۱۱۳) / "خیر البشر ﷺ کے حضور میں" مرتبہ ممتاز حسن میں سات شعر ہیں (ص ۱۸۳) / "نورِ سخن" میں چھ شعر ہیں (ص ۳۱) / تذکرۂ نعت گویانِ اردو' جلد دوم میں پانچ شعر ہیں (ص ۳۰۷) "نعت" میں پانچ شعر چھپے ("غیر مسلموں کی نعت۔ حصہ اول۔ ص ۶۹")

(۱۰) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۹۲۔ "نعت کے سائے میں"۔ ص ۳۵

شمیم فرخ آبادی' شیر سنگھ

ان کی ایک نعت فانی مراد آبادی کی مرتبہ کتاب میں موجود ہے۔ یہاں اس نعت کے ۱۹ اشعار ہیں (۱)۔ "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں تین اشعار دیے گئے ہیں (۲)۔ خادم سوہدروی کی کتاب میں شیر سنگھ شمیم کی نمائندگی نہیں ہے۔ "نورِ سخن" میں بھی ان کا کوئی شعر نہیں۔

نعت یہ ہے:

رواں ہوں جانبِ کوئے محمد ﷺ
دکھا دے اے خدا روئے محمد ﷺ

ہیں عنبر بار گیسوئے محمد ﷺ
صبا لائی ہے خوشبوئے محمد ﷺ

جنہیں ہو دیکھنا نورِ الٰہی
وہ دیکھیں جلوۂ روئے محمد ﷺ

حقیقت آشنا ہونے کے باعث
ہمیں فردوس ہے کوئے محمد ﷺ

حسنین عہدِ کم سنی میں
بنا تھا تکیہ زانوئے محمد ﷺ

چھپا لیں گی خطائیں عورتوں کی
بروزِ حشر بانوئے محمد ﷺ

عجب کیا ہے مراد دل بر آئے
لگاؤ پاس ہے سوئے محمد ﷺ

شمیم ایسا بشر بھی کوئی ہو گا
جو ہو شیدا شائق کوئے محمد ﷺ

فانی نے ان کی کسی اور نعت کا مقطع بھی شاملِ کتاب کیا ہے:

مُسلم ہوں' خواہ غیر مذاہب کے آدمی
سب پر شمیم فرض ہے طاعت رسول ﷺ کی (۳)

فانی کی کتاب میں شاعر کا نام یوں لکھا ہے۔ "سردار شیر سنگھ شمیم فرخ آبادی۔ سٹی مجسٹریٹ"۔ (ص ۳۸' ۸۷)

حواشی

(۱) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۸۷
(۲) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۱۸ (۳) فانی مراد آبادی کی مرتب کردہ کتاب۔ ص ۳۸

عارج روپڑی' امر سنگھ

امر سنگھ عارج کی ایک نعت کے چھ اشعار مجلہ "مسلک" گوجرانوالہ کی اشاعت خاص میں (۱) اور آٹھ اشعار ماہنامہ "نعت" لاہور کے ایک خاص نمبر "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دُوم میں شائع ہوئے۔

نظر میں عرش کے جلوے ہیں' دل منوّر ہے
مری زبان پہ وصفِ رُخِ پیمبر ﷺ ہے

قدم قدم پہ جلے تیری رہبری کے چراغ
نفس نفس تری تطہیر سے معطر ...

فراخ جس کا ہے دستِ کرم دو عالم بھر

تو وہ سخی ہے، حقیقت میں جو تونگر ہے
تمام نکہت و رنگ و طرب ہیں جس پہ نثار
رسول ﷺ باغِ نبوّت کا وہ گلِ تر ہے
مٹا دے اُمّتِ مرحوم کی بھی تشنہ لبی
کہ تیرے قبضے میں زمزم ہے اور کوثر ہے
ادا حسینؓ کو یہ تیرے ہی شرف سے ملی
زبان محوِ عبادت ہے، سر پہ خنجر ہے
نہیں ہے غم ہمیں خورشیدِ حشر کا ہرگز
ہمارے سر پہ تری رحمتوں کی چادر ہے
نگاہ حُسنِ جہاں پر نہیں رہی عارج
کہ دل اسیرِ ادائے رُخِ پیمبر ﷺ ہے

حواشی

(۱) مہک (مجلہ گورنمنٹ کالج) گوجرانوالہ۔ اشاعتِ خصوصی۔ "نذرانۂ عقیدت بحضورِ سرورِ کونین ﷺ"۔ ص ۳۱۰
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم۔ جون ۱۹۸۹۔ جلد ۲۔ شمارہ ۶۔ ص ۸۲

عیشؔ دہلوی، عزّت سنگھ

ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برق نے اپنی کتاب "اردو کی نعتیہ شاعری" میں لکھا ہے کہ ذوقؔ، غالبؔ، مومنؔ کے دور میں بہادر شاہ ظفرؔ کی طرف سے باقاعدہ نعتیہ مشاعروں کا اہتمام ہونے لگا تھا۔ ظفرؔ، مومنؔ، مجروحؔ، صہبائیؔ، مولوی غلام امام شہیدؔ، فتح الملک رمزؔ، رحیم میرٹھی، عزّت سنگھ عیشؔ اور سُندر لال شگفتہؔ لکھنوی ان نعتیہ مشاعروں کی جان بنے تھے (۱)۔

آگے چل کر جب برق نے غیر مسلم نعت گووں کا ذکر کیا تو اس میں کہا کہ "گزشتہ اوراق میں بھی نرائن شفیقؔ و صاحب دکنی، پنڈت دیا شنکر نسیمؔ، عزّت سنگھ عیشؔ دہلوی اور

سندر لال شگفتہ لکھنوی کا نام آچکا ہے......." (۲)۔

ڈاکٹر طٰہٰ رضوی برق نے عزت سنگھ عیشؔ کا نمونہ نعت نہیں دیا۔ مجھے کہیں اور سے بھی ان کی کوئی نعت یا نعتیہ شعر نہیں ملا۔ لیکن ڈاکٹر برق نے یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے تو ممکن ہے، مستقبل میں نعت کے موضوع پر کام کرنے والا کوئی شخص عیشؔ کی کوئی نعت تلاش کر ہی لے---------اس لئے ان کا ذکر کر رہا ہوں۔

حواشی

(۱) طٰہٰ رضوی برق، ڈاکٹر۔ اردو میں نعتیہ شاعری۔ مطبوعہ بھارت۔ ۱۹۷۴۔ ص ۴۲
(۲) ایضاً۔ ص ۸۴

کشلؔ، ڈاکٹر شیر پرتاپ سنگھ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ کی شائع کردہ کتاب "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں ان کی نعت کے آٹھ اشعار شامل ہیں (۱) نور احمد میرٹھی نے ان میں سے پانچ اشعار "نور سخن" میں نقل کئے ہیں (۲) فانی مراد آبادی اور خادم سوہدروی کی مرتّب کردہ کتابوں میں شیر پرتاپ سنگھ کشلؔ کی کوئی بھی نعت نہیں ہے:

بادشاہِ دو جہاں خاتمِ پیغمبراں ﷺ
حاکمِ جنّ و ملک رہنمائے عاصیاں (۳)
آپ ﷺ ہی کو عرش پر حق نے کر کے میہماں (۳)
ساری کائنات کا کر دیا ہے رازداں
مجھ پہ بھی نگاہِ مہر اے شفیعِ عاصیاں ﷺ
بادلوں میں کفر کے کوندتی ہیں بجلیاں
فکر کچھ نہیں ہمیں حشر کے حساب کی
عاصیوں کو آپ سا مل گیا ہے مہرباں
آپ سردارِ جہاں، ہادیِ ہر انس و جاں
رہبرِ راہِ نجات، پیشوائے مُرسلاں

حشر کا جب آئے دن رکھیے گا کشل کو یاد
اے شفیع عاصیاں، اے شفیع عاصیاں ﷺ

"ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں نام "پرتاب سنگھ" لکھا ہے۔

حواشی

(۱) ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت۔ ص ۱۹ (۲) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۱۷۹

(۳) "نورِ سخن" میں "جس ملک" لکھا ہے جو درست نہیں۔

(۴) "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں "سماں" لکھا ہے جو درست نہیں۔

(۵) "نورِ سخن" میں "رکھے گا کشل کو بھی یاد" لکھا ہے جس سے شعر غلط ہو گیا ہے۔

کلیمؔ کرتارپوری، ٹھاکر رتن سنگھ

ماہنامہ "معارفِ اسلام" لاہور کے رسول ﷺ نمبر ۱۹۷۳ میں "عقیدت کے پھول" کے نام سے ان کی ایک نعت کے پانچ اشعار شائع ہوئے (۱) بعد میں یہی اشعار ماہنامہ "نعت" لاہور کی اشاعت اگست ۱۹۸۸ میں بھی نقل کیے گئے (۲)۔ اشعار یہ ہیں:

فخرِ جہاں کہوں کہ حبیبِ خدا ﷺ کہوں
حیراں ہوں، تجھ کو اے شہِ لولاک ﷺ کیا کہوں

تیری جبیں کو عکسِ رُخِ کبریا کہوں
تیرے ہی رخ کو سایۂ نورِ خدا کہوں

عقل ادب سرشت کو کچھ سوجھتا نہیں
اے عشق! تو بتا کہ محمد ﷺ کو کیا کہوں

"بعد از خدا بزرگ توئی" قصہ مختصر
اُمیدوارِ لطف ہوں مَیں، اور کیا کہوں

آخر کلیمؔ شافعِ محشر ﷺ کے سامنے
میں اپنے منہ سے داورِ محشر سے کیا کہوں

حواشی

(۱) معارفِ اسلام (ماہنامہ) لاہور۔ چوتھا رسول ﷺ نمبر۔ اگست ۱۹۷۳ (جلد ۸۔ شمارہ ۵)۔ ص ۳۸

(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ اگست ۱۹۸۸ (جلد ۱۔ شمارہ ۸)۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ ص ۷۷

مخمورؔ جالندھری، گور بخش سنگھ

پروفیسر خالد بزمی لکھتے ہیں کہ سردار گور بخش سنگھ مخمورؔ جالندھری اردو کے ایک بلند پایہ شاعر ہیں۔ ان کے کلام کے ایک سے زائد مجموعے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ ان کے کلام میں مہارت اور پختگی نمایاں ہے۔ وہ ترقی پسند تحریک سے بھی متاثر معلوم ہوتے ہیں (۱)۔

ان کی ایک ہی نعت ملتی ہے۔ فانی مراد آبادی نے اپنی مرتب کردہ کتاب میں اس نعت کے ۱۲ اشعار شامل کیے ہیں (۲)۔ "نورِ سخن" میں گیارہ اشعار نقل کیے گئے (۳)۔ پروفیسر خالد بزمی کے مضمون میں چھ (۴) اور ماہنامہ "نعت" لاہور کے نمبر "غیر مسلموں کی نعت" میں بھی چھ اشعار (۵) درج ہوئے۔

نعت کے چند اشعار دیکھیے:

پھیلا اُفق پہ نور رسالت مآب ﷺ کا
ہیبت سے منہ اُترنے لگا آفتاب کا

سیاحِ عرش، سائرِ کون و مکاں ہے تو
روح الامینؑ ہے نام ترے ہمرکاب کا

وحدت کا اک مغنیٔ آتش نوا ہے تو
ہر نغمہ کُفر سوز ہے تیرے رباب کا

تاروں میں روشنی ہے تو پھولوں میں تازگی
یہ وقت ہے ظہورِ رسالت مآب ﷺ کا

ظلمت کدوں میں ہیں سحرِ نو کی تابشیں

یہ فیض ہے ولادتِ ختمی مآب ﷺ کا
مخمورِ کیفِ نورِ رسالت سے مست ہوں
سب جانتے ہیں' میں نہیں خُوگر شراب کا

"ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" میں اس نعت کے تین اشعار دیے گئے ہیں۔

حواشی

(۱) شام و سحر (ماہنامہ) لاہور۔ نعت نمبر(۱)۔ جنوری فروری ۱۹۸۱۔ ص ۲۶۰
(۲) فانی مراد آبادی (مرتب)۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ص ۶۷
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ ص ۲۰۱' ۲۰۲
(۴) شام و سحر۔ نعت نمبر(۱)۔ ص ۲۶۰
(۵) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ "غیر مسلموں کی نعت" حصہ اول۔ اگست ۱۹۸۸۔ ص ۷۹

ناشاد' سرجیت سنگھ

نور احمد میرٹھی نے اپنی مرتب کردہ کتاب "نورِ سخن" میں ان کے دو نعتیہ اشعار دیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

اسی کی ہیں صبحیں' اسی کی ہیں شامیں
جو لیتا ہے ہر صبح نامِ محمد ﷺ
قیامت سے مجھ کو ڈراتا ہے ناصح
پتا ہے' کہ میں ہوں غلامِ محمد ﷺ

اگر یہ معلوم ہو سکتا کہ نور احمد میرٹھی نے یہ اشعار کہاں سے لئے ہیں تو ہو سکتا ہے یہ مکمل نعت قارئین کی نذر کی جا سکتی۔

حاشیہ

نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۱۹

عیسائیوں کی نعت گوئی

حضور سیّدِ عالم و عالمیان' محسنِ اعظم نورِ مجسّم ﷺ کی اُمت میں داخل ہونے کے لئے انبیاءِ سابقہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ ہم مومن ہیں' اس لئے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی نبوت پر ہمارا ایمان ہے --- اور' حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ ہیں جو ہمارے آقا حضور ﷺ کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے رہے۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصف۔ ۶۱ : ۶)

اور یاد کرو' جب عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں' اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اُن رسول (ﷺ) کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے' ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی ماننے والا میرے سرکار ﷺ کی تعریف میں تر زبان ہوتا ہے' نعت کہتا ہے تو گویا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُمتی ہونے کا حق

ادا کر رہا ہوتا ہے۔ قابلِ تحسین اور قابلِ مبارک باد ہیں وہ عیسائی جو اپنے رسول علیہ السلام کی تقلید میں حضور ختمی مرتبت ﷺ کی نعت کہتے ہیں۔

محمد عبدالغنی حسن نے اپنی عربی تالیف "الشعر العربی فی المھجر" (مطبوعہ قاہرہ ۔ ۱۹۵۵) میں عیسائی شعرا کے بارے میں لکھا "...... اس وسعتِ نظر کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم شعرائے مہجر کے بہت سے دواوین میں عیسائی شاعروں کو دیکھتے ہیں جو اسلام اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر پکا یقین رکھتے ہیں جس طرح ہم مسلمان شاعروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں (ص ۴۱) اس ضمن میں انہوں نے ایک مسیحی شاعر ریاض معلوف کی کتاب "خیالات" مطبوعہ برازیل کے حوالے سے یہ شعر نقل کیے ہیں:

یا رسول الانام انت و عیسی

خیر من یصطفی یرجی و یقصد

و کفی العرب فخر ھم بانتساب

لنبی ھو النبی محمد ﷺ

(اے رسولِ کائنات ﷺ آپ اور حضرت عیسیٰ بہترین انتخاب ہیں جن سے امید وابستہ رکھی جا سکتی ہے اور گوہرِ مقصود حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عربوں کو کسی نبی کی نسبت پر یہی فخر کافی ہے کہ وہ نبی محمد ﷺ ہے)

"الایوبیات" طبع نیویارک ص ۳۶، ۳۷ کے حوالے سے محمد عبدالغنی حسن نے رشید ایوب کے یہ دو شعر لکھے ہیں:

اصلی الموسی و اعبد عیسی

واتلو السلام علی احمد ﷺ

(میں موسیٰ علیہ السلام پر صلوٰۃ پڑھتا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی غلامی کا دم بھرتا ہوں اور جناب احمد ﷺ پر سلام بھیجتا ہوں)

لمن یا تری اعلی الوری کمحمد

و ارفعھم مجدا و اسمی مناقبا

(دیکھو جناب محمد مصطفیٰ ﷺ جیسا دنیا میں کون ہے جن کی عظمت بھی ارفع ہے اور مناقب بھی بلند و بالا)

کتاب میں محبوب الشرتونی کے دیوان کے صفحہ ۸۸ کے حوالے سے یہ شعر بھی دیا گیا ہے۔

و محمد ﷺ بطل البریہ کلھا

ھو للاعارب اجمعین امام

(جناب محمد ﷺ تمام کائنات کی عظیم ترین ہستی ہیں۔ وہ تمام عربوں کے امام و مقتدا ہیں)

ایک اور مسیحی شاعر رشید خوری کا ایک شعر دیکھیے:

عید البریہ عید المولد النبوی ﷺ

فی المشرقین لہ والمغربین دوی

(عید میلادُالنبی ﷺ ہی کائنات کی عید ہے۔ مشرق و مغرب میں اسی کی دھوم ہے)

یہ اشعار نقل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی عربوں نے بھی ہمارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی تعریف و ثنا میں تر زبانی کی ہے۔ یقیناً فارسی ادب کی بھی یہی صورت ہو گی۔ فارسی گو غیر مسلموں نے بھی حضور سید و سرورِ دارین ﷺ کی نعت کہی ہو گی۔ اردو کے چند عیسائی شاعروں کی نعتیں فی الوقت دستیاب ہیں، ان کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اُنکے ماننے والے بھی سرکارِ ابد قرار ﷺ کی نعت سرائی میں مشغول نظر آتے ہیں۔

ان عیسائی نعت گوؤں میں نذیر قیصر لاہور کے رہنے والے ہیں۔ جدید لفظیات اور خوبصورت استعارات و تراکیب استعمال کرتے ہیں۔ ان کے مجموعۂ نعت "اے ہوا

"مؤذن ہو" کے دیباچے میں محبتِ سرکار ﷺ کی جو قندیلیں روشن نظر آتی ہیں، ان سے استفادہ کرنا ہم اہلِ ایمان کے لئے ضروری ہے۔ وہ حج پر جانے والی ایک محترم خاتون کے ہاتھ پیغام بھجواتے ہیں "رسولِ کریم ﷺ سے عرض کریں کہ وہ میرے نعت کی صورت میں کہے ہوئے لفظوں کو قبول کرلیں" (ص ۱۱)۔ وہ یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ "آج کی تیسری دنیا کے انبوہِ عظیم کے مظلوموں کی امامت اور قیادت عالمِ اسلام کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں سب سے پہلے اسلام کے حقیقی تصوّر کو اپنے پھیلائے ہوئے گرد و غبار سے باہر لانا ہوگا اور ہمیں رنگ و نسل، خطے، قبیلے اور فرقوں کے رائج اسلام کی بجائے رسولِ کریم ﷺ کے اس عالمی اسلام کو رائج کرنا ہوگا جو تمام انسانوں اور جہانوں کے لئے ہے۔" (ص ۱۲، ۱۳)

کہئے، الفاظ دردمندی کے شدید احساس سے کہے گئے ہیں یا نہیں؟ شاید نعت کی نسبت محبتوں کو بڑھاوے، دشمنیاں ختم کرے۔ آمین!

جانؔ لکھنوی، جون رابرٹس

شفیق بریلوی ایڈیٹر ماہنامہ "خاتونِ پاکستان" کراچی نے ان کے بارے میں لکھا:

"جون رابرٹس، سر ابراہیم رابرٹس کے۔سی۔بی کے فرزند تھے، جان رابرٹس بچپن میں بنگال آئے اور ایسٹ انڈیا کمپنی میں اہلکار ہو گئے۔ یہ یہیں مشرف بہ اسلام ہوئے اور کلکتہ میں نواب رمضان علی خاں کی لڑکی شہزادی بیگم سے شادی کرکے خالص مسلمان نوابین کی وضع قطع اختیار کرلی اور صوم و صلوٰۃ کے بڑی سختی سے پابند ہو گئے۔ انہیں شعر و ادب سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ ۱۳ مئی ۱۸۹۲ء کو لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی اولاد آج تک لکھنؤ اور کلکتہ میں آباد ہے "گولا گنج لکھنؤ" کے مشہور نواب قیصر مرزا، انہی کے فرزند تھے" (۱)۔

ہے عرش پہ توقیر کی جا جائے محمد ﷺ
رشکِ یدِ بیضا ہے کفِ پائے محمد ﷺ

عیسیٰؑ سے ہے بڑھ کر لبِ گویائے محمد ﷺ
یوسفؑ سے ہے بڑھ کر رُخِ زیبائے محمد ﷺ

کوثر ہو وہ دریا جو لگے پائے محمد ﷺ
جنت ہو وہی باغ جو ہے جائے محمد ﷺ

والشمس تھے رخسار تو واللیل تھیں زلفیں
اک نور کا سورہ تھا سراپائے محمد ﷺ

اندھیر ہوا کفر کا سب دور جہاں سے
روشن ہوا عالم جو یہاں آئے محمد ﷺ

عصیاں سے بری ہو کے قیامت میں اٹھے گا
بے شک ہے بہشتی جو ہے شیدائے محمد ﷺ

"خاتونِ پاکستان" کے رسول ﷺ نمبر حصہ دوم میں ان کی اس نعت کے سات اشعار

شائع ہوئے' جن میں ایک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت میں تھا۔ میں نے ماہنامہ "نعت" لاہور کے خاص نمبر بعنوان "غیر مسلموں کی نعت" حصہ دوم میں پانچ اشعار شامل کئے (۲)۔ نور احمد میرٹھی نے یہی پانچ اشعار "نورِ سخن" میں نقل کر دیئے (۳)۔ لیکن لطیفہ یہ ہے کہ "خاتونِ پاکستان" میں "وآلیل" کو "واللیل" لکھا تھا' میں نے درست کر دیا۔ نور احمد میرٹھی نے ماہنامہ "نعت" سے یہ اشعار نقل کرتے ہوئے پھر "واللیل" لکھ دیا۔ ایسے قرآنی الفاظ کی املا قرآنی ہی ہونا چاہئے' یہ نہیں کہ مسلمان بھی غلط سلط لکھتے رہیں۔

حواشی

(۱) خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) کراچی۔ رسول ﷺ نمبر کا دوسرا حصہ۔ ص ۱۵۲
(۲) نعت (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۸۹ء۔ "غیر مسلموں کی نعت" (حصہ دوم)۔ ص ۱۰
(۳) نور احمد میرٹھی (مرتب)۔ نورِ سخن۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۷۱

جرجیسؔ' جارج فان توم

شفیق بریلوی ایڈیٹر "خاتونِ پاکستان" کراچی نے ان کی ایک فارسی نعت رسول ﷺ نمبر حصہ دوم میں شائع کی اور ان کے حالاتِ زندگی کے بارے میں یہ نوٹ لکھا:

"جارج فان توم کے والد ایک فرانسیسی عیسائی تھے' انھوں نے دہلی میں شہزادہ فیروز شاہ کی لڑکی سے شادی کی۔ ان کے بطن سے جارج فان کی ولادت ہوئی۔ لائق ماں نے اپنے بچے کی اسلامی طرز پر پرورش کی' فارسی اور عربی کی تعلیم دلائی' جس کے نتیجہ میں جارج اپنے وقت کے ایک صاحبِ طرز شاعر بنے۔ فارسی میں جرجیسؔ اور اردو میں صاحبؔ تخلص کرتے تھے۔ جارج فان توم دہلی اور لکھنؤ کے علاوہ بریلی اور رام پور میں بھی عرصہ تک رہے۔ بریلی میں ان کے خاندان کے افراد اب تک موجود ہیں۔ دس محرم ۹۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔"

نعت کے چند اشعار یہ ہیں:

اگر بہ چشمِ ارادت نظر کنی سبب

برائے صدقِ عقیدت ہمیں بس است دلیل
یکے مسیح مطہرؑ دگر محمدِ پاک ﷺ

ضیائے دیدۂ اسحاقؑ و نورِ اسماعیلؑ
شود شفیع یکے بہرِ حالِ اسماعیل

رسد نجات ز دیگر بآلِ اسرائیل
ز موسوی نہ بود مطلعم جُدا زیں بحث

کہ ہست موسیٰؑ و عیسیٰؑ زیک گروہ و قبیل
ظہورِ مہدی و عیسیٰؑ بآخرِ دنیا

بریں کہ گفتہ شدہ ہست راست راست دلیل

حاشیہ

خاتونِ پاکستان (ماہنامہ) لاہور۔ رسول ﷺ نمبر کا دوسرا حصہ۔ ص ۱۵۱

قیصرؔ' نذیر قیصر

ان کا مجموعۂ نعت "اے ہَوا مؤذّن ہو" جون ۱۹۹۲ میں لاہور سے شائع ہوا۔ ۸۰ صفحات کی اس کتاب میں چالیس نعتیں ہیں۔ ان کی وجہِ تخلیق نذیر قیصرؔ نے اپنے دیباچے "پہلا حرف" میں بتا دی ہے کہ انھوں نے پہلے ایک ریڈیائی مشاعرے کے لیے اور پھر ایک اور نعتیہ مشاعرے میں شرکت کے لیے فرمائشی نعتیں کہیں اور اس کرب میں مبتلا ہو گئے کہ کیا حضورِ اکرم ﷺ کی تعریف فرمائش سے کی جانی مناسب ہے۔ پھر ۱۹۸۵ کے رمضان کی پانچ راتوں میں ان سے یہ چالیس نعتیں ہو گئیں۔ انھوں نے بعد میں ان نعتوں میں شعوری کوشش سے کوئی تبدیلی یا کوئی اضافہ نہیں کیا اور یہ من و عن چھاپ دیں۔ انھوں نے لکھا۔ "ان پانچ راتوں میں چالیس نعتیں کہنے کے بعد مجھے لگا کہ میرا قرض کسی حد تک کم کر دیا گیا ہے —— مگر یہ قرض ازل سے ابد تک کا ہے' جو ادا ہو کر بھی ادا نہیں ہوتا۔"

اس دیباچے میں نعت گوئی کا مقصد بیان کرتے ہوئے یہ مسیحی شاعر کہتے ہیں۔
"ہمیں جاننا چاہیے کہ نعت کہنے کا مقصد کیا ہے؟ آج نعت کہنے کا سب سے بڑا مقصد رسول کریم ﷺ سے رسمی عقیدت کی بجائے ان کے عالمی پیغام کو انسانوں تک پہنچانا ہے اور تیزی سے مٹتے اور مرجھاتے ہوئے انسانوں کو تحفظ دینا ہے۔"

نذیر قیصر نے لکھا کہ "روم میں ہونے والی کانفرنس روم کی دستاویزات بتاتی ہیں کہ ویٹی کن سٹی نے باضابطہ طور پر رسول کریم ﷺ کو نبی مان لیا ہے۔ اب پوپ کو تمام مسیحی دنیا میں اس سچائی کا باضابطہ اعلان کر دینا چاہیے تاکہ مسلم اور مسیحی دنیا ڈائیلاگ کی بجائے عملی طور پر ایک دوسرے کے زیادہ قریب آ جائے۔"

"پہلا حرف" کے آخر میں انھوں نے کہا۔ "میں اپنے ملک اور دنیا کے تمام انسان دوست' امن پسند' انصاف پسند' باضمیر دانشوروں' ادیبوں' مذہبی علما اور رضا کار تنظیموں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس دُھول میں کھلتے پھولوں اور حرف حرف بکھرتے نور سے اپنے اور تمام انسانوں کے دامن بھرنے میں میری مدد کریں-------- تمام انسانوں کے لیے محمد ﷺ کا یہی پیغام ہے اور میری نعت کا سب سے بڑا مقصد بھی۔"

سچی بات یہ ہے کہ "اے ہَوا مُؤذّن ہو" کے الفاظ و تراکیب اور معانی و مفاہیم میں متحرک ذات ایک سچے مسیحی کی ہے جو ان مسیحی دستاویزات کی سچائی کا باضابطہ اعلان چاہتی ہے جن میں حضور رحمتِ ہر عالم ﷺ کو نبی مان لیا گیا ہے۔

"اے ہَوا مُؤذّن ہو" میں آج کا ایک اچھا شاعر جدید لفظیات کے ساتھ خوبصورت لہجے اور متأثر کُن اسلوب میں' ادب کی زبان میں بات کرتا دکھائی دیتا ہے اور کہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ کوئی بات سرسری یا سطحی ہے۔ کہیں روایتی انداز نہیں' کہیں سُنی سنائی پر انحصار کی صورت نہیں۔ نذیر قیصر کو شاید خود بھی احساس تھا کہ ان پر اترنے والی ان نعتوں کی اشاعت کا معنی کیا ہے' اس لیے انھوں نے کہا

آگ اور خون کی لہروں سے
ہم نے تجھے پکارا ہے

اس مجموعۂ نعت کی اشاعت کے بعد مسیحی قلم کاروں نے بھی اس کے خلاف مہم شروع کر دی اور ہفت روزہ "زندگی" میں ستار طاہر نے بھی اس کے خلاف لکھا۔ راقم الحروف (راجا رشید محمود) نے ستار طاہر کی تحریر کے جواب میں "زندگی" میں اشاعت کے لیے ایک تحریر بھیجی جو شائع تو نہیں ہوئی لیکن ستار طاہر مرحوم نے اس تحریر کے حوالے سے میری تعریف کر کے اس موضوع کو ٹھپ دیا۔ میری تحریر یہ تھی:

"زندگی (۳ تا ۹' اکتوبر ۱۹۹۳) میں "تضادات" کے عنوان سے عیسائی شاعروں کی نعت گوئی پر ستار طاہر کی ایک تحریر شائع ہوئی ہے جس میں "اے ہَوا مُؤذّن ہو" کے شاعر نذیر قیصر اور ان کی نعتیہ شاعری کے جواز پر بات کی گئی ہے۔ نذیر قیصر نے کتاب کے دیباچے میں پاپائے روم کے حوالے سے جس دستاویز کا ذکر کیا ہے' ستار طاہر نے اسے اپنے علم اور تحقیق کے حوالے سے غلط کہا ہے تو اس سلسلے میں صرف نذیر قیصر ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنی غلط بیانی کا اعتراف کریں یا ستار طاہر کے دعوے اور تحقیق کی تردید' ہم آپ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن نعت گوئی اور غیر مسلموں کی نعت گوئی کے ضمن میں ستار طاہر کی تحریر میں بعض باتیں ایسی ہیں جن میں سے کچھ کی تردید اور کچھ کی وضاحت ضروری ہے تاکہ "زندگی" ایسے وقیع جریدے کے قارئین کو غلط معلومات نہ ملیں۔

زیرِ نظر تحریر میں "اے ہَوا مُؤذّن ہو" کو کسی غیر مسلم کا پہلا مجموعہ نعت قرار دیا گیا ہے جو درست نہیں۔ چودھری دِلّو رام کوثری کی "آبِ کوثر" اور "بزمِ کوثری" مہاراجا سرکشن پرشاد شاد کی "ہدیۂ شاد" راجا مکھن لال کی "دیوانِ مکھن" (جو شائع نہیں ہوا۔ مخطوطے کی شکل میں حیدر آباد دکن میں ہے) پنڈت بالمکند عرش ملسیانی کی "آہنگِ حجاز" اور چرن سرن ناز مانکپوری کی "رہبرِ اعظم ﷺ" پہلے سے موجود ہیں۔ ان میں سے پانچ مطبوعہ ہیں اور چار میرے پاس "نعت لائبریری" میں محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ لالہ بھی نرائن سقا کے کلیات "معراجِ محبت" میں پچاس نعتیں ہیں۔ پیارے لال رونق دہلوی کے دیوان "رونقِ سخن" میں آٹھ نعتیں ہیں' پنڈت بھگوہن فدا دہلوی کے دیوانِ فدا میں کئی نعتیں ہیں' ان کے علاوہ بیسیوں غیر مسلموں کی سیکڑوں نعتیں'

تو میرے ہی پاس موجود ہیں۔

اگر ستار طاہر "اے ہُوا مُوذّن ہو" کو کسی مسیحی شاعر کا پہلا مجموعۂ نعت قرار دیتے تو یہ درست ہوتا لیکن اسے کسی غیر مسلم کا پہلا مجموعۂ نعت قرار دینا درست نہیں۔ ستار طاہر نے ایک سوال یہ اٹھایا ہے کہ کیا کوئی مسیحی اپنے مسیحی ہونے پر اصرار کرتے ہوئے نعت کہ سکتا ہے اور مسیحی رہ سکتا ہے؟ انھوں نے یہ سوال مسیحی علما اور دانشوروں سے کیا ہے۔ مسیحی علما اور دانشور تو ویسے ہی نذیر قیصرؔ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس کی طرف اشارہ زیرِ نظر تحریر میں بھی موجود ہے۔ کیا ستار طاہر اس سوال کے ذریعے مسیحی علما اور دانشوروں کو "پکڑ لو' جانے نہ پائے" کہ رہے ہیں؟ میں پوچھتا ہوں جون رابرٹس جانؔ نے جب یہ شعر کہا تھا

عیسیٰؑ سے ہے بڑھ کر لبِ گویائے محمد ﷺ
یُوسُف سے ہے بڑھ کر رُخِ زیبائے محمد ﷺ
(نعت۔ جون ۱۹۸۹۔ ص ۱۰)

یا پادری ای آر مسیحیؔ الٰہ آبادی نے کہا تھا کہ

مسیحِ ناصری آئے تمھاری دیتے خوشخبری
جو رُوحِ صدق ہے انجیل میں' وہ رہنما تم ہو
(پیشوا دہلی۔ جولائی ۱۹۳۲۔ ص ۱۲۳)

تو ان پر کس عیسائی عالم یا دانشور نے فتویٰ لگایا تھا یا کس دانشور نے انھیں ایسا مشورہ دیا تھا۔

زیرِ نظر تحریر میں دوسرا سوال علمائے دین اور مسلمان نعت گوؤں سے یہ کیا گیا ہے کہ کیا کسی غیر مسیحی (شاید "مسیحی" کہنا مطلوب تھا) کو مسلمان ہوئے بغیر نعت کہنے کا حق حاصل ہے اور اسے حق حاصل ہے تو کیا اس کی کہی ہوئی "نعت" کو نعت تسلیم کیا جائے گا؟۔ ایک نعت گو کی حیثیت سے اور ماہنامہ "نعت" کے ایڈیٹر کی حیثیت سے اس کا جواب یہ عرض کرتا ہوں کہ غیر مسلم ہمیشہ سے نعت کہتے آئے ہیں اور ان کی ایسی شعری کاوش کو "نعت" ہی کہا جاتا ہے۔ اعشیٰ میمون بن قیس پہلا غیر مسلم ہے جس نے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں آپ ﷺ کی مدح میں قصیدہ کہا اور آج تک عربی نعت کے ذکر میں اس کے اشعار شامل کیے جاتے ہیں۔ اب تک غیر مسلموں کی نعتوں پر مشتمل ماہنامہ "نعت" کے چار سو اڑتالیس صفحات شائع ہو چکے ہیں۔ میرے علم کی حد تک آج تک کسی نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ غیر مسلموں کی حضور رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تعریف میں کہے گئے اشعار کو "نعت" کہا جائے گا یا نہیں' یہ سوال البتہ پہلے بھی اٹھتا رہا ہے کہ غیر مسلم نعت کہتے ہیں تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔

میں "علما" میں سے نہیں ہوں لیکن اس معاملے میں ایک جیّد عالم اور ایک مشہور دانشور کی رائے پیش کرتا ہوں' شاید بات واضح ہو جائے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی (صدرِ شعبۂ علومِ اسلامیہ' مُسلم یونیورسٹی' علی گڑھ) غیر مسلموں کی نعت کے پہلے مشہور انتخاب "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" از فانی مراد آبادی کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں۔ "رحمۃٌ للعالمین کی حیثیت سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے عالمِ انسانیت پر جو عظیم احسانات کیے ہیں' کوئی شخص بھی' بشرطیکہ عناد و تعصّب نے اس کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر دیا ہو' آپ ﷺ کا منکر نہیں ہو سکتا۔ ان احسانات اور ذاتی اوصاف و کمالات نے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شخصیت کو اس درجہ دلکش اور محبوب بنا دیا ہے کہ کسی شخص پر اس شخصیت کی ایک ادنیٰ سی جھلک بھی پڑ جاتی ہے اور طبیعت کی سلامتی اکی رفیق ہوتی ہے تو اس کے دل و دماغ بے اختیارانہ طور پر اس شخصیت کے لیے عظیم احترام و محبت کے جذبات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ شاعر بھی ہوتا ہے تو یہی جذبات منظوم مدح کا' جسے اصطلاح میں نعت کہتے ہیں' رُوپ دھار کر زبانِ قلم سے تراوش پانے لگتے ہیں"۔

مولانا غلام رسول مہرؔ نے اسی کتاب کے تعارُف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق و محبّت کے حوالے سے کہا "...... اس عشق کی ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ اس نے لاکھوں نیک دل غیر مسلموں پر بھی گہرا اثر ڈالا اور ان میں سے جو لوگ ذوقِ شعر رکھتے تھے' وہ اپنے شوق سے نعتیں بھی کہتے رہے۔"

غیر مسلموں کی نعتوں کے اب تک جو انتخاب شائع ہوئے ہیں' ان میں سے متذکرۃ الصدر کتاب کے علاوہ "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام" مرتبہ عبدالمجید خادم سوہدروی' "ہندو شعرا کا نذرانۂ عقیدت" مرتبہ و مطبوعہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ اور "نورِ سخن" مرتبہ نور احمد میرٹھی شامل ہیں۔ ان میں اوّل الذکر کتاب کے مرتب اہلِ حدیث عالم ہیں اور ثانی الذکر کتاب اہلِ سُنّت و جماعت (بریلوی) مکتبۂ فکر کی ہے۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ علمائے دین غیر مسلموں کے منظوم ہدیۂ عقیدت بحضورِ خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "نعت" ہی مانتے اور گردانتے ہیں۔

حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ بے مثل انسان ہیں' جملہ خصائل و کمالاتِ انسانی کا منبع ہیں اور آپ کی شخصیت کو تعصّب کی عینک کے بغیر دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر اور تعریف کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ پھر غیر مسلم شعرا' اسلامی تہذیب و معاشرت اور اسلامی ماحول کے زیرِ اثر بھی نعت لکھتے رہے ہیں' لیکن اس کے علاوہ بھی ایک بات ہے۔ انسان کا ضمیر انسانیت کے محسنِ اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے احسانات پر ہدیۂ تشکّر ادا کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً یہاں' پاکستان میں تو رانا بھگوان داس بھگوانؔ اور نذیر قیصرؔ مسلمان شاعروں کے نعتیہ ماحول سے بھی متاثر ہو سکتے ہیں لیکن انڈیا میں جہاں مسلمانوں کا جینا دُوبھر کر دیا گیا ہے یا کم از کم یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی کوئی معاشرتی اور سیاسی حیثیت نہیں ہے' قیامِ پاکستان کے بعد عرشؔ ملسیانی وہاں سے "آہنگِ حجاز" چھاپتے ہیں اور چرن سرن نازؔ ماکپوری کی کتاب "رہبرِ اعظم ﷺ" ۱۹۸۶ میں دہلی سے شائع ہوتی ہے اور لالہ بھی نرائن تقاؔ کی "معراجِ محبت" ۱۹۷۷ میں چھپتی ہے جس میں پچاس نعتیں ہیں تو بات دوسری ہی معلوم ہوتی ہے۔ ہیرا نند سوزؔ اور ڈاکٹر انجناؔ سندھیر کے غزلوں کے مجموعے "سُورج میرے تعاقب میں" اور "موجِ سحر" ۱۹۹۰ میں دہلی سے چھپے ہیں اور ان دونوں کتابوں کا آغاز حمد و نعت سے کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے زیرِ اثر نہیں' اپنے دل ہی کے زیرِ اثر ہُوا ہے۔

ستار طاہر نے پروفیسر رفیع اللہ شہاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ غیر ملکی (ان کی مراد شاید "غیر مسلم" سے ہے) دانشوروں' عالموں وغیرہ کے حوالے سے نبی کریم (صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی عظمت ثابت کرنا کوئی مستحسن کام نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کرنے کو ان کی "عظمت ثابت کرنا" کوئی اہلِ ایمان کہہ ہی نہیں سکتا۔ عظمت تو ان کی' ہمارا خالق و مالکِ حقیقی ثابت کر چکا ہے۔ جو مسلمان بھی ان کی منثور یا منظوم تعریف کرتا ہے' وہ اپنے کھاتے درُست کرنے اور اس مد میں نیکیاں ڈیپازٹ کرانے کے لیے کرتا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "عظمت ثابت کرنے" کا خیال بھی دل میں نہیں لاتا۔ اور' جو آدمی غیر مسلم شعرا یا دانشوروں کے توصیفی کلمات یا شعر نقل کرتا ہے' وہ "اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ" (فضیلت اس گواہی کو ہے جو دشمن دیں) کے حوالے سے کرتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ابوجہل اور دوسرے کفّار بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صادق اور امین ہی کہتے اور سمجھتے تھے تو اس سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ثابت کرنا مطلوب نہیں ہوتا' عظمت تو ان کا خالق و مالک ثابت کر چکا' ہم تو دشمن کی گواہی سامنے لاتے ہیں۔

ستار طاہر نے اپنی تحریر کے آخر میں لکھا ہے "جہاں تک حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ نعت کی مخصوص صنف کو اپنائے بغیر بھی دوسری شعری اور نثری اصناف میں خراجِ تحسین پیش کیا جا سکتا ہے"۔ اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ نعت کوئی مخصوص صنفِ سخن ہے اور وہ غیر مسلموں کے لیے اگر ممنوع کر دی جائے اور باقی شعری یا نثری اصناف میں وہ اپنا ذوق پورا کر لیا کریں تو کوئی حرج نہیں۔ یہ تاثر درست نہیں' نعت کوئی صنفِ سخن نہیں' ہر صنفِ سخن میں نعت کہی جا سکتی ہے۔ نعت غزل' قصیدہ' مثنوی' مسدس' مخمس' رباعی' قطعہ' آزاد نظم' ہائیکو' مستزاد' مثمن' سانیٹ' غرض ہر صنفِ سخن میں کہی گئی ہے اور کہی جا رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں کہے گئے ہر موزوں کلام کو نعت کہا جاتا ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک تو نثر میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح و ثنا میں جو کچھ کہا جائے' نعت ہے۔

زیرِ نظر تحریر میں نذیر قیصر کو داخلِ اسلام ہونے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے' یہ ایک علمی بحث ہے کہ غیر مسلم نعت گو مسلمان کیوں نہ ہوئے؟ اس راہ میں بہت سے عوامل

حائل ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کو اس کا اپنا معاشرہ' اس کے اہلِ خاندان قبول نہیں کرتے' اسے جانی' مالی' بدنی' مادی اور روحانی قربانی دینی پڑتی ہے۔ بعض غیر مسلم نعت گوؤں کے حالات اور ان کی معاشرتی مجبوریاں ان کے اعلانِ حق کی پردہ پوش ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا شخص بال بچوں کو چھوڑ کر آئے تو نام نہاد مسلمان اسے رشتہ نہیں دیتے۔ اور میرے نزدیک سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو غیر مسلم میرے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی حیاتِ طیبہ کو دیکھ کر متاثر ہوتا ہے' میری زندگی کو دیکھ کر مسلمان نہیں ہوتا۔ ہماری منافقت اس کے قدم روک دیتی ہے۔ مثال کے طور پر چودھری دِلّو رام کوثری کو دیکھئے۔ اس شخص نے زندگی بھر نعت کہی' مناقب لکھے' مسلمان اس کی عزت و تکریم کرتے رہے۔ وہ محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے زیر اثر ۱۹۲۹ میں مسلمان ہو گیا اور دسمبر ۱۹۳۶ میں فوت ہُوا۔ لیکن مسلمان ہونے کے بعد اس کی برادری نے تو اس کے ساتھ بُرا سلوک کرنا ہی تھا' مسلمانوں نے بھی اس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہ کیا اور کتنی تکلیف دہ حقیقت ہے کہ جب وہ ہندو تھا تو نعت کہتا تھا' مسلمان ہُوا تو نعت کہنا بھی چھوڑ دی۔ نذیر قیصر کو اب ستّار طاہر سے لے کر مولانا فلاں ابن فلاں تک اسلام لانے کی دعوت دے سکتے ہیں لیکن ابھی تو اس نے کائنات کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کی ہے تو اس کے ہم مذہب بھی اس کے خلاف لکھ رہے ہیں اور مسلمان صحافی بھی۔ جب وہ ایمان لے آئے گا تو وہ اور یہ اس کے خلاف کیا سلوک روا نہ رکھیں گے!!"

اب نذیر قیصر کے چند نعتیہ اشعار بھی ملاحظہ فرمایئے:

حمد لکھوں کہ نعت' کیا لکھوں
عکسِ ذات و صفات کیا لکھوں
لوح پر انگلیاں پگھلنے لگیں
آیتِ کائنات کیا لکھوں
حرف در حرف نور بکھرا ہے
میں سیاہی کے ساتھ کیا لکھوں

رات سے آگے سورج اور سورج سے آگے تو
تجھ سے آگے تیرے مقدّس قدموں کی خوشبو
خوشبو اسم بنے اور اسم سے آگے نور کا ہالہ
آج کی رات اس ہالے کو میں تنہا دیکھنے والا

ہجر کی کالی رات کو
اپنا نور وصال دے
میری زخمی روح پہ
اپنی کملی ڈال دے

گنبدِ سبز پہ تاروں کا ہجوم
اور سرِ بابِ دعا' دل میرا
جن زمانوں میں تری خوشبو تھی
ان زمانوں کی ہَوا' دل میرا

اپنی کالی کملی سے
کوئی اشکارا ظاہر کر
اُمّی لقب پانے والے
علم صحیفہ ظاہر کر
دیواروں کی بستی میں
کوئی دریچہ ظاہر کر

چُوموں پاؤں وہ ہجرت والے
ہجرت والے' برکت والے
جلتے شہروں پہ پھیلا دے
بادل اپنی رحمت والے

پتّی پتّی' کونپل کونپل تیری نمو
صفحہ صفحہ حرف ستارہ تیرا نام

حرف میرے ہیں، صدا اس کی ہے
ان دریچوں میں ضیا اس کی ہے
میں شکستہ ہوں، خطا میری تھی
میں سلامت ہوں، رضا اس کی ہے

کاغذ، قلم، دوات بھی تو
معنیٰ بھی، آیات بھی تو
لبِ سبز کھجوروں میں
چاند کی پہلی رات بھی تو
صبح و شام مسافت میں
دور بھی تو اور ساتھ بھی تو

ثنا لکھوں تو ثنا میں کمالِ فن اترے
ترا جمال ورق پہ کرن کرن اترے

آسماں آسماں قدم اس کے
معجزے خاک پہ رقم اس کے
صفحہ صفحہ بشارتیں اس کی
حرف جاری قلم قلم اس کے

دیکھ رہی ہیں جاگتی آنکھیں تیرے سچے خواب
رحلِ شب پہ صفحہ صفحہ کھلتی جائے کتاب

صحرا میں شجر لگا دیے ہیں
اور ان میں ثمر لگا دیے ہیں
اک شب کی انگشت چھو کے تو نے
لمحات کو پر لگا دیے ہیں

ذات، آنکھیں، حرف، بجتے آئینے
شہرِ شب، کھلتا ہوا بابِ قبول

آنکھ میں آنسو ہجر کا
دل میں بارش نور کی
ایک مسافر بے نوا
دل میں لگن حضور ﷺ کی

رنگ و نسل کا پرچم پاؤں میں ڈال دیا
بندے کو انسان کا حسن و جمال دیا
تیرا سایہ نہیں تھا لیکن عالم پہ
تو نے رحمتِ رب کا سایہ ڈال دیا

جو حرف تیرے لئے لکھا ہے
وہ حرف ستارہ بن گیا ہے
شب تیرے فراق میں ڈھلی تھی
دن تیرا وصال چاہتا ہے

حرفِ دونیم پہ چاند ظاہر ہُوا
روشنی تیری دہلیز پہ ختم ہوئی
پاؤں اترے اندھیرے میں میری طرف
شمعیں روشن ہوئیں، رات محرم ہوئی

لفظ کو داستان کس نے دی
پتھروں کو زبان کس نے دی
راہ کے بے نشان ذرّوں کو
رفعتِ آسمان کس نے دی
بے وجودوں کو عزم کس نے دیا
بے وقاروں کو شان کس نے دی

چراغِ نورِ مصطفیٰ ﷺ دلوں میں ہے
وہ آفتابِ کم نما دلوں میں ہے

زمیں جس کے سائے کو ترس گئی
اس اجنبی کا نقشِ پا دلوں میں ہے
لرز رہا ہے جس سے سازِ حرفِ کُن
ابھی سنو کہ وہ صدا دلوں میں ہے

منظر ہے کہ سایہ ہے
کس نے رِدا جلایا ہے
تیرا سایہ نہیں لیکن
دنیا تیرا سایہ ہے

پل میں ورائے عرش گئے اور آ گئے
انساں کا ہے مقام کہاں تک، بتا گئے
قیصرؔ اب اس سے بڑھ کے ہو کیا درسِ زندگی
جینا سکھا گئے ہمیں مرنا سکھا گئے

مسیحیؔ الٰہ آبادی، پادری ای آر

ماہنامہ "نعت" کی جلد ۶ کا شمارہ نمبر ۹ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف" حصہ چہارم تھا۔ اس میں بہاء الدین زکریا "لائبریری"، گھمبی، تحصیل چوا سیدن شاہ ضلع چکوال میں موجود رسول ﷺ نمبروں کا تعارف شائع ہوا۔ اس لائبریری میں ماہنامہ "پیشوا" دہلی کا رسول ﷺ نمبر بعنوان "تذکرۂ جمیل" ۱۹۳۲ / ۱۳۵۱ھ بھی موجود ہے۔ جس میں پادری مسیحیؔ الٰہ آبادی کی ایک نعت بھی شامل ہے۔ ماہنامہ "نعت" لاہور کے محولہ بالا نمبر (ستمبر ۱۹۹۳) میں مسیحیؔ کا ایک شعر شائع کیا گیا۔ فی الوقت ۱۹۳۲ کا "پیشوا" (تذکرۂ جمیل) دستیاب نہیں ہے، اس لئے ماہنامہ "نعت" میں شائع ہونے والا مسیحیؔ کا ایک نعتیہ شعر ہی نذرِ قارئین ہے۔ مزید کام کرنے والے حضرات پیشوا کا مذکورہ بالا نمبر دیکھ سکتے ہیں۔

مسیحیؔ کہتے ہیں:

مسیحِ ناصری آئے تمہاری دینے خوشخبری
جو رُوحِ صدق ہے انجیل میں، وہ رہنما تم ہو

حاشیہ

نعت (ماہنامہ) لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳۔ "رسول ﷺ نمبروں کا تعارف"۔ حصہ چہارم۔ ص ۲۶

میرزائیوں کی نعت گوئی

ہندوؤں' سکھوں' عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی نعت گوئی کی بنیاد حضور رحمۃٌ للعالمین ﷺ کی رحمت سے متمتع ہونا اور سرکار ﷺ کی سیرت و کردار سے متأثر ہونا ہے لیکن میرزائیوں کی نعت گوئی کی بنیاد یہ حقیقت نہیں ہے۔ ان کی نعت گوئی کا تعلق تاریخی لحاظ سے کعب بن اشرف سے تو ہو سکتا ہے' دوسرے غیر مسلموں سے نہیں۔ ان کی نعت گوئی کے سبب کو سمجھنے کے لیے میرزائیت کی تاریخ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

آقا حضور ﷺ کے بعد بہت سے جھوٹوں نے "نبی" ہونے کا ادعا کیا جن میں مُسیلمہ کذّاب بہت مشہور ہے کہ حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں اس نے یہ حرکت کرنے کی جسارت کر لی تھی۔ آقا حضور ﷺ کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس فتنے کے سدِّباب کا اعزاز حاصل ہوا۔

اَسود عنسی قبیلہ بنو اسلم سے تھا۔ اس نے ۱۵ صفر ۱۱ ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ سجاح قبیلہ بنو تغلب کے سردار کی لڑکی تھی اور شہر موصل کی رہنے والی تھی۔ اس نے ۲۸ ربیع الثانی ۱۱ ہجری کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ حکم بن ہشام (المقنع) نے ۱۱ اپریل ۷۵۹ کو یہ جھوٹ بولا۔ قرمط ۲۸۹ھ کوفے میں پیدا ہوا۔ اسے ۳ - اپریل ۸۹۱ کو اس جھوٹ کی جسارت ہوئی۔ مرزا علی محمد باب ۱۸۱۹ء میں شیراز میں پیدا ہوا' اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی نے بھی یہی حرکت کی' علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق کہا:

آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد
سینہ ہا از گرمیِ قرآں تہی!

از چنیں مرداں چہ اُمید بہی

(وہ ایران سے تھا اور یہ ہندی نسل سے ہے۔ وہ حج سے بیگانہ تھا' یہ جہاد سے بیگانہ ہے۔ ان کے سینے قرآن کی گرمی سے خالی تھے' ایسوں سے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے)

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ ہندی النسل ہیں' اس لیے برّصغیر میں ان کے ماننے والے موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد' برلاس قوم سے ہونے کے مدّعی تھے۔ ان کے سوانح نگار عبد القادر (سابق سوداگر مل) کے بقول' کوئی مستند دستاویز ایسی نہیں جس کی بنا پر صحیح تاریخِ ولادت بتائی جا سکے' البتہ مرزا بشیر احمد نے بعض تحریروں سے اندازہ لگایا کہ غلام احمد ۱۳ فروری ۱۸۳۵ مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ کو پیدا ہوئے (حیاتِ طیّبہ از عبد القادر۔ ص ۱۴) مسلمان پہلے ہی دن سے قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے' مگر برطانوی حکومت اور اس کے زیرِ اثر لوگ ان کی حمایت پر کربستہ رہے۔ آخر مسلمانوں کی بھرپور جدوجُہد سے مجبور ہو کر پاکستان قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں قادیانی اور لاہوری جماعت کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دیا اور ۱۹۸۴ء میں اس اعلان پر عمل در آمد کے لیے حکومت کے سربراہ نے متعلقہ آرڈیننس جاری کر دیا۔

قرآن و احادیث میں واضح طور پر حضور ختمی مرتبت ﷺ کو "خاتم النبیین" کہا گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بعثتِ انبیا کا سلسلہ سرکار ﷺ پر ختم ہو چکا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کے اثبات میں قرآنی نص میں تحریفِ معنوی کی اور "خاتم النبیین" کی نئی تعبیر کی۔ لکھا۔ "وہ خاتم الانبیا ہے' مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا' بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لیے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبۂ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہو گا۔" (حقیقۃ الوحی۔ از مرزا غلام احمد قادیانی ص ۲۷) مرزا صاحب کے ملفوظات میں بھی ہے۔ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مُہر کے بغیر کسی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مُہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مُہر

تصدیق جس نبوت پر نہ ہو، وہ صحیح نہیں ہے"۔ (ملفوظات۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ جلد پنجم۔ ص ۲۹۰) قادیانیوں پر اہلِ اسلام کی طرف سے جو اعتراض کیے جاتے ہیں، انہوں نے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق ان میں سے ایک کے اعتراض کا جواب یوں دیا۔ "خاتم النبیین کے معنی ہیں "نبیوں کی مُہر"۔ جس طرح مُہر کاغذ پر اپنے نقوش ثبت کرتی ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے نقوشِ قدم پر چلنے سے حسبِ استعدادِ انسان میں آپ کے فیضانِ نبوت کے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں۔ گویا دوسرے انبیا کی نسبت اللہ نے آپ کو خاتم النبیین کا منصب دے کر یہ خاصیت بخشی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کا کامل متبع نبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے"۔ (جماعتِ احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات۔ مرتبہ محمد اسد اللہ قریشی۔ ص ۹)

سیدھی سی بات ہے کہ جس چیز کو بند کرنے کے بعد اس پر مُہر یا سیل لگا دیتے ہیں، اس کو عربی میں "ختم" کہا جاتا ہے۔ جیسے سورۂ بقرہ میں ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ یعنی اب ان کے دلوں میں ہدایت نہیں آ سکتی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا واضح مطلب اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور جب احادیثِ نبوی ﷺ میں واضح طور پر یہی معنی موجود ہیں تو یہ بات قابلِ بحث ہی نہیں رہتی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نبی بننے کے شوق میں مرزا غلام احمد قادیانی اتنی سی بات کو بھی لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ نبی بنانا اللہ کا کام ہے، حضور ﷺ کا نہیں۔ سورہ الانعام میں ارشادِ خداوندی ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ کہ اللہ خوب جانتا ہے، وہ کسے رسول بنائے گا۔

گروہِ انبیا میں سے کوئی نبی قسط وار نہیں بنا۔ نبی تو وہ ازل ہی سے ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن ہوتا ہے، وہ اپنی نبوت کا اعلان فرما دیتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگوڑے سے اپنی والدہ کی برأت اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ یا حضور حبیبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اذن پاتے ہی لوگوں پر یہ حقیقت واشگاف کر دی۔ حالانکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدمؑ مٹی اور پانی کے

درمیان تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ پر الہام ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مجدد بنے۔ پھر بیعت لینا شروع کی۔ پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں ان پر انکشاف ہوا کہ وہ "نبی" ہیں۔ "تاریخ احمدیت" میں ہے۔ "۱۹۰۰ کے آخر اور ۱۹۰۱ کے اوائل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (؟) پر یہ انکشاف ہوا کہ مقامِ نبوت صرف کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونے کا نام ہے اور نئی شریعت کا لانا، پہلی شریعت کا ترمیم کرنا یا براہِ راست منصبِ نبوت و رسالت کا حصول، نبی کی تعریف میں داخل نہیں ہے"۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم۔ مرتبہ دوست محمد شاہد۔ ص ۱۹۸)۔

تعریفِ نبوت کی تبدیلی کا سب سے پہلا تحریری اعلان ۵ نومبر ۱۹۰۱ کو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" (مشمولہ الحکم قادیان۔ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱۔ ص ۵، ۷) کے ذریعے کیا گیا۔ دوست محمد شاہد نے اس کا ذکر کر کے حاشیے میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ پہلے ۱۹۰۰ میں مولوی عبدالکریم اپنے خطباتِ جمعہ میں اِس خیال کا اظہار کرتے رہے۔ ۱۷۔ اگست ۱۹۰۰ کے خطبے میں مولوی صاحب نے مرزا صاحب کو مُرسل ثابت کیا اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ والی آیت ان پر چسپاں کی جسے مرزا صاحب نے پسند کیا (تاریخِ احمدیت۔ جلد سوم۔ ص ۱۴۳) یعنی ان کے نبی ہونے کا انہیں خود بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم نے ان کی نبوت کو ثابت کرنا شروع کیا اور انہوں نے اس کو پسند فرما کر اپنی نبوت کا اعلان فرما دیا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ (مرزا صاحب کے بیٹے اور دوسرے "خلیفہ") لکھتے ہیں۔ "پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے" (حقیقۃ النبوۃ از میاں بشیر الدین محمود احمد (ص ۱۲۱) ------ یعنی مرزا صاحب ایسے "نبی" ہیں جنہیں پہلے خود بھی پتا نہیں تھا کہ وہ کیا ہیں۔ وہ قسط وار ترقی کرتے رہے اور آخرِ کار مولوی عبدالکریم نے اپنے "خطباتِ جمعہ" کے ذریعے انہیں یقین دلا دیا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ وہ نبی بن بیٹھے۔

نبی ﷺ کے لغوی معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا کے ہیں۔ تمام انبیاء کرام غیب کی خبریں دیتے رہے۔ مختلف احادیثِ مبارکہ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں۔

جن کے وقوع سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ نے خبر دے دی تھی اور وہ حضور ﷺ کی دی ہوئی خبر کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئے۔ مثلاً خُریم بن اوس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دی اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں حیرہ فتح ہوا۔ حضرت ابوذر، حضرت کعب بن مالک، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنھم) کی روایتیں ملتی ہیں کہ سرکار ﷺ نے مصر کے فتح ہونے اور وہاں پیش آنے والے واقعات کی خبر دی۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت حسن (رضی اللہ عنھم) کی روایتیں کتبِ احادیث میں موجود ہیں کہ حضور ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کے ہلاک ہونے کی خبر دی، یہ بھی فرمایا کہ ان کے خزانے مالِ غنیمت بن جائیں گے اور ان کے بعد کسریٰ اور قیصر نہیں ہوں گے۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، اُمِّ ورقہؓ، عمار بن یاسرؓ، نعمان بن بشیرؓ اور حضرت امام حسینؓ (رضی اللہ عنھم) کی شہادت کی خبر دے دی تھی اور اس سلسلے میں واقع ہونے والے بہت سے واقعات بتا دیے تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی لیلیٰؓ سے کئی حدیثیں مروی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت اویسِ قرنی ؓ کے بارے میں معلومات مہیا فرما دی تھیں جو بعد میں اسی طرح سامنے آئیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت حسنؓ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا نے ہزارہا معاملات میں پہلے سے خبر دی جو من و عن درست ثابت ہوئی۔ اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک خصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جس میں ہزارہا ایسے واقعات جمع کر دیے ہیں، نمونے کے طور پر چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے شام میں پھیلنے والے طاعون کی خبر دی، حضرت زید بن ارقمؓ کے طویل عمر پانے اور نابینا ہونے کی خبر دی، آپ ﷺ نے خبر

دی کہ چوتھی صدی میں لوگ بدل جائیں گے۔ آپ نے خوارج کی خبر دی، بغداد کی تعمیر کی خبر دی، غرض مخبرِ صادق ﷺ نے مختلف معاملات میں جو جو کچھ اپنے نام لیوا رفقا کے سامنے فرما دیا، وہ درست ثابت ہوا۔

لیکن حضور ﷺ کے بعد جن کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، انہوں نے بھی اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش میں بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ دیکھنا چاہیے کہ ان پیشگوئیوں کا کیا حال ہوا۔ مُسیلمہ کذاب نے ۷ ربیع الاول ۱۰ ہجری کو پیشگوئی کی کہ "محمد ﷺ ایک مہینے کے بعد فوت ہو جائیں گے اور اسلام کا آفتاب غروب ہو جائے گا اور بے شک یہ کلام آسمانِ فضل سے نازل ہوا ہے" (میزان الادیان۔ جلد اول۔ ص ۱۹۸) دنیا جانتی ہے کہ حضور محبوبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والثنا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری تک اس دنیا میں رونق افروز رہے اور مُسیلمہ کذاب ٹھہرا۔

اسود عنسی نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۱ ہجری کو یہ کہا کہ "اسلام تین سال کے بعد مٹ جائے گا اور میں یہ پیشگوئی خالقِ ارض و سما کے حکم سے کر رہا ہوں"۔ (میزان الادیان۔ جلد اول۔ ص ۱۹۶) کسے معلوم نہیں کہ اسلام آج تک موجود ہے۔ سجاح نے ۵ ذی قعدہ ۱۱ ہجری کو یہ پیشگوئی کی کہ حکومتِ روم دو سال کے بعد عرب پر غالب آ جائے گی اور یہ خبر نسیم آسمانی نے پہنچائی ہے (تاریخ ابو الفدا۔ جلد چہارم۔ ص ۲۱) اس خبر کا حشر بھی دنیا جانتی ہے۔

المقنع نے ۶۔ اکتوبر ۷۵۹ء کو پیشگوئی کی کہ ابو مسلم خراسانی دو سال کے بعد یقیناً ہلاک ہو جائے گا (تاریخ العرب۔ ص ۳۴۴) تاریخی شواہد سامنے ہیں کہ ابو مسلم خراسانی ۲ نومبر ۸۴۲ء تک زندہ رہا۔ قرمط نے ۲۳ مارچ ۱۸۴۸ء کو خبر دی کہ "دو مہینے کے بعد آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہو گا اور بے شک یہ ایک عجیب بات ہے"۔ (میزان الادیان۔ جلد اول۔ ص ۲۱۸) ظاہر ہے کہ یہ خبر جھوٹ نکلی۔ مرزا علی محمد باب نے ۵ اپریل ۱۸۴۸ء کو شاہِ ایران کے دو سال بعد ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی لیکن وہ ۱۸۵۶ء تک زندہ رہا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۷ء میں پیشگوئی کی کہ "مولوی ثناء اللہ امرتسری

ایک مہینے کے بعد ضرور مرجائے گا اور یہ مجھے وحی کے ذریعے معلوم ہوا ہے" (مجموعۂ اشتہارات۔ جلد اول۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۱۹۸) مرزا صاحب تو یہ پیشگوئی کرکے ۱۹۰۸ میں مرگئے لیکن ثناء اللہ امرتسری قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ میں فوت ہوئے۔ مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں کہا کہ عرشِ اعظم پر محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہوچکا ہے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ اس دنیا میں ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ لیکن ہُوا یہ کہ وہ آخر دم تک محمدی بیگم کی زیارت سے محروم ہی رہے۔ اسی طرح انہوں نے عیسائی پادری آتھم کی موت کے بارے میں کہا کہ وہ ۵ دسمبر ۱۸۹۴ تک مرجائے گا لیکن وہ زندہ رہا اور عیسائیوں نے اس کا بڑی شان و شوکت سے جلوس نکالا۔ مرزا صاحب نے زندگی میں بہت پیشگوئیاں کیں اور ان کا انجام یہی ہوا۔ لیکن انہوں نے اپنے بارے میں جو پیشگوئی فرمائی تھی' اس کا حال دیکھئے۔ کہا "بشارت ہوئی کہ عمراسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ" (مواہب الرحمن۔ از مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۲۱) لیکن ہُوا یہ کہ اڑسٹھ سال کی عمر میں مرگئے۔ ۱۹۰۷ میں انہوں نے اس الہام کا دعویٰ کیا: "فرمایا کہ میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ میں چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں' ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا' تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک میرے اختیار میں ہے" (تبلیغ رسالت۔ جلد دہم۔ ص ۳۲) لیکن عمر نہ بڑھی اور اللہ نے "مخالفین" ہی کی بات سچ کر دکھائی۔ مرزا صاحب مئی ۱۹۰۸ سے آگے نہ بڑھے۔ اس کے باوجود مرزا صاحب کا دعویٰ ملاحظہ ہو۔ "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت تعداد اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جلّ شانہ' نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا' اگر دنیا میں اس کثرتِ تعداد اور انکشافات تام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں" (تریاق القلوب۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۳۷)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لئے "غیر مستقل نُبوّت" گھڑلی ہے' حالانکہ قرآن و احادیث کی رو سے جو شخص وحی کا دعویٰ کرتا ہے' وہ نبوتِ مُستقلہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ غیر مستقل نبوت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنے لئے

کبھی ظلّی' کبھی بروزی نبی کی اصطلاح گھڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے' حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کے اُمّتی ہیں' اس لئے ظلّی نبی ہیں۔ (حضور ﷺ کے بعد) صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکامِ شریعتِ جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف خدا تعالیٰ کی وحی میں امتی قرار پاتا ہے' پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت باعث امتی ہونے کے' دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے' کوئی مستقل نبوت نہیں"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ مرزا غلام احمد قادیانی طبع اول۔ ص ۱۸۱) اسی طرح "ازالۂ اوہام" میں لکھتے ہیں۔ "ہمیں جو کچھ ملتا ہے' ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے"۔ (جلد اول۔ ص ۱۳۸) "چشمۂ معرفت" میں ہے "وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے' وہ ختم نہیں"۔ (ص ۳۲۴)

قادیانیوں نے بھی مرزا صاحب کی نبوت کو ظلّی کہا ہے لیکن ان کا مرتبہ سب انبیا سے بڑا بتایا ہے' "حضرت مسیح موعود علیہ السلام (؟) نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسولِ کریم ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا ہے۔ دیگر انبیا علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے' سب سے بڑے ہوں" (الفضل۔ قادیان۔ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷)

کبھی مرزا صاحب اپنی نبوت کو بروزی قرار دیتے ہیں۔ "اب بعد اس (خاتم الانبیا) کے کوئی نبی نہیں مگر' وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہو..... پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے' وہ ختمِ نبوت کا خلل انداز نہیں"۔ (کشتیِ نوح۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۲۴)۔ "البدر" کی ۴ ستمبر ۱۹۰۳ کی اشاعت میں کسی نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ بروز کسے کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ "جیسے شیشہ میں انسان کی شکل آتی ہے' حالانکہ وہ شکل بذاتِ خود الگ قائم ہوتی ہے' اس کا نام بروز ہے" (ملفوظات۔ جلد ششم۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۱۳۲)

مرزا صاحب نے اپنی بیویوں کو "امہاتُ المؤمنین" قرار دیا' اپنے گھروالوں کو

فضلِ بیت" کہا، جن لوگوں نے مرزا صاحب کی زیارت کی، انہیں "صحابہ" بتایا۔ اسی قسم کے ایک "صحابی" سید سرور شاہ قادیانی کہتے ہیں۔ "بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام(؟) نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں "من یک قطرۂ ز آبِ زلال محمدم"۔ لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے۔ "من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و مارأی" کہ جو مجھ میں اور آنحضرت ﷺ میں ذرا بھی فرق کرتا ہے، اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا (اخبار الفضل قادیان۔ ۲۶ جنوری ۱۹۲۱)

اب مرزا صاحب کی وحی یا کسی کے ان پر کئے گئے "الہامات" کا ذکر بھی ہو جائے۔ خداوندِ قدوس نے تو فرمایا تھا۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ (ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا) لیکن مرزا صاحب پر کئی زبانوں میں "وحی" نازل ہوئی۔ اگرچہ انہوں نے خود کہا تھا۔ "یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو" (چشمۂ معرفت۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۲۰۹) بیشتر "الہامات" اس قسم کے ہیں کہ قرآنی آیات میں کچھ تحریف کر کے مرزا صاحب والا الہام بن گیا۔ کچھ الہامات معنوی لحاظ سے عجیب و غریب ہیں۔ مثلاً انت منی بمنزلہ ولدی (تو مجھ سے بیٹے کی بجا ہے) اس سوال کے جواب میں کہ اس الہام کے معنی کیا ہیں، قادیانی حضرات کا مؤقف ہے کہ کسی کو "بیٹے کی بجا" کہنا پیار کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، ورنہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیلِ مجاز اور استعارہ میں ہے (جماعتِ احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات۔ ص ۳۹) بہرحال مرزا صاحب کے خدا نے تو انہیں بیٹے کی بجا کہہ ہی دیا تھا!

قرآن پاک میں تحریف کرتے ہوئے مرزا صاحب کے "خدا" نے بعض جگہوں پر زبان غلط کر دی ہے۔ قرآن نے کہا تھا۔ "یا آدم اسکن"۔ مرزا صاحب کے "الہام" میں مخاطب عورت ہو گئی لیکن فعل مذکر ہی رہا۔ "یا مریم اسکن" (حرفِ محرمانہ۔ از ڈاکٹر غلام

جیلانی برق۔ ص ۳۲۴، ۳۲۵) ------ اور مرزا صاحب کا "خدا" تو کوئی سی زبان بھی صحیح استعمال نہیں کرتا۔ اردو الہام دیکھئے "بہت سے سلام میرے تیرے پر ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۱۰۲) ان پر جو الہامات انگریزی میں نازل ہوئے، ان کی زبان بھی اتنی ہی غلط ہے جتنی مرزا صاحب جیسے "پڑھے لکھے" آدمی کی ہونی چاہئے تھی (مثلاً دیکھئے حقیقۃ الوحی۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ ص ۳۰۳) انگریزی الہامات کے بارے میں حاشیے میں لکھتے ہیں۔ "چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہامِ الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔" (حقیقۃ الوحی۔ ص ۳۰۴) ایک خط میں اس سلسلے میں شکوہ کرتے ہیں کہ "چونکہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ہندو لڑکے سے دریافت کئے مگر قابلِ اطمینان نہیں"۔ (مکتوباتِ احمدیہ، جلد اول۔ ص ۶۸)

اور پھر انگریزی الہامات ہی پر کیا منحصر ہے، سنسکرت اور عبرانی وغیرہ میں بھی ان پر یہ عنایات ہوتی رہیں۔ لکھتے ہیں۔ "زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں ہے جیسے انگریزی، سنسکرت یا عبرانی وغیرہ" (نزول المسیح۔ ص ۵۷)

مرزا صاحب کا نام "غلام احمد" تھا۔ لیکن ان کے کئی "الہامات" میں انہیں "احمد" کے نام سے پکارا گیا۔ خود انہوں نے اپنے بارے میں کہا۔

احمدِ آخر زماں نامِ من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است

لیکن وہ خود اس حوالے سے ارتقائی منازل ہی طے کرتے رہے۔ انہوں نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ "......من بعدی اسمہٗ احمد" کی آیت کے مصداق حضور نورِ مجسم ﷺ نہیں بلکہ وہ خود ہیں، یہ بات تو ان کے بیٹے اور "خلیفۂ دوم" نے کہی۔ "اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ

حضرت مسیح موعود (؟) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین بھیروی) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہٗ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام (؟) ہی ہیں (انوارِ خلافت۔ میاں بشیر الدین محمود احمد۔ ص ۲۱) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۵ کے سالانہ جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ "اسمہٗ احمد" سے حضور محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا مراد نہیں ہیں (الفضل قادیان۔ ۱۹ اگست ۱۹۱۹)

اس صورتِ حال میں کہا جا سکتا ہے کہ میرزائیوں کا حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں نعت کہنا عقیدت و ارادت کی وجہ سے بھی نہیں، حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی پر اظہارِ تشکّر و امتنان کے طور پر بھی نہیں، اور سرکارِ ابد قرار ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے متاثر ہونے کا نتیجہ بھی نہیں، بلکہ اپنے آپ کو امتِ محمدیہ ﷺ میں شامل رکھنے اور اس طرح اندرونی اور بیرونی طور پر فوائد حاصل کرنے اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی شعوری کوشش کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ثاقبؔ زِیروی

ہفت روزہ "لاہور" لاہور کے ایڈیٹر جنھوں نے "دورِ خسروی" کے نام سے اپنی ان نظموں کا مجموعہ شائع کیا جو میرزائیت کی تبلیغ میں اور مخالفینِ قادیانیت کی ہجو میں کہی گئیں تھیں۔ ان کی چند نعتوں کے اشعار دیکھیے:

سلام ان پر، درود ان پر، زباں پہ آیا ہے نام جن کا
مرے تخیل کی رفعتوں سے بلند تر ہے مقام جن کا
انھی کے فیضِ کرم سے علم و ادب کے چشمے ابل رہے ہیں
مثالِ قرآں زبانِ عالم پہ آج تک ہے کلام جن کا
ہمارے دل کا تو پوچھنا کیا، انھی کا قائل انھی پہ مائل
بلند رتبہ ہے بادشاہوں سے ایک ادنیٰ غلام جن کا
نہیں یہ جرأت تو اور کیا ہے، میں ان کی توصیف کر رہا ہوں
خدا نے ذوقِ طلب میں ثاقبؔ کیا ہے خود احترام جن کا(۱)

تو حبیبِ ربِّ جلیل ہے، تری عظمتوں کا جواب کیا
تو مقامِ فخرِ خلیل ہے، تری حُرمتوں کا حساب کیا
تری اک نگاہ پڑی جہاں، وہاں ظلمتوں کا گزر کہاں
ترے ایک جلوہ کے سامنے مہ و مہر کی تب و تاب کیا
یہ مری نظر کا قصور ہے کہ تو پاس رہ کے بھی دور ہے
یہ مرا ہی شوق ہے درمیاں تجھے احتیاطِ نقاب کیا
کہاں تو کہ باعثِ کُن فکاں، کہاں فکرِ ثاقبؔ خستہ جاں
بھلا مدحتِ شہِ انس و جاںؐ کرے مجھ سا خانہ خراب کیا

پیشوائے ملّتِ بیضا، عرب کے شہسوار
تو یقیناً تھا خدائی مملکت کا رازدار

تو نے ہی اصحابؓ کو بخشا وہ روحانی جلال
جس کے آگے سر بسجدہ ہو گئے کفر و ضلال
تیری آنکھوں میں درخشندہ تھی روحانی چمک
صبر و استقلال کی تھی تیری سانسوں میں جھلک
تیری ہی ضو سے ہوئے روشن رُخِ شام و عجم
نیند کے ماتے ہوئے بیدار اے شاہِ امم ﷺ
تجھ کو خالق نے کہا قرآن میں خیر البشر ﷺ
اے شفیع دو جہاں اے غیرتِ شمس و قمر
تیرے اندازِ تکلم میں فصاحت کا کمال
تیرے اخلاق و تأدب میں نہاں رعب و جلال
تیرے بن سنتا نہ تھا کوئی غریبوں کی فغاں
بارگہ میں تیری مظلوموں کو ملتی تھی اماں
تو نے امت کو سکھائے مہر و الفت کے طریق
دشت والے بن گئے اک دم میں مردانِ خلیق
جو برادر کُش تھے ان کو پھر اخوت بخش دی
نیک دل ان کو بنایا اور مروّت بخش دی
ہے بجا کہنا تجھے ۔ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
آمنہؓ کے غنچۂ رنگیں محمد مصطفیٰ ﷺ

حواشی

(۱) مسلمہ (ماہنامہ) لاہور۔ سیرت النبی ﷺ نمبر۔ جنوری ۱۹۸۴۔ ص ۱۷۰
(۲) راجا رشید محمود (مرتب و مقدمہ نگار)۔ نعت کائنات۔ جنگ پبلشرز' لاہور۔ ۱۹۹۳۔ ص ۱۵۲' ۱۵۳
(۳) ثاقب زیروی۔ دورِ خسروی۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ' قادیان۔ س ن (مرزا بشیر احمد نے "تعارف" ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ کو لکھا)۔ ص ۷' ۸

غلام احمد قادیانی' مرزا

مرزا غلام احمد ۱۸۳۷ میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ڈپٹی کمشنر' سیالکوٹ کے دفتر میں ملازم ہو گئے' چند سال کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ ۱۸۸۰ میں "براہینِ احمدیہ" شائع کی۔ ۱۸۹۱ میں مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۳ میں انہوں نے قادیان سے "ریویو آف ریلیجنز" شروع کیا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو لاہور آئے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا (۱)۔

شیخ محمد اکرام نے مرزا صاحب کے "نبی" ہونے کے بارے میں کھُل کر نہیں لکھا لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ ۱۹۰۰ کے آخر اور ۱۹۰۱ کے اوائل میں مرزا صاحب پر یہ "انکشاف" ہوا تھا کہ وہ نبی ہو سکتے ہیں (۲) تعریفِ نبوت کی تبدیلی کا پہلا تحریری اعلان انہوں نے ۵ نومبر ۱۹۰۱ کو کیا (۳)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "دافع البلا" (مطبوعہ ۱۹۰۲۔ ص ۲۰) میں ان کے یہ شعر ہیں:

زندگی بخش جامِ احمد ﷺ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ﷺ ہے
لاکھ ہوں انبیا' مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ﷺ ہے

آخری شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے' اس لئے وہ نقل نہیں کیا گیا۔

ان کی ایک طویل نظم منقول از "قادیان کے آریہ اور ہم" (مطبوعہ ۱۹۰۷۔ ص ۴۸) سے نعتیہ اشعار دیکھئے:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد ﷺ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر' اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ ﷺ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے' خوبی میں اک قمر ہے

اس پہ ہر اک نظر ہے' بدرالدجیٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے' وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے' اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے' سب اس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے' نعم العطا یہی ہے
آنکھ اس کی دُوربیں ہے' دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے' عینُ الضیا یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے' اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے(۴)

حواشی

(۱) محمد اکرام' شیخ۔ موجِ کوثر۔ فیروز سنز۔ بار دوم ۱۹۵۸۔ ص ۱۹۰' ۱۹۱
(۲) دوست محمد شاہد (مرتب)۔ تاریخ احمدیت۔ جلد سوم۔ ص ۱۹۸
(۳) اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" مشمولہ الحکم قادیان۔ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱۔ ص ۵' ۷
(۴) غلام احمد قادیانی' مرزا۔ درِ ثمین (مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی)۔ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲۔ ناشر شیخ محمد اسماعیل پانی پتی' رام گلی نمبر ۳' لاہور۔ ص ۵۳' ۷۷' ۷۸

گوہرؔ' ذوالفقار علی خاں

"الفضل" قادیان کی اشاعتِ خاص میں ان کی ایک نعت چھپی۔ نام کے ساتھ "مولوی۔ اکسائز سپرنٹنڈنٹ رام پور سٹیٹ" کے الفاظ تحریر ہیں۔ نعت تیس اشعار کی ہے۔ چند اشعار دیکھئے:

ہے محمد ﷺ آفتابِ علم دیں
افتخارِ اولین و آخریں
سیّدِ اولادِ آدم بے گماں
سرور و سردارِ انساں بالیقیں

خُلقِ کامل کا نمونہ بے مثال
حق پرستی میں نظیر ان کی نہیں
شفقتِ مخلوق سے لبریز دل
ماحیِ ظلمت تھی نور افشاں جبیں
امن سے گلزار اس کو کر دیا
جس زمیں پر حکمراں تھے بغض و کیں
امنِ عالم کے لئے اسلام میں
اس نے سکھلائے اصولِ بہتریں
سن رکھو' اس کی اطاعت کے بغیر
راحتِ دارین مل سکتی نہیں
اس کی ہے تعلیم سیدھی اور صاف
اس کے ہیں اقوالِ زرّیں دلنشیں

حاشیہ

الفضل (روزنامہ) قادیان۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۰ (جلد ۱۸' شمارہ ۵۰) ص ۱۳

محمودؔ احمد' میرزا بشیر الدین

میرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے۔ کلامِ محمودؔ (حصہ دوم) میں ان کے پانچ اشعار "خطاب بہ رسولِ کریم ﷺ" کے عنوان سے چھپے۔ تین شعر دیکھئے:

اے شاہِ معالی! آ بھی جا
اے ضوءِ لآلی آ بھی جا
اے شانِ جلالی آ بھی جا
اے روحِ جمالی آ بھی جا
تو میرے دل میں' دل تجھ میں

قصلق و منالی آ بھی جا

میرے ذخیرۂ کتب میں کلامِ محمود کا جو نسخہ ہے' وہ صفحہ ۱۵۸ تک ہے۔ اس صفحے پر میرزا بشیر الدین محمود احمد نے لکھا کہ میں نے قطعہ لکھنا شروع کیا' جو یہ ہے:

اس کے بعد اس صفحے پر ایک ہی شعر ہے

میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرتِ لولاک ﷺ
ہوتے نہ اگر آپ ﷺ تو بنتے نہ یہ افلاک

ہو سکتا ہے' اور اشعار بھی ہوں۔ مجھے یہی ایک شعر ملا ہے جس میں حضورِ اکرم ﷺ کو "شاہِ لولاک" یا "صاحبِ لولاک" کہنے کے بجائے "حضرتِ لولاک" کہا گیا ہے۔

حاشیہ

محمود احمد' بشیر الدین احمد۔ کلامِ محمود۔ ص ۱۵۰' ۱۵۸

ناہید' عبد المنان

ماہنامہ "الفرقان" ربوہ میں ان کی ایک نظم "صحابۂ کرامؓ اور عشقِ رسول ﷺ" شائع ہوئی۔ نذرِ قارئین کی جاتی ہے:

حکمت خدا کی تھی کہ ہوئے بادیہ نشیں
پہلے پہل امانتِ قرآن کے امیں
عشاق جان نثار نبی ﷺ کے رفیقِ کار
بے خانۂ حجاز کے معمارِ اوّلیں

اہلِ جہاں تھے' اہلِ جہاں سے الگ بھی تھے
یعنی زمیں سے دور اور افلاک کے قریں
کہتے ہیں' مشقِ تیر نوازی میں محو تھے
وہ غازیانِ دینِ متیں ایک دن کہیں

اک حزب میں رسولِ خدا ﷺ جا کے مل گئے
فخرِ زمین' نازِ فلک' تاجِ مرسلیں
گزری یہ بات عشقِ وفا کیش پر گراں
اپنی کمانیں حزبِ مخالف نے پھینک دیں
بولے کہ جس طرف ہوں خدا کے رسولِ پاک ﷺ
ہم اس طرف کو تیر چلائیں؟ نہیں نہیں

حاشیہ

الفرقان (ماہنامہ) ربوہ۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۵۶ (جلد ۶' شمارہ ۹' ۱۰) ص ۸

نسیم سیفی

مشہور میرزائی مبلغ ابو العطا جالندھری نے نسیم سیفی (مغربی افریقہ میں قادیانیت کے رئیس التبلیغ) کے مجموعۂ کلام "نورِ فطرت" کے پیش لفظ میں ان کی ساری نظموں کو دلربا اور دلکش بتایا۔ کتاب ضیاء الاسلام پریس' ربوہ میں پہلی بار ۱۹۶۸ میں چھپی۔ شروع میں دو نعتیں ہیں' پھر میرزائیت کے بڑوں کی تعریف اور میرزائیت کے فروغ کے مضمون کی نظمیں ہیں۔ (۱)

نمونۂ نعت یہ ہے:

نگاہِ شوق ترستی ہے جلوے جلوے کو
نمودِ جلوہ مگر تیرے التفات سے ہے
ترا وجود ہے تخلیقِ جنّ و انس کا راز
تجھے کچھ ایسی ہی نسبت ہر ایک ذات سے ہے
تجلیاتِ جمال و جلال ہیں تجھ سے
دلوں کا نور تری ہی تجلیات سے ہے
حصولِ مقصدِ ہستی' رضائے دوست سہی

رضائے دوست بھی تیرے ہی التفات سے ہے
بجھے ہوئے ہیں تری رہ گزر میں شمس و قمر
کیئے ہیں وقت نے تجھ پر نثار شام و سحر
ترے وجود سے پیدا ہوئے ہیں جود و سخا
ترا ہی نقش قدم ڈھونڈتے ہیں اہل وفا
خدا نے ایسا نوازا کلام سے تجھ کو
کلیم کو بھی تری پیروی کا شوق رہا
ہزار شکر کہ ہے محو نعت میری زباں
ہزار شکر کہ مجھ کو ملا خیالِ رسا
ہے ذکرِ خیرِ رُسُل ﷺ مایۂ حیات نسیم(۲)
دل و نظر کی یہی تو ہے کائنات نسیم

حواشی

(۱) یہ بات ذہن میں رہے کہ ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلموں میں سے قریباً سب نے نعتیں کہی ہیں، اپنے مذہب کے بڑوں کی تعریف میں نظمیں نہیں کہیں۔ لیکن مرزائیوں نے ایک آدھ نعت کہہ کر اسے اپنی اور اپنے مذہب باطل کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا ہے۔

(۲) نسیم سیفی۔ نورِ فطرت۔ سیفی برادرز، لاہور۔ طبع اول ۱۹۶۸ء۔ ص ۱۲، ۱۳

نواب مبارکہ بیگم

میرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی تھیں۔ ان کی ایک نعت روزنامہ "الفضل" قادیان کے ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۳۰ کے شمارے (جلد ۱۸۔ نمبر ۵۰) میں شائع ہوئی۔ چند اشعار دیکھئے:

السّلام اے ہادیٔ راہِ ہُدیٰ، جانِ جہاں
وَالصّلوٰۃ اے خیرِ مطلق اے شہِ کون و مکاں
آپ چل کر تو نے دکھلا دی رہِ وصلِ حبیب
تو نے بتلایا کہ یوں ملتا ہے یارِ بے نشاں
ہے کشادہ آپ کا بابِ سخا، سب کے لئے
زیرِ احساں کیوں نہ ہوں پھر مرد و زن، پیر و جواں
تشنہ روحیں ہو گئیں سیراب تیرے فیض سے
علم و عرفانِ خداوندی کے بحرِ بے کراں
ایک ہی زینہ ہے اب بامِ مرادِ وصل کا
بے ملے تیرے ملے ممکن نہیں وہ دلستاں
تا قیامت جو رہے تازہ، تری تعلیم ہے
تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں
ہے یہی ماہِ مبیں جس پر زوال آتا نہیں
ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں بادِ خزاں

حاشیہ

الفضل (اخبار) قادیان۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۰۔ ص ۷

راجا رشید محمود کی مطبوعات

اردو مجموعہ ہائے نعت

- ۱- ورفعنا لک ذکرک (پہلا مجموعہ نعت) ۱۹۷۷، ۱۹۸۱، ۱۹۹۳
- ۲- حدیث شوق (دوسرا مجموعہ نعت) ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶
- ۳- منشور نعت (اردو پنجابی فردیات) ۱۹۸۸
- ۴- سیرت منظوم (بصورت قطعات) ۱۹۹۲
- ۵- "۹۲" (نعتیہ قطعات) ۱۹۹۳

پنجابی مجموعہ ہائے نعت

- ۶- حشراں دی اَنی (صدارتی ایوارڈ یافتہ) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷
- ۷- حق دی تائید- ۱۹۵۶

تحقیق نعت

- ۸- پاکستان میں نعت، ۱۹۹۲
- ۹- غیر مسلموں کی نعت گوئی، ۱۹۹۲
- ۱۰- خواتین کی نعت گوئی
- ۱۱- نعت کیا ہے

اسلامی موضوعات پر کتابیں

- ۹- احادیث اور معاشرہ- ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸ (بھارت میں بھی چھپی)
- ۱۰- ماں باپ کے حقوق- ۱۹۸۵، ۱۹۹۳
- ۱۱- حمد و نعت (تدوین) ۲۱ مضامین، ۳۹ منظومات، ۱۹۸۸
- ۱۲- میلاد النبی ﷺ (تدوین) ۱۸ مضامین، ۸۰ میلادیہ نعتیں- ۱۹۸۸
- ۱۳- مدینۃ النبی ﷺ (تدوین) ۱۸ مضامین، ۵۷ منظومات- ۱۹۸۸

تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

- ۱۴- اقبال و احمد رضا- مدحت گران پیغمبر- ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۲ (کلکتہ) ۱۹۸۷
- ۱۵- اقبال، قائد اعظم اور پاکستان- ۱۹۸۳، ۱۹۸۷
- ۱۶- قائد اعظم ----- افکار و کردار- ۱۹۸۵
- ۱۷- تحریک ہجرت ۱۹۲۰ (تاریخ و تحقیقی تجزیہ- ۳۴۳ صفحات) ۱۹۸۲، ۱۹۸۶، ۱۹۹۲

مزید کتابیں

- ۱۸- میرے سرکار ﷺ- ۱۹۸۷
- ۱۹- حضور ﷺ اور بچے- ۱۹۹۳
- ۲۰- تسخیر عالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ- ۱۹۹۳
- ۲۱- درود و سلام- ۱۹۹۳، ۱۹۹۴ (چار ایڈیشن چھپے)
- ۲۲- قرطاس محبت (حب رسول ﷺ کے مظاہر) ۱۹۹۴
- ۲۳- سفر سعادت، منزل محبت (سفرنامہ حجاز) ۱۹۹۴
- ۲۴- راج دلارے (بچوں کے لئے نظمیں) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷
- ۲۵- میلاد مصطفیٰ ﷺ- ۱۹۹۱
- ۲۶- عظمت تاجدار ختم نبوت- ۱۹۸۷، ۱۹۸۸
- ۲۷- منظومات- ۱۹۸۵

تراجم

- ۲۸- زیارِ نور- ۱۹۹۵
- ۲۹- حضور ﷺ کی عادات کریمہ- ۱۹۹۵
- ۳۰- الخصائص الکبریٰ- جلد اول و دوم (از علامہ سیوطی) ۱۹۸۳
- ۳۱- فتوح الغیب (از حضرت غوث اعظم) ۱۹۹۳
- ۳۲- تعبیر الرؤیا (منسوب بہ امام سیرین) ۱۹۸۴
- ۳۳- نظریہ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) ۱۹۷۱

راجا رشید محمود کے مرتبہ

انتخابِ نعت

مدحِ رسول ﷺ۔ انتخابِ نعت جس میں شامل نعتیں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کو پیشِ نظر رکھ کر منتخب کی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں ۷۱، دوسرے میں ۸۳ نعتیں ہیں۔ صفحات ۱۹۸۔ ناشرہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور۔ ۱۹۷۳

نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔ حرفِ تہجی کی ترتیب سے شعرا کی نعتیں شامل انتخاب ہیں۔ پہلے ۲۰ x ۳۰ / ۱۶ سائز پر چھپا۔ اب ۲۳ x ۳۶ / ۱۶ سائز پر چھپتا ہے۔ مطبوعہ لاہور۔ صفحات ۱۸۴۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳

نعت کائنات۔ اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم نعتیہ انتخاب۔ مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ۔ ۱۰۲۷ نعتیہ منظومات۔ ۸۲۹ صفحات۔ بڑا سائز۔ چار رنگی طباعت۔ ناشرہ جنگ پبلشرز، لاہور۔ ۱۹۹۳

نعتِ حافظ۔ حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب۔ شروع میں کئی صفحات پر مشتمل مقدمہ۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۸

قُلزُمِ رحمت۔ امیر مینائی لکھنوی کی نعتوں کا انتخاب۔ ۸۰ نعتیں۔ امیر مینائی کے فنِ نعت گوئی پر تحقیقی مقدمہ۔ صفحات ۹۶۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۷

ماہنامہ "نعت" میں شامل انتخاب۔ نعت کیا ہے، مدینۃُ الرسول ﷺ نعتِ قدسی، میلادُ النبی ﷺ لاکھوں سلام، معراج النبی ﷺ، درود و سلام، ضیاءؔ القادری، حسنؔ رضا بریلوی، آزادؔ بیکانیری، غریبؔ سہارنپوری، ستارؔ وارثی، بہزادؔ لکھنوی، محمد حسین فقیرؔ، اخترؔ الحامدی، شیواؔ بریلوی، جمیل نظرؔ، بے چینؔ رجپوری، نعتیہ مسدّس، نعتیہ رباعیات، آزاد نعتیہ نظم، تضمینیں، سراپائے سرکار ﷺ نعت ہی نعت، نورٌ علیٰ نور، استغاثے اور نعت کیا ہے کے موضوعات پر انتخابِ نعت ماہنامہ "نعت" کے اب تک کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔

راجا رشید محمود کا نعت کے موضوع پر تحقیقی کام

پاکستان میں نعت

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

نعت کیا ہے؟
برِ صغیر میں نعت گوئی کا فروغ
قیامِ پاکستان کے بعد نعت
پاکستان میں مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت
جن کے مجموعے ابھی طبع نہیں ہوئے
انتخابِ نعت
جرائد کے نعت نمبر
نعت سے متعلق جرائد
رسائل و جرائد کے رسول (ﷺ) نمبر
نعت کے موضوع پر کیا گیا کام
نعتیہ مشاعرے
نعت خوانی
نعت ایوارڈ
پاکستان میں فروغِ نعت کے اسباب
نعت کے موضوعات
ہیئتی تنوع
نعت کے آداب
نعت پر تنقید کی ضرورت
علاقائی نعت

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لئے ۸۳۸ کتابوں، اور رسائل و جرائد کے ۲۲۱ خاص نمبروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

صفحات ۲۲۴۔ قیمت ۱۳۰

نعت سے متعلق مزید تحقیقی کتب

☆۱۔ نعت کیا ہے (۱۲ صفحات) ۱۹۹۵
☆۲۔ خواتین کی نعت گوئی (۳۰۶ صفحات) ۱۹۹۵

راجا رشید محمود کی کتاب

پاکستان میں نعت

اپنے موضوع پر پہلی تحقیقی کاوش ہے

فہرست مندرجات یہ ہے :

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لئے ۸۳۸ کتابوں اور رسائل و جرائد کے ۳۱
خاص نمبروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

صفحات ۲۲۳۔ قیمت